قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی



قال اللہ تعالیٰ
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

جلد دوم

خدماتِ ختمِ نبوّت اور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ



رسائل

المبین فی ختم النبیین

قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان

الجبل الثانوی علیٰ کلیۃ التھانوی

الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی

تخریج وحاشیہ

ڈاکٹر قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی عفی عنہ

حسبِ فرمائش: ضیغمِ اہلِ سنت، مخدوم العلماء والاخیرین،
حضرت علامہ مولانا پیر سید مظفر شاہ قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

تصانیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ

ناشر بزمِ علم و دانش (انٹرنیشنل)

خدمات ختم نبوت

اور

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

رسائل

جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

السوٗ والعقاب علی المسیح الکذاب

الجزار الدیانی علی المرتد القادیانی

تخریج وحاشیہ:

ڈاکٹر قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی عفی عنہ

حسب فرمائش

ضیغم اہل سنّت، مقدام العلماء الاغیرین،

حضرت علامہ مولانا پیر سید مظفر شاہ قادری صاحب دامت برکاتھم العالیہ

ناشر:

نام کتاب: خدمات ختم نبوت اور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تخریج وحاشیہ: ڈاکٹر قاری ابواحمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی
اشاعت: اول مارچ 2018ء
صفحات: 352
ناشر: بزم علم ودانش انٹرنیشنل
دارالقلم اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی افضل الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین ورحمۃ للعالمین سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہٖ اجمعین۔

اللہ عزوجل کے پیارے محبوب حضور اکرم صلی تعالی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ورسول ہونے کا مسئلہ دینِ متین اسلام کے اُن بدیہی مسائل وعقائد میں سے ایک ہے، جس کے متعلق قرآن مجید احادیث نبوی میں نہ صرف بے شمار دلائل وبراہین موجود ہیں جن کو ہر خاص وعام ہی نہیں کثیر غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ختم نبوت (کہ آپ صلی تعالی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے آخری نبی اور رسول ہیں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا نہ ہوسکتا ہے) پر جب تک ایمان ویقین نہ رکھے اس وقت تک کوئی مومن ومسلمان ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ حضور اکرم صلی تعالی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی تعالی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر شک کرنے اور تسلیم نہ کرنے والوں کے خلاف اُمت مسلمہ کے عظیم وجلیل القدر اسلاف یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے سخت ترین مشکلات کے باوجود جھوٹے مدعیان نبوت کا نہ صرف قلع قمع کیا بلکہ آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ چھوڑ گئے کہ ملکی یا عالمی حالات کیسے بھی ہوں عقیدہ ختم نبوت پر کسی طرح کا بھی سمجھوتہ (کمپرومائز) نہیں ہوسکتا۔

حضور اکرم صلی تعالی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بالخصوص سرزمین عرب میں نبوت کی ہوس کا مرض وبا کی طرح تمام عرب میں پھیل گیا اور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی طرح طلیحہ بن خویلد وغیرہ نے بھی نبوت کا دعوی کردیا اور ان جھوٹے مدعیان نبوت کے مدد واعانت کے لئے اکثر اُن کی قومیں بھی اُن کے ساتھ کھڑی ہوگئیں تھیں۔

امیر المؤمنین خلیفہ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ان فتنوں کی سرکوبی

کے لئے نہایت ہی سخت اقدام کئے وقتی سختیوں، وقتی نزاکتوں اور وقتی مصلحتوں کی پرواہ کئے بغیر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے نہ صرف سرزمین عرب بلکہ عمان و بحرین وغیرہ علاقوں میں بھی پیدا شدہ فتنوں کی آگ کو ہی نہیں بلکہ اس کی خاک کو بھی ایسا سرد کر دیا کہ جس سے نکلنے والا دھواں بھی اپنے اندر حرارت سے محروم ہو گیا۔

صرف یہی نہیں بلکہ سجاح بنت حارث جیسی ہوشیار و چالاک و چالباز اپنی شیریں بیانی اور دامِ حسن میں آسانی سے پھنسا لینے والی ایرانی آلہ کار کو بھی ایسی منھ کی کھانی پڑی کہ بغیر واپسی کی کوئی سبیل نہ رہی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ختم نبوت پر پہرہ دیتے ہوئے جتنے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالی عنہم نے جام شہادت نوش فرمائے تاریخ اسلام میں اُس سے پہلے ہرگز اتنی شہادتیں رونما نہیں ہوئیں، صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ تعالی عنہم کے عمل نے آئندہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ میں ایک راستہ متعین کر دیا کہ جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑیں تو بھی اس عقیدہ میں لغزش نہ آنے پائے ورنہ دعوی ایمانی تو ہو سکتا ہے مگر بندہ مومن و مسلم نہیں رہے گا۔

بد قسمتی سے آج کے اس پر فتن دور میں اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھنے کی ہوس نے کلمہ گو دعوی ایمانی رکھنے والوں کو اتنا کمزور کر دیا ہے کہ کافر و غیر مسلم قرار دیئے گئے قادیانوں کو بھی نہ صرف علاقائی بھائی چارہ کی حد تک محدود رکھنے میں کوشاں و سرگرداں بلکہ مسلمانوں میں داخل کرنے پر تلے ہوئے ہیں جس کی ظاہری وجوہات سوائے دُنیا طلبی کے کچھ نظر نہیں آتیں مگر ایک کلمہ گو کے لئے ایمان سے بڑھ کر کائنات میں کوئی بڑی دولت نہیں ہے۔

مخبر صادق صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں کے مطابق ہوس نبوت کی مریض قیامت تک مختلف شکلوں اور رنگوں میں اپنے مرض کا دعوی کرتے رہیں گے لیکن اہل ایمان پر یہ ضروری ہے کہ ہوس نبوت کے ہر مریض اور اُس کے معاونین کا بھی کم از کم اپنی استطاعت کے مطابق نہ صرف مقابلہ کریں بلکہ اُن کو کیفر و کردار تک پہنچانے میں اپنا حق

ادا کریں ورنہ اپنے ایمانوں کی فکر کریں۔

شیطان اور ذریت شیطانی کلمہ گو مسلمان کو اقتدار کی کرسی کے لالچ، کبھی دُنیا کی فانی وزوال پزیر مال ودولت کے لالچ، کبھی عیش وعشرت اور نفس وہوس پرستی کی تکمیل کے لالچ، کبھی شہرت ومنصب کے لالچ، کبھی اقتدار چھن جانے کے خوف، کبھی عالمی دباؤ کے خوف، کبھی بھوک وافلاس کے خوف، کبھی جان واولاد کے ختم کرینے کا خوف دلاتے ہوئے صرف اور صرف اس کے ایمان کا سودا کرنے میں مصروف عمل ہیں لہذا اسلامتی ایمان کے لئے ضروری ہے کہ کلمہ گو مسلمان کسی بھی خوف ولالچ کی پرواہ کئے بغیر عقیدہ ختم نبوت پر تن من دھن سب کچھ قربان کردینے کو تیار رہے تاکہ اُس کے پاس موجود کائنات کی عظیم ترین دولت ایمان محفوظ ومامون رہے۔

ہوس نبوت کے مریضوں نے جب بھی دعوی نبوت کیا اہل اسلام میں سے ہر ایک فرد نے نہ صرف اُن کو نا منظور کیا بلکہ اصحاب اقتدار نے اپنی قوت وطاقت کو بروئے کار لاتے ہوئے اُن کا مقابلہ کیا تو عوام الناس نے پہرہ دیتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اُسے واصل جہنم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا جبکہ علماء وقت نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے کبھی تو میدان کارزار میں طاغوتی قوتوں کے مقابل تلوار کو اُٹھایا تو کبھی عوام الناس میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے قلم کو اپنا ہتھیار بناتے ہوئے حق وباطل کو صفحہ قرطاس پر اُتارا۔

"جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ" نامی یہ رسالہ بھی برصغیر پاک وہند ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی عظیم ہستی الشاہ الشیخ المفسر المحدث الفقیہ امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم حق ترجمان سے اُس وقت معرض وجود میں آیا جب ایک منکر ختم نبوت نے غلو کا ارتکاب کرتے ہوئے حضرت سیدنا ومولانا علی المرتضی، سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہرا اور گلشن نبوت کے پھول حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے متعلق ہرزہ سرائی کرتے ہوئے اُنہیں نبی ورسول کہنا ثابت کرنے کی کوشش کی، اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت

احادیث مبارکہ سے بتایا۔

پس آپ نے اُس کے دعوی کذب کے رد میں اس رسالہ کو تصنیف فرمایا جس میں اُس وقت کے رجحان کے مطابق تحریر کو صفحہ قرطاس پر اُتارا مگر آج کے اس ترقی یافتہ اور کم فرستی کے دور میں جب تک کسی حوالہ کو کتاب، جلد صفحہ یا حدیث نمبر کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے اسے مدلل سمجھنے میں پس وپیش کی جاتی ہے کے مطابق بنانے کے لئے راقم الحروف نے اس کی تخریج اور بعض مقامات پر حاشیہ نگاری کا شرف حاصل کیا ہے جس کا سبب ایک تو ملکی حالات بنے کہ جب پاک سرزمین کی قومی اسمبلی میں بیٹھنے والوں نے کم نظری، کم علمی، کم فہمی، جہالت، اغیار نوازی، قادیانیت کی نمک خواری، مخصوص چند لوگوں سے ووٹ کی طلبگاری یا کچھ بھی کہیئے کے تحت ختم نبوت ایکٹ میں چھیڑ چھاڑ کی جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اہل سنّت و جماعت کے مذہبی حلقوں میں ہی تشویش ناک صورت حال پیدا ہوئی بلکہ عوام اہل سنّت اور مذہبی درد رکھنے والے بعض دوسرے مسالک کے عوام میں بھی ایک اضطرابی صورتحال پیدا ہوئی جس کے پیش نظر بعض حکومتی علماء اور علماء اہل سنّت میں میڈیا و سوشل میڈیا یا مناظروں کے چیلنج تک کئے جانے لگے جس کے سبب عوام الناس میں بھی مسئلہ وعقیدہ ختم نبوت کے متعلق جاننے اور پڑھنے کا ذوق بیدار ہوا جس کے سبب مختلف کتب ورسائل مطالعہ عوام کی غرض سے جب راقم الحروف نے اپنی لائبریری سے نکالے تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ بھی سامنے آیا جس کو موجودہ رجحان کے مطابق کرنے کا خیال ذہن میں پیدا ہوا پس اسی کے پیش نظر راقم الحروف نے رسالہ ہذا کی تخریج چند ایام میں مکمل کردی۔

پس جب اس کی اشاعت کے متعلق خیال آیا تو محترم المقام جناب طلعت الحسن لون صاحب سے بات ہوئی تو اُنہوں نے کہا آپ فکر نہ کریں تیار کریں ان شاء اللہ شائع ہو جائے گی مگر اس کے ساتھ ہی دل میں خیال پیدا ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت پر خدمات سیدی اعلیٰ حضرت کو تخریج وحاشیہ کے ساتھ یکجا جمع کردیا جائے، پس تحریری مصروفیات کے باوجود

(کیونکہ ان دنوں راقم الحروف" دافع ازالۃ الوسواس" پر کام کر رہا تھا جو کہ اپنے آخری مراحل میں تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بعض دوسرے مضامین بھی زیر ترتیب تھے)" السوٗ العقاب علی المسیح الکذاب"،" الجزار الدیانی علی المرتد القادیانی"،" المبین فی ختم النبیین" وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا اور تخریج کے ساتھ ساتھ کچھ مقامات پر حواشی بھی لکھے انہی ایام میں ضیغم اہل سنّت، مقدام العلماء الاغیرین، خطیب الاسلام، مبلغ عرب وعجم حضرت علامہ مولانا قبلہ پیر سید مظفر شاہ صاحب دام اقبالہ واطال اللہ عمرہ سے فون پر گفتگو ہوئی جس میں تحریری سرگرمیوں کے تحت ان رسائل کا ذکر بھی ہوا تو آپ نے اپنے جذبہ ومحبت ایمانی کے پیش نظر فرمایا کہ قاری صاحب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات اور پھر تخریج کے ساتھ اگر آپ تیار کر رہے ہیں تو ہم ان کے اشاعت کی سعادت سے محروم نہیں رہیں گے آپ مکمل کریں اور اس بارے میں بے فکر ہو جائیں ہم ان کی اشاعت ان شاء اللہ العزیز بزم علم ودانش انٹرنیشنل کے زیر اہتمام کریں گے۔

راقم الحروف اپنے تمام معاونین بالخصوص اپنے والد گرامی حضرت علامہ مولانا قاری محمد اشرف چشتی دام اقبالہ، ضیغم اہل سنّت قبلہ پیر سید مظفر شاہ صاحب، حضرت علامہ مولانا عدنان احمد چشتی صاحب، فاتح رافضیت حضرت علامہ مولانا محمد علی رضوی صاحب، مولانا ظفر رضوی صاحب، محترم جناب طلعت الحسن لون وغیرہ کا بے حد مشکور وممنون ہے کہ جن کے علمی، عملی اور جانی ومالی تعاون سے یہ رسائل ترتیب پائے۔ اللہ رب العزت کے بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور تمام احباب اور فقیر کے لئے ان کو نجات اخروی کا سبب بنائے، آمین۔

اولاً ارادہ تو یہ تھا کہ سیدی اعلیٰ حضرت کے اس بارے میں رسائل کو مکمل کیا جائے مگر" المبین فی ختم النبیین" وغیرہ کے کچھ حصوں کے مفقود ہونے کی وجہ سے فی الحال اس سلسلہ میں " جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ"،" السوٗ العقاب"،" الجزار الدیانی" کو ترتیب دیا گیا۔

راقم الحروف نے اصل" جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ" کے اُس نسخہ کو رکھا ہے جو پاسبان

مسلک رضا، نائب محدث اعظم پاکستان، ولی کامل، پیر طریقت رہبر شریعت، سیدی ومرشدی الحاج ابوداود محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے تحفۃً عنایت فرمایا تھا جو کہ حسنی پریس بریلی شریف محلہ سوداگران سے باہتمام مولوی محمد حسنین رضا خاں ابن اُستاد زمن مولانا حسن رضا خان ۲۶ رمضان ۱۳۴۳ھ شائع ہوا۔

حضرات علماء کرام اور قارئین عظام سے گذارش ہے کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" کے تحت راقم الحروف کی کم علمی اور عدم توجہ سے رہ جانے والی اغلاط یا اگر کہیں کوئی سقم نظر آئے تو راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اُس کو درست کیا جا سکے۔

قارئین کرام! سے گذارش ہے کہ اگر کسی دوست کے پاس سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خانوادہ کے بزرگوں کی ختم نبوت کے مسئلہ میں مکمل کتب ورسائل موجود ہوں تو راقم الحروف کو اس بارے میں اطلاع کریں تا کہ اُن کو تخریج وحواشی کے ساتھ رجحان زمانہ کے مطابق شائع کر دیا جائے۔

خادم العلم والعلماء: محمد ارشد مسعود عفی عنہ۔

رسالہ

المبین فی ختم النبیین

(۱۳۲۶ھ)

(حضور کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل)

مسئلہ ۸۸ تا ۹۴:

از بہار شریف، محلہ قلعہ، مدرسہ فیض رسول، مرسلہ مولوی ابوطاہر نبی بخش صاحب، ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۲۶ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا!

اَمَّا بَعۡدُ! بست و پنجم ماہِ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ شبِ سہ شنبہ کو مولوی سجّاد حسین و مولوی مُبارک حسین صاحب، مدرسین مدرسہ اسلامیہ بہار، کے وطلبا تعلیم دادہ وعظ میں فرماتے تھے کہ خاتم النبیین میں "النبیین" پر الف لام عہد خارجی کا ہے، جب دُوسرے روز مسجد چوک میں مولوی ابراہیم صاحب نے (جو بالفعل مدرسہ فیض رسول میں پڑھتے ہیں) اثنائے وعظ میں آیہ کریمہ:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ [1]"۔

"محمد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے"۔ تلاوت کرکے بیان کیا کہ "النبیین" میں جو لفظ "النبیین" مضاف الیہ واقع ہوا ہے اُس لفظ پر الف لام استغراق کا ہے، بایں معنی کہ سوائے حضور پُرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہ آپ کے زمانہ میں ہوا اور نہ بعد آپ کے قیامت تک کوئی نبی ہو، نبوت آپ پر ختم ہوگئی، آپ کل نبیوں کے خاتم ہیں۔ بعد وعظ مولوی ابراہیم صاحب کے راحت حسین طالبِ علم مدرسہ اسلامیہ بہار کے مجاورِ درگاہ نے باعانت بعض معاون روپوش بڑے دعوے کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مذکور کی تردید کی، اور صاف لفظوں میں کہا کہ لفظ "النبیین" پر الف لام استغراق کا نہیں ہے بلکہ عہد خارجی کا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ عقائد

---

[1] [الأَحۡزَابِ:40]

ہے، لہذا اس کے متعلق چند مسائل نمبروار لکھ کر اہلِ حق سے گزارش ہے کہ بنظر احقاقِ حق ہر مسئلہ کا جواب باصواب بحوالہ کتب تحریر فرمادیں تاکہ اہلِ اسلام گمراہی و بدعقیدگی سے بچیں:

(1) راحت حسین مذکور کا کہنا کہ "اَلنَّبِیّٖنَ" پر الف لام عہد خارجی کا ہے، استغراق کا نہیں۔ یہ قول صحیح اور موافق مذہبِ منصور اہلِ سنت و جماعت کے ہے یا موافق فرقہ ضالہ زیدیہ کے؟

(2) نفی استغراق سے آیہ کریمہ کا کیا مفہوم ہوگا؟

(3) برتقدیرِ صحت نفیِ استغراق اِس آیہ سے اہلِ سنّت کا عقیدہ کہ حضور پُرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم ہیں، ثابت ہوتا ہے کہ نہیں، اور اہلِ سنّت اس آیہ کو مثبتِ خاتمیتِ کاملہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟

(4) اگر آیت مثبتِ کُلیت نہیں ہوگی تو پھر کس آیت سے کُلیت ثابت ہوگی اور جب دُوسری آیت مثبتِ کلیت نہیں تو اہلِ سنّت کے اس عقیدے کا ثبوت دلیلِ قطعی سے ہرگز نہ ہوگا۔

(5) جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پُرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم نہیں ہیں، اُس کے پیچھے اہلسنّت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(6) اس باطل عقیدے کے لوگوں کی تعظیم وتوقیر کرنی اور اُن کو سلام کرنا جائز ہوگا یا ممنوع؟

(7) کیا سنّی حنفی کو جائز ہے کہ جو شخص حضور پُرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل انبیاء کا خاتم نہ سمجھے اُس سے دینی عُلُوم پڑھیں یا اپنی اولاد کو علمِ دین پڑھنے کے واسطے ان کے پاس بھیجیں،

فقط المستفتی محمد عبداللہ۔

دلائلِ خارجیہ [۱]

دلیلِ اوّل: توضیح ص (100) میں ہے:

"اَلْاَصْلُ اَیِ الرَّاجِحُ هُوَ الْعَهْدُ الْخَارِجِیُّ لِاَنَّهٗ حَقِیْقَةُ التَّعْیِیْنِ وَ کَمَالُ التَّمْیِیْزِ"۔
" اصل یعنی راجح عہدِ خارجی ہی کا ہے اس لئے کہ عہدِ خارجی حقیقتِ تعین اور کمالِ تمیز ہے"۔

پس جب عہدِ خارجی سے معنی دُرُست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔

دلیلِ دوم: نُورالانوار صفحہ (81) میں ہے:

"یَسْقُطُ اِعْتِبَارُ الْجَمْعِیَّةِ اِذَا دَخَلَتْ عَلَی الْجَمْعِ"۔
" جب لامِ تعریف جمع پر داخل ہو تو اعتبارِ جمعیت ساقط ہو جاتا ہے"۔

پس "نبیین" کہ صیغہ جمع ہے، جب اِس پر الف لامِ تعریف داخل ہوا تو نبیین سے معنی جمعیت ساقط ہو گیا، اور جب معنی جمعیت ساقط ہو گیا تو الف لام استغراق کا ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔

دلیلِ سُوم: یہ امر مُسلَّم ہے کہ مضاف، مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے، پس جب فردِ واحد اس کل کی طرف مضاف ہو جس میں وہ داخل ہے تو وہ کل مِن حیث ہو کل ہونے کے کل باقی نہ رہے گا بلکہ کلیت اِس کی ٹوٹ جائے گی، اور جب کلیت اِس کی باقی نہ رہی تو بعضیّت ثابت ہو گئی اور یہی معنی ہے عہد کا، اور اگر اس فردِ مضاف کو ہم اِس کل کے شمول میں رکھیں تو تقدم الشئ علی نفسہ لازم آتا ہے، اور یہ باطل ہے کیونکہ وجودِ مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے وجودِ مضاف پر، پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ " النبیین" میں الف لام عہدِ خارجی کا ماننا چاہیئے۔

---

[۱] چونکہ خاتم النبیین میں الف لام عہد خارجی کے قائل ہیں لہذا خارجیہ لکھے گئے ہیں، منہ ۱۲

الجواب

حضور پُرنُور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریاتِ دین سے ہے، جو اِس کا منکر ہو یا اِس میں ادنی شک وشبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے، آیہ کریمہ

﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ [1] "۔

"لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں"۔

وحدیثِ متواتر:

"لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ [2] "۔

---

[1] [الأَحْزَاب:40]

[2] یہ قطعہ حدیث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے مروی ہے، جن میں سے

(1) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

"كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ. قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: " فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ".

فرمایا: میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں پانچ سال رہا، پس میں نے اُن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام سیاسی انتظام فرماتے تھے، جب ایک نبی وصال فرماتا تو دوسرا نبی اُس کا خلیفہ ہوتا، اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور عنقریب میرے بعد بکثرت خلیفہ ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: پس آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

"میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

فرمایا: پس جس شخص کی پہلے بیعت کرلو اُس کو پُورا کرو، اُن کا حق ادا کرو، پس اللہ تعالی نے جو ذمہ داری اُن کے سپرد کی ہے اُس کے متعلق وہ خُود اُن سے سوال کرے گا۔

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأنبياء، بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، 4\169 (3455)، ومسلم في الصحيح، كتاب الإمارة، بَابُ الْأَمْرِ بالْوَفَاءِ بِبَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ، الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ (1842)، وأحمد في مسنده (7960)، وأبو عوانة في المستخرج 4\409 (7126.7127)، أبو بكر الخلال في السنة 1\77(6)، و(7)، والبيهقي في السنن الكبرى 8\249(16548)، وفي الدلائل 6\338، والبغوي في شرح السنة 10\56 (2464)، من طريق مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، به۔

وأخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإمارة (1842)، وابن ماجه في السنن، بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ (2871)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\464(37260)، وأبو يعلى في مسنده 11\75(6211)، وعلي بن محمد الحميري في جزئه (14)، وأبو عوانة في المستخرج 4\410(7131)، والمزي في تهذيب الكمال 6\302، من طريق حَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مرفوعًا۔

وأخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده 1\256(222)، وفيه: "وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي". وابن أبي عاصم في السنة 2\512.513(1078)، وأبو عوانة في المستخرج 4\409 (7128)، وابن حبان في الصحيح 10\418.419(4555)، و14\142(6249)، من طريق مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مرفوعًا۔

وأخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده 1\257(223)، وفيه: "لَا نَبِيَّ بَعْدِي". من طريق إِسْرَائِيلُ، نا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مرفوعًا۔

وأخرجه ابن الأعرابي في المعجم 1\101.102(156)، وفيه: "وَلَيْسَ كَائِنٌ فِيكُمْ نَبِيٌّ=

== بَعْدِي"۔من طريق غَيْلَانُ، عَنْ فُرَاتٍ، أَنَّ مُحَمَّدًا النَّضْرِيَّ، قَالَ: نا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، مرفوعًا۔

(2) حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

"خَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: "أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي".

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اِس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام تھے؟ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الفضائل، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (2404)، والبخاري في الصحيح، كتاب المغازي، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ 3\6(4416)، والنسائي في السنن الكبرى 7\308(8085)، و7\429(8387)، وفي فضائل الصحابة (38)، وابن أبي شيبة في المصنف 6\366(32074)، والطيالسي في مسنده 1\170(206)، وأحمد في مسنده (1583)، وأبو عبد الله الدورقي في مسند سعد بن أبي وقاص 103 (49)، والبزار في مسنده 3\368 (1170)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 5\24(1770)، وابن حبان في الصحيح 15\370.371(6927)، وأبو نعيم في معرفة الصحابة (518)، وفي الحلية الأولياء 7\195، و7\196، والبيهقي في السنن الكبرى 9\68(17893)، وفي الدلائل 5\220، والخطيب في تاريخ بغداد=

==430\11، من حديث مصعب بن سعد عن أبيه، به۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے اسی مفہوم میں مندرجہ ذیل لوگوں نے بھی روایت کی ہے:

أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الفضائل، بَاب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (2404)، والترمذي في السنن، أبواب المناقب، بَاب مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (3724)، والنسائي في السنن الكبرى 427\7(8381)، وأحمد في مسنده (1608)، وفي فضائل الصحابة (1079)، وأبو عبد الله الدورقي في مسند سعد بن أبي وقاص (19)، وابن أبي عاصم في السنة 600\2(1333)، والبزار في مسنده 276\3 (1065)، 324\3 (1120)، وابن عرفة في جزئه (49)، وأبو يعلى في مسنده 86\2 (739)، و 99\2(755)، وفي المعجم 167 (188)، والشاشي في مسنده 165. 166\1 (106)، والعقيلي في الضعفاء 79\4، وأبو سعيد النقاش في فوائد العراقيين (84)، والحاكم في المستدرك 117\3 (4575)، وابن شاهين في شرح مذاهب أهل السنة 74 (79)، واللالكائي في شرح أصول إعتقاد أهل السنة 1457\8. 1456 (2634)، والخطيب في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع 120(109)، وأبو نعيم في الحلية 195\7، وفي فضائل الخلفاء الراشدين (8)، وفي تثبيت الإمامة وترتيب الخلافة (6.7)، من حديث عامر بن سعد عن أبيه.

أخرجه النسائي في السنن الكبرى 426\7(8380)، و 427\7(8384)، وأبو عبد الله الدورقي في مسند سعد بن أبي وقاص (80)، وابن أبي عاصم في السنة 600\2(1332)، والبزار في مسنده 32.33\4(1194)، وأبو يعلى في مسنده 132\2(809)، والشاشي في مسنده 186\1(134)، واللالكائي في شرح أصول إعتقاد أهل السنة 1455\8==

==(2629)، وأبو نعيم في الحلية 7\194، والمزي في تهذيب الكمال 25\423، من حديث إبراهيم بن سعد عن أبيه.

وقال أبو نعيم: صَحِيحٌ مَشْهُورٌ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ, رَوَاهُ غُنْدَرٌ وَالنَّاسُ عَنْهُ. وَاخْتُلِفَ فِيهِ عَلَى شُعْبَةَ, فَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ تِسْعَةِ أَوْجهٍ۔

وأخرجه النسائي في السنن الكبرى 7\429(8388)، وأحمد في مسنده (1463)، والبزار في مسنده 4\38(1200)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 5\23.24 (1769)، والشاشي في مسنده 1\188(137)، والخطيب في تاريخ بغداد 8\52، من حديث عائشة بنت سعد عن أبيها۔

وقال الأرنؤوط في تحقيق المسند الإمام أحمد: إسناده صحيح على شرط البخاري. أبو سعيد مولى بني هاشم: اسمه عبد الرحمن بن عبد الله بن عبيد البصري.

أخرجه معمر في الجامع 11\226(20390)، وأحمد في مسنده (1532)، وابنه في زياداته على فضائل الصحابة (956)، من حديث ابن المسيب قال حدثني ابن سعد عن أبيه۔

وقال الأرنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير علي بن زيد بن جدعان، فمن رجال أصحاب السنن، وروى له مسلم مقروناً، وهو ضعيف، وقد تابعه في هذا الإسناد قتادة، وهو من رجالهما۔

وأخرجه الترمذي في السنن، أبواب المناقب، مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه (3731)، والنسائي في السنن الكبرى 7\307(8082)، و(8084)، و 7\425 (8375)، و(8377.8378.8379)، وفي فضائل الصحابة 13(35)، وعبد الرزاق في المصنف 5\405(9745)، وأبو عبد الله الدورقي في مسند سعد بن أبي وقاص (100)، و أحمد في مسنده (1547)، وفي فضائل الصحابة (1045)، وابنه في زياداته على فضائل

= = الصحابة (957)، وابن أبي عاصم في السنة 2\624.625(1454)، والبزار في مسنده 3\286 (1066)، و 3\278(1068)، و 3\283 (1074.1075)، و(1086)، والدولابي في الكنى 2\594(1066)، وأبو يعلى في مسنده 2\66(709)، و2\86(738)، والشاشي في مسنده 1\195 (147)، والسراج في حديثه 2\251(1038)، وابن الأعرابي في المعجم 1\264، والآجري في الشريعة 4\2037.2038(1505)، و(1506)، و(1508)، والمحاملي في الأمالي رواية البيع (194)، والطبراني في الأوسط 5\287(5335)، و 6\77(5845)، وفي الصغير 2\84(824)، وتمام في الفوائد 1\365.366(931)، وابن جميع الصيداوي في معجم الشيوخ 240، وأبو نعيم في الحلية 7\195.196، وفي تاريخ أصبهان 1\111، والخطيب في تاريخ بغداد 4\425، وابن عساكر في تاريخ دمشق 13\151، والمزي في تهذيب الكمال 32\482، من حديث سعيد بن المسيب عن سعد۔

وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح۔

وأخرجه ابن ماجه في السنن، فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، (121)، والنسائي في السنن الكبرى 7\411(8343)، وابن أبي شيبة في المصنف 6\366(32078)، وابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 2\671، وابن عساكر في تاريخ دمشق 42\115.116، وابن الأبار القضاعي في معجم أصحاب القاضي أبي علي الصدفي 43، من حديث عبد الرحمن بن سابط عن سعد۔

حديث صحيح، ورجاله ثقات۔

وأخرجه النسائي في السنن الكبرى 7\429(8390)، وأحمد في مسنده (1600)، وابن أبي عاصم في السنة 2\600(1334)، وابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 2\672، وأبو الفضل الزهري في حديثه (424)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 42\142 من = =

==حديث حمزة بن عبد الله عن أبيه عن سعد۔

وقال الأرنؤوط: صحيح لغيره، حمزة بن عبد الله وأبوه لا يعرفان، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح۔

وأخرجه النسائي في السنن الكبرى 7\430 (8392)، والشاشي في مسنده 126 1\127 (63)، من حديث الحارث بن مالک عن سعد۔

إسناده ضعيف لكن الحديث صحيح لغيره۔

وأخرجه الطبراني في الكبير 1\148 (334)، من حديث أبى عبد الله الجدلي عن سعد۔

إسناده ضعيف جدا لكن الحديث صحيح.

وأخرجه الآجري في الشريعة 4\2038.2039 (1507)، من حديث الأشهل عن سعد۔

إسناده ضعيف لكن الحديث صحيح۔

وأخرجه الآجري في الشريعة 4\2036.2037 (1504)، من حديث عبد الرحمن بن البيلماني عن سعد۔

إسناده ضعيف لكن الحديث صحيح۔

وأخرجه ابن أبي عاصم في السنة 2\609.610 (1384)، وابن سعد في الطبقات الكبرى 3\24، من حديث عبد الله بن الأرقم [عند ابن سعد: عبد الله بن رقيم الكناني] عن سعد۔

إسناده ضعيف لكن الحديث صحيح.

(3) حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص، وسیدتنا اُمُّ المومنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي". ==

==" بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشادفرمایا: (اے علی!) تُو میرے لیے ایسے ہے جیسے موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام، مگر بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

وأخرجه ابن أبی عاصم في السنة 2\600(1333)، وأبو يعلي في مسنده 12\310 (6883)، وابن حبان في الصحيح 15\15 (6643)، والعقيلي في الضعفاء 4\79، من حديث عامر بن سعد عن سعد وأم سلمة۔

وقال العقيلي: وله عن سعد طرق جياد صحاح۔

فورواه أبي يعلى في المعجم 70(48)، من طريق عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔۔۔ الحديث۔

(4) حضرت سیدنا اَبُوسعید خُدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ:" أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: تُو میرے لیے ایسے ہے جیسے موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام، مگر بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

أخرجه أحمد في مسنده (11272)، وابنه في زياداته على فضائل الصحابة (954)، وابن أبی عاصم في السنة 2\609(1382)، من طريق فضيل بن مرزوق، عن عطية العوفي عن أبی سعيد الخدري۔

وقال الأرنؤوط: حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف عطية العوفي: وهو ابن سعْد، وفضيل بن مرزوق: وهو الأغر الرقاشي، صدوق حسن الحديث.

= = وأخرجه ابن أبي عاصم في "السنة" (1381) و (1382)، والبزار (2526) "زوائد"، وأبو نعيم في "الحلية" 307/8 من طرق عن الأعمش، به.

وأورده الهيثمي في "مجمع الزوائد" 109/9، وقال: رواه أحمد والبزار، وفيه عطية العوفي، وثقه ابن معين، وضعفه أحمد وجماعة، وبقية رجال أحمد رجال الصحيح.

ويشهد له حديث سعد بن أبي وقاص، السالف برقم (1583)، وإسناده صحيح على شرط الشيخين. وآخر من حديث أسماء بنت عُميس، سيرد 369/6، وإسناده صحيح، انتهى كلامه۔

وأخرجه ابن أبی عاصم في السنة 2\609(1382)، والآجري في الشريعة 4\2040 (1510)، وابن بشران في الأمالي في الجزء الثاني (1521)، من طريق الأعمش، عن عطية العوفي عن أبی سعید الخدري۔

والخطيب في تاريخ بغداد (5\147) من طريق حمزة بن عبد الله الغنوي عن عطية، به۔

(5) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ: "أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي".

"بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کیا تم اِس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام تھے؟ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

أخرجه البزار في مسنده (كشف الاستار) 3\185(2525)، من طريق أبی بلج عن عمرو بن ميمون عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما۔۔۔الحديث۔

وأخرجه ابن أبي عاصم في السنة 2\602.603(1351) بهذا الإسناد، وابن أبي خيثمة=

==في السفر الثاني من تاريخه (2802)۔وقال الهيثمي في المجمع 109\9: ورجال البزار رجال الصحيح غير أبي بلج الكبير، وهو ثقة۔

قلت: وهو يحيى بن سليم أو ابن أبي سليم الفزاري الواسطي الكوفي وثقه الجمهور لكن قال البخاري : فيه نظر ، وذكره ابن حبان في الثقات، وقال :يخطئ ، فالحديث حسن صحيح في الشواهد والمتابعات۔

وأخرجه الطبراني في الكبير في الكبير 18\12 (12341)، من طريق الأعمش عن حبيب بن أبي ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأم سلمة۔۔۔الحديث۔بسند ضعيف۔

وأخرجه ابن أبي خيثمة في السفر الثاني من تاريخه (2803)،والعقيلي في الضعفاء 47\2، وابن عدي في الكامل 379\5، وابن عساكر في تاريخ دمشق 42\42، من طريق الأعمش عن عباية الأسدي قال سمعت ابن عباس۔۔۔الخ۔إسناده ضعيف جدا.

(6) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي".

بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "تم میرے لیے یُوں ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

وأخرجه الترمذي في السنن (3730)، وأحمد في مسنده (14637)، وابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 674\2، من حديث عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ۔۔۔الحديث۔وقال الترمذي: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه۔

==اس کی سند میں شریک بن عبداللہ النخعی الکوفی سیّئ الحفظ ہے مگر سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ روایت دُوسرے طریق سے بھی مروی ہے:

وأخرجه ابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 2\675، وأبو بكر الشافعي في الغيلانيات (128)، والشجري في الأمالي الخميسية [ترتيب] 2\177(658)، والخطيب في تاريخ بغداد 4\56، وابن النجار 20\167 من طريق عاصم بن علي، وإسماعيل بن صبيح، وابن أبي أويس عن أبو أويس، عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله۔۔۔الحديث۔

یونہی سخت ضعیف اسناد سے بھی آپ رضی اللہ عنہ سے اس کو روایت کیا گیا ہے۔ پس یہ روایت اپنے شواہد اور متابعات کے ساتھ درجہ حَسَن کو پہنچ جاتی ہے۔

(7) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " يَا عَلِيُّ، أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي".

" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! سن لو! تم اِس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام تھے؟ سوائے اِس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"

أخرجه النسائي في السنن الكبرى 7\308(8087)، و7\431(8394)، و(8395)، وفي جزء فيه مجلسان من إملائه (42)، وفي فضائل الصحابة (40)، وابن أبی شيبة في المصنف 6\366(32076)، وأحمد في مسنده (27081)، و(27467)، وفي فضائل الصحابة (1091)، وإسحاق بن راهويه في مسنده 5\36.37(2138)، واللفظ له، وعبد الله بن أحمد في زياداته على فضائل الصحابة (1020)، وابن أبي عاصم في السنة 2\602(1346)، وعلي بن محمد الحميري في جزئه (37)، وأبو يعلى في المعجم==

== 214(258)، والآجري في الشريعة 2040\4 2039(1509)، والطبراني في الكبير 146\24(386)، والقطيعي في جزء الألف دينار (120)، وابن الأعرابي في المعجم 519\2(1008)، والخطيب في تاريخ بغداد 176\4، و320\12، وفي المتفق والمفترق 407\1، وابن عساكر في تاريخ دمشق 36\70، من طريق موسى الجهني عن فاطمة ابنة علي قالت سمعت أسماء بن عميس تقول :۔۔۔الحديث۔

حديث صحيح، ورجاله ثقات رجال الصحيح، غير فاطمة بنت علي وهو ابن أبي طالب -

وأخرجه الطبراني في الكبير (384) و (385) و (387) و (388) و (389) من طريق الحسن بن صالح، و جعفر بن زياد الأحمر، وعلي بن صالح، وحفص ابن عمران، وعمر بن سعد البصري، ومروان بن معاوية، كلهم عن موسى الجهني، عن فاطمة بنت الحسين، عن أسماء بنت عميس، به.

اس مفہوم کی روایات مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی مروی ہیں،

(8) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه ابن عدي في الكامل 496\1، في ترجمة: إسماعيل بن يحيي التيمي المدني، وهو يضع الحديث، والخطيب في تاريخ بغداد 463\7، في ترجمة: الْحَسَن بن يزيد بن معاوية بن صالح، أَبُو عَلِيّ الحنظلي الجصاص المخرمي ، وابن عساكر في تاريخ دمشق 166.167\42، في ترجمة : علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه ، كلهم من طريق إسماعيل بن يَحْيى بن عُبَيد اللّه التيمي۔

(9) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه الطبراني في الأوسط 296.297\4(4248)، ومن طريقه أبو نعيم في الحلية 196\7، من حديث قتادة عن سعيد بن المسيب عن علي۔

= = وقال الهيثمي في المجمع 9\110:رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

وأخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 42\154 من طريق على بن الحسين عن سعيد بن المسيب، به۔ بسند ضعيف۔

أخرجه أبو الفضل الزهري في حديثه 493(510)، والخطيب في تاريخ بغداد 4\291، في ترجمة: أَحْمَد بْن جعفر بْن مُحَمَّد بْن عَلِيّ، أَبُو الْحَسَن الصيدلاني، وفي موضح أوهام الجمع والتفريق 1\397، وابن عساكر في تاريخ دمشق 42\168، في ترجمة: علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، و 71\52، في ترجمة: أحمد بن جعفر بن محمد بن علي، أبو الحسن البغدادي الصّيدلاني، بسند ضعيف۔

(10) سیدنا ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه ابن عدي في الكامل 3\327، و 7\205، وابن عساكر 42\171.172.من طريقين، فالحديث حسن۔

(11) سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه الآجري في الشريعة 4\2040.2041(1511)، وابن عدي في الكامل 8\116، ومن طريقه ابن عساكر في تاريخ دمشق 42\180 ، من حديث مالک بن الحسن بن مالک بن الحويرث حدثنی أبي عن جدي، بسند ضعيف۔

(12) سیدنا زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه ابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 1\232، وابن أبي عاصم في السنة 2\609 (1383)، وفي الآحاد والمثاني (2707)، في ترجمة زيد بن أبي أوفى، والآجري في الشريعة 4\2041.2042(1512)، وابن عدي في الكامل 4\163، في ترجمة: زيد بن أبي أوفى رضي الله تعالى عنه، وابن عساكر في تاريخ دمشق 42\179، ضعيف۔

(13) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه أبو نعيم في معرفة الصحابة (549)، بسند ضعيف۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 6\366(32077)، و ابن عساكر في تاريخ دمشق 42\186، بسند ضعيف.

(14) سیدنا زید بن ارقم و براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى 3\24، و البلاذري في أنساب الأشراف 2\95.96، و الطبراني في الكبير 5\203(5094)، بسند ضعيف۔

(15) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه أحمد في فضائل الصحابة 2\675(1153)، و ابن عساكر في تاريخ دمشق 42\170.171، و 59\74، ضعيف۔

(16) سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه الطبراني في الكبير 2\247(2035)، و ابن عدي في الكامل 8\303، من حديث سماك بن حرب عن جابر بن سمرة، ضعيف جدا۔

(17) سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه الطبراني في الكبير 4\184(4087)، في سنده متهم بالوضع۔

(18) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه أبو طاهر السلفي في الرابع و العشرون من المشيخة البغدادية (30)، و ابن عساكر في تاريخ دمشق 42\179، في سنده متهم بالوضع۔

(19) سیدنا حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه الطبراني في الأوسط 7\311(7592)، و في الصغير (918)، و من طريقه أبو نعيم

==في تاريخ أصبهان 2\251، ومن وجه آخر في معرفة الصحابة (2317)، وفي الحلية 4\345، ضعيف جدا.

(20) محدوج بن زید الباھلی رضی اللہ تعالی عنہ

أخرجه أحمد في فضائل الصحابة (1131)، وأبو الحسين خيثمة بن سليمان في حديثه 199، والخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق 2\72، ضعيف جدا۔

امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَرَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوَّلُ مَنْ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعُقَيْلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحُذَيْفَةُ بْنُ أُسَيْدٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ وَابْنُ أَبِي أَوْفَى وَجَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ وَأَبُو الطُّفَيْلِ وَأَسْمَاءُ ابْنَةُ عُمَيْسٍ وَجَمَاعَةٌ رَوَوْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْفَضِيلَةِ.

(جزء من حديث ابن شاهين برواية ابن المهتدي 340)

اور ایک جماعت نے اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، پس اُن میں سے پہلے جنہوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا حضرت علی المرتضی، سعد بن ابی وقاص، عقیل بن ابی طالب، ابنِ عباس، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ، حذیفہ بن اُسید، ابو سعید خُدری، مالک بن حویرث، ابن ابی اوفی، جابر بن سمرہ، براء بن عازب، زید بن ارقم، بریدہ اسلمی، ابوطفیل، اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور ایک جماعت ہے جو اس فضیلت کو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وروى هذا الحديث أيضا عن غير سعد روى عن عمر وعلي وأبي هريرة وابن عباس

== وابن جعفر ومعاوية وجابر بن عبد الله وأبي سعيد والبراء بن عازب وزيد بن أرقم وجابر بن سمرة وأنس بن مالك وزيد بن أبي أوفى ونبيط بن شريط وحبشي بن جنادة ومالك بن الحويرث الليثي وأبي الفيل وأسماء بنت عميس وأم سلمة أم المؤمنين وفاطمة بنت حمزة عن النبي (صلى الله عليه وسلم)

اور یونہی اس حدیث کو حضرت سعد کے علاوہ روایت کیا گیا ہے، حضرت عمر، علی المرتضی، ابُو ہریرہ، ابنِ عباس، ابنِ جعفر، معاویہ، جابر بن عبداللہ، ابوسعید، براء بن عازب، زید بن ارقم، جابر بن سمرہ انس بن مالک، زید بن ابی اوفی، نبیط بن شریط، حبشی بن جنادہ، مالک بن حویرث لیثی، ابو الفیل، اسماء بنت عمیس، اُمّ سلمہ اُمُّ المؤمنین اور فاطمہ بنتِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابن عساکر نے تقریبا تاریخ دمشق میں مذکورہ تمام اصحاب کی روایات کو بیان کیا ہے تفصیل کے طالب اس کی طرف مراجعت فرمائیں۔

(21) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ، الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ، الَّذِي لَا نَبِيَّ بَعْدِي".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بیشک میرے کئی نام ہیں: مَیں محمد ہوں، مَیں احمد ہوں، اور مَیں ماحی ہوں کہ اللہ عزوجل میرے سبب کفر مٹاتا ہے، اور مَیں حاشِر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، اور مَیں عاقِب ہوں کہ جس کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہے"۔

أخرجه الطبراني في الكبير 2\121 (1523)، و (1524)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 3\21، والذهبي في معجم الشيوخ الكبير 2\407، من طريق سليمان بن كثير، وعقيل، وسفيان كلهم عن الزهري، عن محمد بن جبير بن مطعم عن جبير۔۔۔ الحديث۔

یہی روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ اپنی صحیح میں روایت کی ہے

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ، وفي رواية: لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ، "۔

أخرجه مسلم في الصحيح، بَابٌ فِي أَسْمَائِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (2354)

مزید تخریج کے لیے اسی کتاب کا حصہ اول ملاحظہ فرمائیں۔

(22) حضرت سیدنا ابُوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ، أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ، وَأَطِيعُوا أُمَرَاءَكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ "۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ بیشک میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں آنے والا، اور نہ ہی تمھارے بعد کوئی اُمت، خبردار! اپنے رب کی عبادت کرو، اور پانچ وقت نماز ادا کرو، اور اپنے مہینہ (رمضان) کے روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو اُن سے اپنے نفسوں کو پاک کرو، اور اپنے امیروں کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(أخرجه ابن أبي عاصم في السنة 2\505 (1061)، والطبراني في الكبير 8\115 (7535)، وفي مسند الشاميين 2\16 (834)، من طريق إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا ==

==شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ:

وأخرجه الطبراني في الكبير 8\136(7617)، وفي مسند الشاميين 1\310(543)، من طريق إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، وحده۔

وأخرجه الطبراني في الكبير 8\138(7622)، من طريق إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَسَدِ بْنِ وَدَاعَةَ، وشُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، ومُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...الحديث.

إسماعيل بن عياش وقد وثقه أحمد وابن معين والبخاري وغيرهم في روايته عن الشاميين وهذه منها. فقد قَال عَبد اللهِ بْن أحمد بْن حنبل : سألت يَحْيَى بْن مَعِين عن إِسْمَاعِيل بْن عياش، فَقَالَ: إذا حدث عن الشيوخ الثقات، مثل: مُحَمَّد بْن زياد، وشرحبيل بْن مسلم. قلت ليحيى: فكتبت عن إِسْمَاعِيل بْن عياش؟ فَقَالَ: نعم، سمعت منه شيئا۔

(انظر : العلل ومعرفة الرجال لأحمد رواية ابنه عبد الله 3\9(3909)، الكامل لابن عدي 1\473، الضعفاء الكبير 1\90، تاريخ دمشق 9\47، بغية الطلب في تاريخ حلب 4\1735، تهذيب الكمال 3\173، وسير أعلام النبلاء 8\317)

وفي تهذيب الكمال 25\221: وَقَال عَبد اللهِ بْن أَحْمَد بْن حنبل: سَأَلْتُ أبي عن إِسْمَاعِيل بْن عياش فَقَالَ: إذا حدث عن الثقات مثل مُحَمَّد بْن زياد فحديثه مستقيم.

(23) حضرت ابوقتیلہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي النَّاسِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: "لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ، فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاتَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ".

أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 5\252(2779)، والطبراني في الكبير 22\316(797)، وفي مسند الشاميين 2\193(1173)، وأبو نعيم في معرفة الصحابة

(6193)، من طريق بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قُتَيْلَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ رجاله موثقون۔
بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اِرشاد فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے، پس اپنے رب عزّوجل کی عبادت کرو، اور پانچ وقت نماز ادا کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور (رمضان کے) مہینہ کے روزے رکھو، اپنے امیر کے ولیوں کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

(24) فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ:

"صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ أُمَّتَهُ، وَهُوَ كَائِنٌ فِيكُمْ أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ، إِلَّا إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ أَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَ عَمٍّ لَهُ وَأَصْحَابَهُ رَكِبُوا بَحْرَ الشَّامِ، فَانْتَهَوْا إِلَى جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِهِ، فَإِذَا هُمْ بِدَهْمَاءَ تَجُرُّ شَعْرَهَا، قَالُوا: مَا أَنْتِ؟، قَالَتْ: الْجَسَّاسَةُ أَوِ الْجَاسِسَةُ، قَالُوا: أَخْبِرِينَا؟، قَالَتْ: مَا أَنَا بِمُخْبِرَتِكُمْ عَنْ شَيْءٍ، وَلَا سَائِلَتِكُمْ عَنْهُ، وَلَكِنِ ائْتُوا الدَّيْرَ، فَإِنَّ فِيهِ رَجُلًا بِالْأَشْوَاقِ إِلَى لِقَائِكُمْ، فَأَتَوا الدَّيْرَ، فَإِذَا هُمْ بِرَجُلٍ مَمْسُوحِ الْعَيْنِ مُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ إِلَى سَارِيَةٍ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمْ؟ وَمَنْ أَنْتُمْ؟، قَالُوا: مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، قَالَ: فَمَنْ أَنْتُمْ؟، قَالُوا: نَحْنُ الْعَرَبُ، قَالَ: فَمَا فَعَلَتِ الْعَرَبُ؟، قَالُوا: خَرَجَ فِيهِمْ نَبِيٌّ بِأَرْضِ تَيْمَاءَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ النَّاسُ؟، قَالُوا: فِيهِمْ مَنْ صَدَّقَهُ، وَفِيهِمْ مَنْ كَذَّبَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ إِنْ يُصَدِّقُوهُ وَيَتَّبِعُوهُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، ثُمَّ قَالَ: مَا بُيُوتُكُمْ؟، قَالُوا: مِنْ شَعَرٍ وَصُوفٍ تَغْزِلُهُ نِسَاؤُنَا، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَيْهَاتَ، ثُمَّ قَالَ: مَا فَعَلَتْ بُحَيْرَةُ طَبَرِيَّةَ؟ قَالُوا: تَدَفَّقُ جَوَانِبُهَا يَصْدُرُ مَنْ أَتَاهَا،=

== فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ ، ثُمَّ، قَالَ: هَيْهَاتَ ، ثُمَّ قَالَ: مَا فَعَلَتْ عَيْنُ زُغَرَ؟، قَالُوا: تَدَفَّقُ جَوَانِبُهَا يَصْدُرُ مَنْ أَتَاهَا، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ ، ثُمَّ قَالَ: هَيْهَاتَ، ثُمَّ قَالَ: مَا فَعَلَ نَخْلُ بَيْسَانَ؟، قَالُوا: يُؤْتِي جَنَاهُ فِي كُلِّ عَامٍ، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَيْهَاتَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَوْ قَدْ حُلِلْتُ مِنْ وَثَاقِي هَذَا لَمْ يَبْقَ مَنْهَلٌ إِلَّا وَطِئْتُهُ إِلَّا مَكَّةَ ، وَطَيْبَةَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِي عَلَيْهِمَا سَبِيلٌ"۔ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَذِهِ طَيْبَةُ ، حَرَّمْتُهَا كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، مَا فِيهَا نَقْبٌ فِي سَهْلٍ وَلَا جَبَلٍ إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكَانِ شَاهِرَا السَّيْفِ يَمْنَعَانِ الدَّجَّالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

أخرجه ابن حبان في الصحيح 15\197.195(6788)،وأبو الشيخ في طبقات المحدثين بأصبهان 4\46، من طريق عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْقُمِّيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، تَقُولُ:۔۔۔الحديث۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر مبارک پر تشریف فرما ہوئے، پس اللہ عزّ وجل کی حمد وثناء بیان فرمائی، پھر فرمایا: مَیں تم کو دجّال سے ڈراتا ہوں، پس مجھ سے قبل ہر نبی نے اپنی اُمت کو اُس سے ڈرایا ہے۔ اے میری اُمت! وہ تم میں موجود ہے **کیونکہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے**۔ بیشک تمیم داری نے مجھے یہ خبر دی کہ اُس کے چچا کے بیٹے اور اُس کے ساتھیوں نے شام کے سمندر میں سفر کیا، پس وہ اس کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ پر پہنچے تو انہوں نے وہاں ایک سیاہ رنگ کی عورت کو اپنے بال کھینچتے ہوئے دیکھا۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا: تُو کون ہے؟ تو اُس نے کہا: میں جاسوسہ ہوں۔ اُنہوں نے اُس سے کہا: ہمیں کچھ خبر دے تو اُس نے کہا: مَیں تم کو کسی چیز کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتی اور نہ تم مجھ سے کسی کے متعلق سوال کرنا=

= = مگر تم دَیر (عبادت خانہ) کی طرف چلے جاؤ، پس وہاں موجود ایک شخص تمہارے ساتھ مُلاقات کا مُشتاق ہے۔ پس وہ دَیر کی طرف آئے تو وہاں لوہے کے ستون کے ساتھ ایک کانا شخص بندھا ہوا تھا۔ پس اُس نے اُن سے کہا: تم کس علاقے سے ہو اور کون ہو؟۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم اہلِ شام میں سے ہیں۔ اُس نے کہا: تم کون ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں۔ اُس نے پوچھا: عرب نے کیا کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ تیماء کی سرزمین میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے۔ اُس نے پوچھا: لوگوں نے اُس نبی کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اُن میں سے کچھ نے اُس نبی کی تصدیق کی ہے اور کچھ نے اُس کو جُھٹلایا ہے۔

اُس نے کہا: اہلِ عرب اگر اُس نبی کی تصدیق اور اِتباع کر لیتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا اگر اُنہیں علم ہوتا۔ پھر اُس نے کہا: تمہارے گھر کیسے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا: ہمارے گھر بالوں اور اُون کے ہیں جسے ہمارے عورتوں نے کاتا ہے۔ راوی نے کہا: اُس نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا، پھر کہا: وہ دُور ہو گیا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ بحیرہ طبرہ نے کیا کیا ہے؟۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اپنے پاس آنے والوں پر اُس کے کنارے پانی پھینکتے ہیں۔ کہا اُس نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا پھر کہا: وہ دور ہو گیا۔

پھر اُس نے سوال کیا کہ زُغر کے چشمہ نے کیا کیا؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ جو اُس کے پاس آتا ہے اُس کے کنارے اُس پر پانی گراتے ہیں، کہا اُس نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا، پھر کہا: وہ دور ہو گیا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ بیسان کے درخت نے کیا کیا؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ ہر سال اپنا پھل دیتا ہے۔ کہا اُس نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا، پھر کہا: وہ دور ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا کہ اگر میں اپنی اس رسی سے آزاد کر دیا جاؤں تو پانی کا کوئی گھاٹ باقی نہ بچے مگر میں اُس کو روند ڈالوں گا، سوائے مکہ اور (مدینہ) طیبہ کے اُن پر میرا کوئی بس نہیں۔

==پس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشادفرمایا: یہ طیبہ ہے اِس کو مَیں نے حرم بنایا ہے جیسا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا، اوراُس ذات کی قسم! جس کے دستِ قُدرت میں میری جان ہے،نرم زمین یا پہاڑ سے اِس میں کوئی نقب لگانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر یہ کہ اُس پر تلواریں سونتے دوفرشتے اِس کی نگرانی کر رہے ہیں جو قیامت تک دجّال کو روکتے رہیں گے۔

(25)امام بزار رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی سند،جس میں موسی بن عبیدہ منکرالحدیث ہے، سے ایک طویل روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں،جس میں ہے کہ:

" قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَرَّمَ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ هَذَا الْيَوْمِ وَهَذَا الشَّهْرِ وَهَذَا الْبَلَدِ أَلَا لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ لا نَبِيَّ بَعْدِي، ولاَ أُمَّةَ بَعْدَكُمْ. ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ.

أخرجه البزار في مسنده 12\298.299(6135)، من طريق مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ وَصَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: بیشک اللہ عزّوجل نے تمہارے خُون،تمہارے مال، اورتمہاری عزتیں اِس دن اوراِس مہینہ اوراِس شہر کی حُرمت کی طرح حرام قراردی ہیں۔

خبر دار! تمہارا حاضر تمہارے غائب تک پہنچادے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اورتمہارے بعد کوئی اُمّت نہیں۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اورفرمایا: اے اللہ عزوجل! گواہ رہ۔

(26)یونہی امام طبرانی نے ایک ایسی سند جس میں سلیمان بن عطاء منکرالحدیث راوی ہے سے ایک طویل حضرت ابن زمل سے روایت کی ہے،جس میں ہے کہ:" لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي "۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں۔

أخرجه الطبراني في الكبير 8\302(8146)

(27) وھب بن منبہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: كَانَ هَارُونُ بْنُ عِمْرَانَ فَصِيحَ اللِّسَانِ بَيِّنَ الْمَنْطِقِ يَتَكَلَّمُ فِي تُؤَدَةٍ وَيَقُولُ بِعِلْمٍ وَحِلْمٍ وَكَانَ أَطْوَلَ مِنْ مُوسَى طُولًا وَأَكْبَرَهُمَا فِي السِّنِّ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمَا لَحْمًا وَأَبْيَضَهُمَا جِسْمًا وَأَعْظَمَهُمَا أَلْوَاحًا. وَكَانَ مُوسَى رَجُلًا جَعْدًا آدَمَ طُوَالًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَلَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا وَقَدْ كَانَتْ عَلَيْهِ شَامَةُ النُّبُوَّةِ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ شَامَةَ النُّبُوَّةِ كَانَتْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَقَدْ سُئِلَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: "هَذِهِ الشَّامَةُ الَّتِي بَيْنَ كَتِفَيَّ شَامَةُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي لِأَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ".

أخرجه الحاكم في المستدرك 2\631(4105)، من طريق عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: ـــــ الحديث۔ وابن إدريس متروك الحديث۔

حضرت ہارون بن عمران علیہ الصلاۃ والسلام فصیح اللسان اور واضح بیان والے تھے، بہت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ کلام فرماتے اور بردباری کے ساتھ علمی کلام فرماتے ،اُن کا قد موسی علیہ الصلاۃ والسلام سے طویل اور عمر میں بھی بڑے تھے،اور اُن سے زیادہ جسیم اور سفید رنگت والے بھی تھے،اور بڑی تختیوں والے تھے،جبکہ موسی علیہ الصلاۃ والسلام گندمی رنگت اور گول جسامت کے شنوءۃ مردوں کی طرح تھے۔ اللہ عزوجل نے کسی کو بھی نبی بنا کر مبعوث نہیں کیا مگر اس کے داہنے ہاتھ پر نشانی رکھی سوائے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کہ آپ کی مُہر نُبُوَّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھی۔

اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا : یہ جو مُہر میرے کندھوں کے درمیان ہے یہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی نشانی ہے کیونکہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ ہی رسول۔

سے تمام اُمتِ مرحومہ نے سلفاً وخلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بِلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیامِ قیامت تک کسی کو نُبُوَّت ملنی محال ہے۔

فتاوٰی یتیمۃ الدھر، واشباہ والنظائر، وفتاوٰی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

"إِذَا لَمْ يَعْرِف الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِأَنَّهُ مِنَ الضَّرُورِيَّاتِ [1]"۔

"جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریاتِ دین سے ہے"۔

شفاء شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے:

"كَذٰلِكَ (يكفر) مَنِ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْدَهُ (الى قوله) فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُكَذِّبُونَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم لأنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. وَأَخْبَرَ عَنِ اللهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَأَنَّهُ أُرْسِلَ كَافَّةً لِلنَّاسِ، وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ على ظاهره، وأن مفهومه المراد به دُونَ تَأْوِيلٍ وَلَا تَخْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا إِجْمَاعًا وَسَمْعًا. [2]"۔

---

[1] يتيمة الدهر في فتاوى أهل العصر (مخطوط)، كتاب الديات والجنايات، باب ما يكون كفرا وما لا يكون كفرا، ص 230، والفتاوى الهندية 2\263، عن اليتيمة، والأشباه والنظائر، كتاب السير، باب الردة 1\161، وغمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر 2\207۔

[2] الشفا بتعريف حقوق المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم، فصل فِي بيان مَا هُو مِن المقالات كفر 2\285.286۔

" یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نُبُوَّت کا اِدعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور اللہ تعالٰی کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور اُمت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں، جو کچھ اِن سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے، نہ اِن میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص، تو جو لوگ اِس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماعِ اُمّت و بحکمِ قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں"۔

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی " کتاب الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

"إن الأمة فهمت [بالاجماع] من هذا اللفظ... أنه أفهم عدم نبي بعده أبداً، وعدم رسول بعده أبداً، وأنه ليس فيه تأويل ولا تخصيص، ومن أوله بتخصيص ...فكلامه من أنواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفيره، لأنه مكذب لهذا النص الذي أجمعت الأمة على أنه غير مأول ولا مخصوص[1]"۔

یعنی تمام اُمتِ مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے، وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا، اور تمام اُمت نے یہی مانا ہے کہ اِس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں، تو جو شخص لفظِ خاتم النبیین میں "النبیین" کو اپنے عُموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے

---

[1] الاقتصاد في الاعتقاد، بيان من يجب تكفيره من الفرق، الرتبة السادسة 137، أوله فقط وانظر لتمامه: نظم الدرر في تناسب الآيات والسور للبقاعي، سورة الأحزاب 15\366، والسراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير، للخطيب الشربيني 3\253، واكفار الملحدين للكشميري 76۔

کسی تخصیص کی طرف پھیرے اُس کی بات مجنون کی بَک یا سرسامی کی بہک ہے، اُسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اُس نے نصِ قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں اُمّت کا اجماع ہے کہ اِس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قُدِّس سرہ القدسی "شرح الفرائد" میں فرماتے ہیں:

" تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ تعالی علیه وسلم أو بعده، یستلزم تکذیب القرآن، إذ قد نص علی أنه خاتم النبیین، وآخر المرسلین. وفی السنة: "أنا العاقب لا نبی بعدی". وأجمعت الأمة علی إبقاء هذا الکلام علی ظاهره، وهذه إحدی المسائل المشهورة التی کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالی۔" [1]

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیبِ قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآنِ عظیم تصریح فرماچکا ہے کہ حضورِ اَقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین وآخِرالمرسلین ہیں، اور حدیث میں فرمایا: مَیں پچھلا نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمام اُمّت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عُموم واِستغراق بلا تاویل وتخصیص اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہلِ اِسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے۔

امام علّامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

" بحمداللہ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازان ست کہ آں را بکشف وبیان حاجت نہ افتداما ایں مقدار از قرآن ازترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاھلے رادر شبہتے اندازد وبسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن وبدیں طریقہا پائے درنہند کہ خدائے تعالی بر ہمہ

[1] انظر: المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد 74.75۔

چیز قادر است کسے قدرت او را منکر نیست اما چوں خدائے تعالیٰ از چیزے خبر دہد کہ چنیں خواھد بودن یا نخواہد بودن جز چناں نباشد کہ خدائے تعالیٰ ازاں خبر دہد و خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلا در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر بر سالت او معترف بودے ویرا در ہر چہ ازاں خبر دادے صادق دانستے و بہماں حجت ہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش از ما بداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وے باز پسیں پیغمبران است در زمان او و تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں بہ شک است دراں نیز بہ شک است و آنکس کہ گوید کہ بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"۔ [1]

بحمد اللہ تعالیٰ ! یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے ہاں اِتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے خُود اِطّلاع فرما دی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص اِس کا منکر ہے تو وہ تو اصلاً آپ کی نُبُوَّت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ نے بتایا ہے اُس کو حق جانتا۔ جس طرح آپ کی رسالت و نبوت تواتر سے ثابت ہے اُسی طرح یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ حضور تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے ہیں اور اب تا قیامت آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جس کو اِس بارے میں شک ہے اُسے پہلی بات کے بارے میں شک ہوگا۔ صرف وہی شخص کافر نہیں جو یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی تھا یا ہے یا ہوگا بلکہ وہ بھی کافر ہے جو آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن تصور کرے، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان دُرُست

---

[1] (معتمد فی المعتقد، باب دوم، فصل چھارم، 106.107، المطبع مظھر العجائب مدراس سنہ ۱۲۸۶ھ)

ہونے کی شرط ہی یہ ہے"۔

بالجملہ آیہ کریمہ:

﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[1] "۔

مثلِ حدیثِ متواتر

"لَانَبِيَّ بَعْدِيْ[2] "

قطعاً عام اور اِس میں مراد استغراقِ تام اور اِس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص نہ ہونے پر اجماعِ اُمّتِ خیرالانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ۔ یہ ضروریاتِ دین سے ہے اور ضروریاتِ دین میں کوئی تاویل یا اُس کے عُموم میں کچھ قیل وقال اصلاً مسموع نہیں، جیسے آج کل دجّال قادیانی بک رہا ہے کہ" خاتم النبیین" سے ختمِ نبوت شریعتِ جدیدہ مراد ہے، اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعتِ مطہرہ کا مروج وتابع ہوکر آئے کچھ حرج نہیں"۔

اور وہ خبیث اِس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجّال نے کہا تھا کہ

" تقدم[3] تاخرزمانی میں کچھ فضیلت نہیں، خاتم بمعنی آخِر لینا خیالِ جہال ہے، بلکہ خاتم النبیین بمعنی نبی بالذات ہے"۔

اور اسی مضمونِ ملعون کو دجّالِ اوّل نے یوں[4] ادا کیا کہ:

" خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین ہے"۔

ایک اور مُرتد نے لکھا:

---

[1] [الْأَحْزَابِ:40]

[2] قد تقدم تخریجہ

[3] تحذیر الناس نانوتی ۱۲۔

[4] مواہب الرحمٰن قادیانی ۱۲

"خاتم النبیین [۱] ہونا حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہ نسبت اِس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل وعوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہرگز منافی خاتم النبیین کے نہیں، جموع محلے باللام امثال اِس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں"۔

چند اور خبیثوں نے لکھا کہ:

"الف لام [۲] خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور برتقدیرِ تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراقِ عُرفی کے لئے ہو اور برتقدیرِ حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو، اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے کہ اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں"۔

ان شیاطین سے بڑھ کر اور بعض ابلیسیوں نے لکھا کہ:

"اہلِ اسلام [۳] کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختمِ نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے"۔

الی غیرذٰلك من الکفریات الملعونة والارتدادات المشحونة بنجاسات ابلیس وقاذورات التدلیس لعن اللہ قائلھا وقاتل اللہ قابلیھا۔

" دیگر کفریات ملعونہ اور ارتدادات جو ابلیس کی نجاستوں اور جھوٹ کی پلیدوں کو متضمن ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے قائل پر لعنت ہو اور اسے قبول کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ برباد فرمائے"۔

یہ سب تاویل رکیک ہیں یا عُموم واِستغراق "النبیین" میں تشویش وتشکیک سب کفر صریح وارتدادِ قبیح، اللہ ورسول نے مطلقاً نفیِ نبوتِ تازہ فرمائی، شریعتِ جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخِر بتایا، متواتر حدیثوں میں اِس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام اُمتِ مرحومہ نے اِسی معنی ظاہر ومتبادر

---

[۱] مناظرہ احمدیہ ۱۲

[۲] ناصر المومنین سہسوانی ۱۲

[۳] تحریر اسمی زندیق پشاوری ۱۲

وعموم و اِستغراقِ حقیقی تام پر اجماع کیا، اور اسی بنا پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مُدعیِ نبوت کو کافر کہا، کتبِ احادیث وتفسیر، عقائد و فقہ اُن کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللّٰه عدوه بابائه ختم النبوة ۱۳۱۷ھ "[۱] میں اِس مطلبِ ایمانی پر صحاح وسُنَن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیرِ منکر کہ ارشاداتِ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتبِ عقائد واُصولِ فقہ وحدیث سے تیس نُصُوص ذِکر کیئے وللہ الحمد۔

تو یہاں عموم واستغراق کا انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اِظہار نہیں کرسکتا مگر کھلا کافر، خُدا کا دشمن، قرآن کا منکر، مَردُود وملعون، خائب وخاسر، والعیاذ باللہ العزیز القادر، ایسی تشکیکیں تو وہ اشقیاء رب العٰلمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراق عُرفی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا عالمین سے مراد عالمین زمانہ

کقولہ تعالیٰ: ﴿وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾[۲]

جیسے کہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور میں نے تم کو جہاں والوں پر فضیلت دی"۔

اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں، خدا کا پروردگارِ جمیع عالَم ہونا یقینی کہاں؟ مگر الحمدللہ مسلمان نہ اِن ملعون ناپاک وساوس کو ربّ العالمین میں سنیں، نہ اِن خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں،

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾[۳]۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

---

[۱] سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیفِ لطیف "خدماتِ ختمِ نبوت اور سیّدی اعلی حضرت" حصہ اول میں راقم کی تخریج وحاشیہ کے ساتھ شائع ہوچکی ہے۔

[۲] [البقرة:47]

[۳] [هود:18]

فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا﴾[۱]۔

"ارے ظالموں پر خدا کی لعنت، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں، اللہ نے اُن کے لئے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

یہ طائفہ حائفہ خارجیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پُرنُور خاتم الانبیاء ومرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین کے خاتم ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرتا ہے حضور اَقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روزِ بعثت سے جب یا اَب کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت، اگرچہ ایک ہی، اگرچہ غیر تشریعی، اگرچہ کسی اور طبقہ زمین، یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوعِ انسانی میں واقع مانتا، یا باوصفِ اعتقاد عدمِ وقوع محض بطور احتمالِ شرعی وامکانِ وقوعی جائز جانتا یا یہ بھی سہی مگر جائز ومحتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائف ملعونہ مذکورہ، خواہ اُن کے کبراء یا نظراء کی تکفیر سے باز رہتا ہے، تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ حائفہ خود بھی قطعاً یقیناً اجماعاً ضرورۃً مثل طوائفِ مذکورہ قادیانیہ، وقاسمیہ، وامیریہ، ونذیریہ وامثالہم لعنہم اللہ تعالٰی کافر ومُرتد ملعونِ ابد ہے﴿قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾[۲] "اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں"۔ کہ ضروریاتِ دین کا جس طرح انکار کفر ہے یُونہی اُن میں شک وشبہہ اور احتمال خلاف ماننا بھی کفر ہے، یونہی اُن کے منکر یا اُن میں شاک کو مسلمان کہنا یا اُسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔

بحر الکلام امام نسفی وغیرہ میں ہے:

"فَمَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِيِّنَا نَبِيٌّ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ أَنْكَرَ النَّصَّ وَكَذٰلِكَ لَوْشَكَّ فِيهِ"[۳]۔

---

[۱] [الْأَحْزَاب:57]

[۲] [التوبة:30]، و [المنافقون:4]

[۳] بحر الكلام، فصل في إثبات ختم النبوات والرسالات بسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم، 235۔ اسی میں ہے کہ: "وقال أهل السنة والجماعة: لا نبي بعد نبينا محمد صلى =

"جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی کے بعد نبی آ سکتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے نصِ قطعی کا انکار کیا، اسی طرح وہ شخص جس نے اُس کے بارے میں شک کیا"۔

دُرمختار، وبزازیہ، ومجمع الانہر وغیرہا کتبِ کثیرہ میں ہے:

"مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ"[۱]۔

"جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے"۔

اِن لعنتی اقوال، نجس تر اَز اَبوال، کے رد میں اواخر صدی گزشتہ میں بکثرت رسائل ومسائل علمائے عرب وعجم طبع ہو چکے اور وہ ناپاک فتنے غارِ مذلت میں گر کر قعرِ جہنم کو پہنچے والحمدللہ رب العالمین۔

اِس طائفہ جدیدہ کو اگر طوائفِ طریدہ کی حمایت سوجھے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکرِ جرّار اِسے بھی اِس کی سزائے کردار پہنچانے کو موجود ہے۔

قال تعالیٰ:﴿ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۔ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۔ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۔ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴾[۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا، پھر پچھلوں کو اُن کے پیچھے پہنچائیں گے، مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں، اس دن کو جھٹلانے والوں کی خرابی ہے"۔

الله تعالى عليه وسلم يدل عليه قوله تعالى : ﴿ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ و كذلك قوله عليه السلام :"لا نبي بعدي" ۔فمن قال : بعد نبينا نبي فإنه يكفر لأنه أنكر النص وهو قوله تعالى:﴿ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾(أيضا)

[۱] الدر المختار شرح تنوير الأبصار ، باب المرتد 1\345، والبزازية على الهندية 6\322، ومجمع الأنهر في شرح ملتقي الأبحر، فَصْلٌ فِي بَيَانِ أَحْكَامِ الْجِزْيَةِ 1\677۔

[۲] [المرسلات:16تا19]

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز واحتمالِ نبوت یا عدمِ تکفیر منکرانِ ختمِ نبوت، معلوم نہ بھی ہو، نہ اُس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آیہ کریمہ میں افادہ استغراق سے انکار، اور ارادہ بعض پر اصرار، کیا اسے حکمِ کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحۃً آیہ کریمہ کا اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر ومبطل ہے جو خُود حضور پُرنُور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی، اور جس پر تمام اُمتِ مرحومہ نے اجماع کیا، اور بنقلِ متواتر ضروریاتِ دین سے ہو کر ہم تک آئی، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآنِ عظیم سے ثابت نہیں ائمہ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اُس کے کلام میں حرمتِ خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریمِ خمر کا ثبوت صرف قرآنِ عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیثِ متواتر بھی موجود، اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے، اور ضروریاتِ دین خصوصِ نصوص کے محتاج نہیں رہتے۔

امام اجل ابوزکریا نووی" کتاب الروضہ" پھر امام ابن حجر مکی" اعلام بقواطع الاسلام" میں فرماتے ہیں:

"إِذَا جَحَدَ مُجْمِعًا عَلَيْهِ يُعْلَمُ مِنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ ضُرُوْرَةً سِوَاءً أَكَانَ فِيْهِ نَصٌّ أَوْ لَا، فَإِنْ جَحَدَهُ يَكُوْنُ كُفْرًا، اھ مُلْتَقِطًا[1]

"جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریاتِ دینِ اسلام میں سے ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اُس میں نص ہو یا نہ ہو تو اُس کا انکار کفر ہے"، اھ ملتقطا۔

بعینہٖ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہوجانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک، کبھی کسی وقت، کسی جگہ، کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہوسکنا کچھ اس آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہر وباہر، متوافر ومتظافر، متکاثر ومتواتر حدیثیں موجود، اور کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ

[1] الروضة الطالبين وعمدة المفتيين، كتاب الردة، للنووي 10\65، والإعلام بقواطع الإسلام 187، وفي نسخة: 95۔

تعالیٰ مسئلہ خود ضروریاتِ دین سے ہے مگر آیت کے معنیٰ متواتر، مجمع علیہ، قطعی ضروری کا انکار، اس پر کفر ثابت کرے گا اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نفسِ مسئلہ کا انکار نہیں۔

"منح الروض الازھر شرح فقہ اکبر" سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ میں ہے:

" لَوْقَالَ حُرْمَةُ الْخَمْرِ لَا تَثْبُتُ بِالْقُرْاٰنِ ، كُفِّر أَيْ لِأَنَّهُ عَارِضُ نَصِّ الْقُرْاٰنِ وَأَنْكَرَ تَفْسِيْرَ أَهْلِ الْفُرْقَانِ" [۱]۔

" اگر کسی نے کہا شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے نص قرآنی کے ساتھ معارضہ کیا اور اہلِ فرقان کی تفسیر کا انکار کیا"۔

فتاوٰی تتمہ میں ہے:

"مَنْ أَنْكَرَ حُرْمَةَ الْخَمْرِ فِي الْقُرْاٰنِ كُفِّر" [۲]۔

" جس نے قرآن کے حوالے سے حرمتِ شراب کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا"۔

" اعلام" امام مکی میں ہمارے علماء سے کلماتِ کفر بالاتفاق میں نقل کیا:

"أَوْقَالَ: لَمْ تَثْبُتْ حُرْمَةُ الْخَمْرِ فِي الْقُرْاٰن" [۳]۔

" یا اس نے کہا: قرآن میں حرمتِ شراب کا ثبوت نہیں ہے"۔

پھر خُود فرمایا:

" كفر زاعم أنه لا نص في القراٰن على تحريم الخمر ظاهر، لأنه مستلزم لتكذيب القراٰن الناص في غير ما اٰية على تحريم الخمر۔ فإن قلت: غاية ما

---

[۱] منح الروض الأزهر شرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحًا و كنايةً، مسائل متفرقة 507۔

[۲] يتيمة الدهر في فتاوى أهل العصر، كتاب الديات و الجنايات، باب ما يكون كفرا وما لا يكون كفرا، ص 230، ومنح الروض الأزهر 508، وفيه: وفي التتمة:۔۔۔الخ۔

[۳] الإعلام بقواطع الإسلام، الفصل الأول المعقود للمتفق على أنه كفر 219۔

فیه أنه کذب وهو لا یقتضی الکفر۔ قلت: ممنوع لأنه کذب یستلزم إنکار النص المجمع علیه المعلوم من الدین بالضرورة" [1]۔

" جس نے کہا تحریمِ شراب پر قرآن میں کوئی نص نہیں اُس کا کافر ہونا نہایت ہی واضح ہے کیونکہ اُس کا یہ قول قرآن کی تکذیب کررہا ہے، قرآن نے متعدد جگہ پر شراب کے حرام ہونے پر تصریح کی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ یہ صرف اتنا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جھوٹ ہو کفر کا تقاضا نہیں کرتا۔

میں کہوں گا: یہ بات دُرست نہیں کیونکہ اس کا یہ قول اس نصِ قرآنی کے انکار کو مستلزم ہے جس سے ایسا حکم ثابت ہورہا ہے جو متفق طور پر ضروریاتِ دین میں سے ہے"۔

تو اگرچہ یہ طائفہ آیہ کریمہ میں استغراق کے انکار سے ختمِ تامِ نبوت پر دلائل قطعیہ سے مسلمانوں کا ہاتھ خالی نہیں کرسکتا، مگر اپنا ہاتھ ایمان سے خالی کرگیا۔ ہاں اگر اربابِ طائفہ صراحۃً ایمان لائیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد، کبھی کسی جگہ کسی طرح کی کوئی نبوت کسی کو نہیں مل سکتی، حضور کے خاتم النبیین وآخر الانبیاء والمرسلین ہونے میں اصلاً کوئی تخصیص تاویل تقیید تحویل نہیں، اوران تمام مطالب کو نُصوص قطعیہ واجماعِ یقینی وضروریاتِ دین سے ثابت یقیناً مانیں اوران تمام طوائفِ ملعونہ مذکورہ اوران کے اکابر کو صاف صاف کافر مرتد کہیں، صرف بزعمِ خُود اپنی نحوی و منطقی جہالتوں، بطالتوں، کج فہمیوں کے باعث آیہ کریمہ میں لامِ عہد لیں اور استغراقِ نامستقیم سمجھیں تو اگرچہ بوجہ انکارتفسیر متواتر اجماعی قطعی اُسلوبِ فقہی اس پر اب بھی لزومِ کفر مانے مگر ازانجا کہ اس نے اعتقادِ صحیح کی تصریح اور کبرائے منکرین کی تکفیر صریح کردی، اس کی تکفیر سے زبان روکنا ہی مسلکِ تحقیق واحتیاط ہوگا۔

امام مکی بعد عبارتِ مذکورہ فرماتے ہیں:

---

[1] الإعلام بقواطع الإسلام، الفصل الأول المعقود للمتفق علی أنه کفر 219۔

"وَمِنْ ثَمَّ يَتَّجِهُ أَنَّهُ لَوْقَالَ الْخَمْرُ حَرَامٌ وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ نَصٌّ عَلٰى تَحْرِيمِهِ لَمْ يَكْفُرْ لِأَنَّهُ الْاٰنَ مَحْضُ كِذْبٍ وَهُوَ لَا كُفْرَ بِهِ" اھ [1]۔

" اسی وجہ سے یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے شراب تو حرام ہے لیکن قرآن میں اس کی تحریم پر نص نہیں تو وہ کافر نہ ہوگا اس لیے کہ اب وہ محض جُھوٹ بول رہا ہے اور اس سے وہ کافر نہ ہوگا، اھ۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) اِس تقدیر اخیر پر بھی اِس قدر میں شک نہیں کہ یہ طائفہ حائفہ یارومعینِ مرتدین وکافرین وبازیچہ کنندہ کلامِ ربّ العالمین، ومکذّبِ تفسیر حضورِ سیّدُ المرسلین ومخالفِ اجماعِ جمیع مسلمین وسخت بدعقل وگمراہ وبددین ہے۔

اوّل تو ظاہر ہی ہے کہ نفیِ استغراق وتجویزِ عہد میں یہ ان کفّار کا ہم زُبان ہوا بلکہ ان خبیثوں نے تو بطورِ احتمال ہی کہا تھا" جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو" اور اس نے بزعمِ خُود عہد کے لئے ہونا واجب مانا، اور استغراق کو باطل ومَردُود جانا۔

دُوم اس لئے کہ قرآنِ عظیم میں حضراتِ انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک بہت وُجوہ مختلفہ سے وارد:

(1) فرداً فرداً خواہ بتصریحِ اسماء یہ صرف چھبیس کے لئے ہے:

آدم، ادریس، نُوح، ہُود، صالح، ابراہیم، اسحاق، اسماعیل، لُوط، یُوسف، ایوب، شعیب، موسیٰ، ہارون، الیاس، الیسع، ذُوالکفل، داوٗد، سلیمان، عُزیر، یونس، زکریا، یحیٰی، عیسیٰ، محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم یابر سبیل ابہام مثل

﴿قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ﴾ [2] (اشمویل) (اُن کو اُن کے نبی (شمویل) نے کہا۔

---

[1] الإعلام بقواطع الإسلام، الفصل الأول المعقود للمتفق على أنه كفر 219۔

[2] [البقرة:247]

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ﴾ إلی ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا﴾[1]
خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام" اور جس وقت اُنھوں نے نوجوان (یوشع) سے کہا۔۔تو پایا حضرت موسیٰ اور یوشع نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ حضرت خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام"۔

(2) یا بر سبیلِ عموم واستغراق اور یہی اوفر واکثر ہے،

مثل قولہ تعالیٰ: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾[2]
اور مثل فرمانِ اللہ تعالی:

"یُوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو ہماری طرف اُترا (الی قولہ تعالیٰ) اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے، ہم اُن میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے"۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾[3]
اور اللہ تعالی نے فرمایا: "ہاں اصل نیکی یہ ایمان لائے اللہ، اور قیامت، اور فرشتوں، اور کتاب، اور پیغمبروں پر"۔

وقال تعالیٰ: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾[4]
اور اللہ تعالی نے فرمایا: "یہ رسول ہیں کہ ہم نے اُن میں ایک کو دُوسرے پر افضل کیا"۔

---

[1] [الکهف:60.65]

[2] [البقرة:136]

[3] [البقرة:177]

[4] [البقرة:253]

وقال تعالیٰ:﴿كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾[۱]
اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:" سب نے مانا اللہ اور اُس کے فرشتوں، اور اُس کی کتابوں، اور اُس کے رسولوں کو"۔

وقال تعالیٰ:﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾[۲]
اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:" ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے"۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾[۳]
اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:" جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء کو اُن کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے"۔

وقال تعالیٰ:
﴿أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ﴾[۴]
اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اِسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدّیقین"۔

وقال تعالیٰ:﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ﴾[۵]
اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اور وہ جو اللہ اور اُس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور اُن میں

---

[۱] [البقرۃ:285]

[۲] [البقرۃ:285]

[۳] [آل عمران:84]

[۴] [النساء:69]

[۵] [النساء:152]

سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا"۔

وقال تعالیٰ:﴿فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ﴾[١]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر"۔

وقال تعالیٰ:

﴿لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ﴾[٢]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو"۔

وقال تعالیٰ:﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ﴾[٣]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا"۔

وقال تعالیٰ:﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ﴾[٤]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے"۔

وقال تعالیٰ:﴿فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ﴾[٥]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تو بیشک ضرور ہمیں پُوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بیشک ضرور ہمیں پُوچھنا ہے رسولوں سے"۔

وقال تعالیٰ عن المؤمنین:

---

[١] [آل عمران:179]

[٢] [المائدة:12]

[٣] [المائدة:109]

[٤] [الأنعام:48]

[٥] [الأَعْرَافِ:6]

﴿لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا﴾ [۱]
اور اللہ تعالیٰ نے مومنین سے فرمایا: "بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے"۔

وقال تعالیٰ عن الکافرین:
﴿قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ﴾ [۲]
اور اللہ نے کفار سے فرمایا: "بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں"۔

وقال تعالیٰ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ [۳]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے"۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا﴾ [۴]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی"۔

وقال تعالیٰ: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ﴾ [۵]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " یہ ہیں جن پر اللہ نے اِحسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے"۔

وقال تعالیٰ: ﴿إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ﴾ [۶]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا"۔

---

[۱] [الأعراف:43]

[۲] [الأعراف:53]

[۳] [یونس:103]

[۴] [الکهف:106]

[۵] [مریم:58]

[۶] [النمل:10]

وقال تعالیٰ: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ﴾ [١]
اوراللہ تعالی نے فرمایا: "اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نُوح سے"۔

وقال تعالیٰ: ﴿هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ﴾ [٢]
اوراللہ تعالی نے فرمایا: "یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا"۔

وقال تعالی: ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ﴾ [٣]
اور اللہ تعالی نے فرمایا: "اور بیشک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے"۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ﴾ [٤]
اوراللہ تعالی نے فرمایا: "اور سلام ہے پیغمبروں پر"۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ﴾ [٥]
اوراللہ تعالی نے فرمایا: "اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کے اُمت کے ان پر گواہ ہونگے"۔

وقال تعالی: ﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ [٦]
اللہ تعالی نے فرمایا: "بیشک ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے، اور ایمان والوں کی"۔

---

[١] [الأحزاب:7]

[٢] [يس:52]

[٣] [الصافات:171]

[٤] [الصافات:181]

[٥] [الزمر:69]

[٦] [غافر:51]

وقال تعالیٰ:﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ﴾[1]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے"۔

وقال تعالیٰ:﴿أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ﴾[2]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" تیار ہوئی ہے اُن کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے"۔

وقال تعالیٰ:﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ﴾[3]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا"۔

وقال تعالیٰ:﴿ كَتَبَ اللهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي﴾[4]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اللہ لکھ چکا کہ ضرور غالب آؤں گا اور میرے رسول"۔

وقال تعالیٰ:﴿وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ﴾[5]
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اور جب رسولوں کا وقت آئے کس دن کے لئے ٹھہرائے گئے تھے"۔ الی غیر ذلك من آيات كثيرة۔
اسی طرح دیگر کثیر آیات ہیں۔

(۳) یا ملحوظ بوصف قبلیت یعنی انبیائے سابقین علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام

بمثل قوله تعالیٰ:﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ

---

[1] [الحديد:19]

[2] [الحديد:21]

[3] [الحديد:25]

[4] [المجادلة:21]

[5] [المرسلات:11.12]

الْقُرَىٰ ﴾[1]
اور مثل اللہ تعالی کے فرمان :"اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے"۔

وقال تعالی:
﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ ﴾[2]
اور اللہ تعالی نے فرمایا:"اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے"۔

وقال تعالی:﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ـ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ﴾[3]
اور اللہ تعالی نے فرمایا:"اللہ کا دستور چلا آرہا ہے اُن میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے"۔

وقال تعالی:﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ﴾[4]
اور اللہ تعالی نے فرمایا:"اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف"۔

وقال تعالی:﴿مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ﴾[5]
اور اللہ تعالی نے فرمایا:"تم سے نہ فرمایا جائیگا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا"۔

وقال تعالی :﴿كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ

---

[1] [یوسف:109]

[2] [الفرقان:20]

[3] [الأحزاب:38.39]

[4] [الزمر:65]

[5] [فصلت:43]

الْحَكِيمُ ﴾ [۱]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " یُونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اللہ عزت وحکمت والا"۔

وقال تعالیٰ: ﴿وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا ﴾ [۲] وغیر ذٰلك۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے"۔ وغیر ذلک۔

(4) یا بر سبیل معنی جنسی شامل فرد وجمع بے لحاظ خاص خُصوص وشمول

مثل قولہ تعالیٰ:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ ﴾ [۳]

" جو کوئی شخص دشمن ہو اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں کا"۔

وقولہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ [۴]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی"۔

وقولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا﴾ [۵]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو"۔

وقولہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ

---

[۱] [الشوریٰ:3]

[۲] [الزخرف:45]

[۳] [البقرۃ:98]

[۴] [آل عمران:21]

[۵] [آل عمران:80]

ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾[1]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دُور کی گمراہی میں پڑا"۔

وقولہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللهِ وَرُسُلِهِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا﴾[2]، وغیرھا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جُدا کر دیں (الی قولہ تعالیٰ) یہی ہیں ٹھیک کافر وغیرہا"۔

(5) یا خاص خاص جماعت خواہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجوہ بیان سے نفسِ کلام میں مذکور اور اس سے مستفاد ہو،

مثل قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ﴾[3]

"اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے"۔

وقال تعالیٰ فی بنی اسرائیل: ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ﴾[4]

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا: " اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے"۔

وقال تعالیٰ فی التوراۃ:

﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا﴾[5]

---

[1] [النساء:136]

[2] [النساء:151]

[3] [البقرۃ:87]

[4] [المائدۃ:32]

[5] [المائدۃ:44]

اور اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں فرمایا: "اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی"۔

وقال تعالیٰ ماذکر نوحا ثم رسولا اٰخر: ﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا﴾ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے نُوح علیہ السلام پھر ایک اور رسول کے ذکر کے بعد فرمایا: "پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک پیچھے دُوسرا"۔

ثم قال: ﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ﴾ [2]

پھر فرمایا: "ہم نے موسیٰ کو بھیجا"۔

وقال تعالیٰ: ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾ [3]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بیشک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسا کہ ہم نے نُوح اور اُن کے بعد والے انبیاء کی طرف وحی بھیجی"۔

فالمراد من بین ھود وموسٰی علیھم الصلوٰۃ والسلام،

ان سے ہُود اور موسیٰ کے درمیان والے نبی علیہم الصلوۃ والسلام مراد ہیں۔

وقال تعالیٰ: ﴿فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ﴾ [4]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد وثمود پر آئی تھی۔ جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے"۔

وقال تعالیٰ بعد ذکر نوح وابراھیم:

---

[1] [الْمُؤْمِنُونَ:44]

[2] [ص:51]

[3] [النساء:163]

[4] [فصلت:13.14]

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا﴾[1]
اوراللہ تعالیٰ نے نوح اور ابراہیم کے ذکر کے بعد فرمایا: "پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے"۔
یا بوجہ عہدِ حضوری، مثل قولہ تعالیٰ:
﴿قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ﴾[2]
بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو"۔
یا ذکری مثل قولہ تعالیٰ: فی قوم نوح وھود وصالح ولوط وشعیب بعد ما ذکرھم علیھم الصلوٰۃ والسلام،
﴿تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَائِهَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ﴾[3]
نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا ذکر کرنے کے بعد:
" یہ بستیاں ہیں جن کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں اور بیشک اِن کے پاس اِن کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے"۔
یا علمی، مثل قولہ تعالیٰ:
﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ﴾[4]
" اور اِن سے نشانیاں بیان کرو اُس شہر والوں کی جب اُن کے پاس فرستادے آئے"۔
وقال تعالیٰ: ﴿سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾[5]، وغیر ذٰلک۔

---

[1] [الحدید:27]

[2] [یس:20]

[3] [الأعراف:101]

[4] [یس:13]

[5] [آل عمران:181]

"اب ہم لکھ رکھیں گے اُن کا کہا اور انبیاء کو اُن کا ناحق شہید کرنا"، وغیر ذلک۔

اب اولا: اگر آیہ کریمہ ﴿وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾[1]

"اور ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پیچھے"۔

میں لام عہدِ خارجی کے لئے ہو جیسا کہ یہ طائفہ خارجیہ گمان کرتا ہے، اور وہ یہاں نہیں مگر ذکری، اور ذکر کو دیکھ کر کہ اتنے وجوہِ مختلفہ پر ہے اور اُن میں صرف ایک وجہ وہ ہے جو بداہۃً کلامِ کریم میں مُراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یعنی وجہِ سُوم کہ جب انبیاء موصوف بوصفِ قبلیت ومقیّد بقیدِ سبقت لے لئے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہیں تو اب حضور کو اُن کا خاتم، اُن کا آخر، اُن سے زمانے میں متأخر کہنا محض لغو وفُضُول وکلامِ مُہمل ومُعطّل ومغسول ہوگا جس حاصل حمل اولیٰ بدیہی مثل زید زید سے زائد نہ ہوگا کہ جب اُن کو حضور سے اگلا کہہ دیا حضور کا اُن سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا۔
اسے بالخصوص مقصود بالا فادہ رکھنا قرآنِ عظیم تو قرآنِ عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق نہیں، نہ کہ وہ بھی مقامِ مدح میں کہ

چشمانِ تو زیرِ ابروانند

دندانِ تو جملہ در دہانند

"تمہاری آنکھیں زیرِ اَبرو ہیں اور دانت منہ کے اندر ہیں"۔

سے بھی بدتر حالت میں ہے کہ شعر نے کسی افادہ کی عبث تکرار نہ کی، اور بات جو کہی وہ بھی واقعی تعریف کی تھی،

﴿أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾[2]

"اچھی صورت"۔ سے بعض اوضاع کا بیان ہے، اسے مقامِ مدح میں یوں مہمل جانا گیا ہے

---

[1] [الأحزاب:40]

[2] [التين:4]

کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے بخلاف اِس معنی کے کہ اِس میں صراحۃً عبث موجود اور معنی مَدَح بھی مفقود، اور پھر عموم واشتراک بھی نقدِ وقت کہ ہر شے اپنے اگلے سے پچھلی ہوتی ہے، غرض یہ وجہ تو یوں مندفع ہو جائے گی کہ اصلاً محلِ افادہ وصالح ارادہ نہیں،

اور اِس طائفہ خارجیہ کے طَور پر وجہِ دُوم کو بھی نا محتمل مان لیجیے پھر بھی اول و چہارم و پنجم سب محتمل رہیں گی، اور پنجم میں خُود وجُوہ کثیرہ ہیں، کہیں "**مِنۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی**"، کہیں "**مِنۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ**"، کہیں انبیائے اسرائیل، کہیں "**مِنۢ بَعۡدِ هُوۡدٍ وَّ مُوۡسٰی**"، کہیں صرف انبیائے عاد و ثمود، کہیں انبیائے قومِ نوح و عاد وثمود، کہیں "**مِنۢ بَعۡدِ اِبۡرَاهِیۡمَ قَوۡمُ لُوۡطٍ وَّ مَدۡیَنَ**" وغیر ذالک، بہرحال ذکر وجوہِ کثیرہ مختلفہ پر آیا ہے، اور یہاں کوئی قرینہ بینہ نہیں کہ ان میں ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر عہد کہاں رہا، سرے سے عہد کا مبنٰی ہی کہ تعین ہے منہدم ہو گیا کہ اختلاف وتنوُّع مطلقاً منافی تعین، نہ کہ اتنا کثیر، پھر عہدیت کیونکر ممکن۔

ثانیاً: جب کہ اتنی وجوہِ کثیرہ محتمل اور قرآنِ عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی، حدیث کا بیانِ صحیح تو وہی عموم واستغراق ہے کہ:

"لا نبی بعدی"[1] "میرے بعد کوئی نبی نہیں" کَمَا سَیَأْتِیۡ۔

---

[1] أخرجه البخاري في الصحيح، باب ما ذكر عن بني إسرائيل 4\169(3455)، ومسلم في الصحيح، بَابُ الْأَمْرِ بِالْوَفَاءِ بِبَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ، (1842) من حديث أبي هريرة۔

مزید تخریج سابقہ اوراق میں گزر چکی ہے مگر یہاں پر ہم قادیانیوں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منکرین کی طرف سے کیے جانے والے ایک بونگے اعتراض کا جواب ذکر کرتے ہیں۔ اگرچہ کوئی بھی سلیم الفطرت صاحبِ علم ونظر اِس متواتر حدیثِ مبارکہ کے مقابل کوئی بھی مرفوع روایت (جو کہ ملے گی نہیں) پیش کرنے سے پہلے ہی جان لے گا کہ یہ شاذ و مردود ہے، چہ جائیکہ کسی صحابی کی طرف منسوب کوئی مجروح قول پیش کر کے اپنے احمق اور جاہل =

بلکہ اجہل ہونے کا ثبوت فراہم نہیں کرے گا۔

مگر بعض گمراہ، منکرین ختمِ نبوت اور معترضین نہ صرف یہ کہ اپنی جہالت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں بلکہ اپنی اسلام دُشمنی کو ظاہر کرتے ہوئے "لا نبی بعدی" جیسی متواتر حدیث پاک کے مقابل اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب ایک مجروح وشاذ ومردود قول پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " قُولُوا: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَلَا تَقُولُوا: لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ"

(مصنف ابن ابی شیبة 5\336 (26653)، في نسخة: 6\259)

"یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: تم "خاتم النبیین" کہو مگر "لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ" نہ کہو"۔

اولًا: (قولی) مرفوع صحیح حدیث نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے جبکہ موقوف کلامِ صحابی ہوگا، پس نبی معصوم عَنِ الْخطاء ہوتے ہیں، اور قولِ معصوم کو قولِ غیر معصوم پر مقدم کیا جائے گا۔

ثانیًا: جب صحیح مرفوع روایت اور صحیح موقوف روایت میں تعارض پیدا ہو جائے تو مرفوع کو موقوف پر مقدم کیا جائے گا۔

جبکہ مسئلہ ختمِ نبوت میں تو ایک طرف مرفوع متواتر احادیثِ صحیحہ موجود ہیں جن کے مقابل موقوف ضعیف قول کو پیش کرنا جہالت اور اسلام دُشمنی کے علاوہ کچھ نہیں۔

ثالثًا: اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسندِ حَسَن، صحیح حدیث مرفوعًا مروی ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ، إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ "، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الرَّجُلُ، أَوْ تُرَى لَهُ"۔

بے شک نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہیں رہے گا مگر بشارتیں، (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا: اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بشارتیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اُس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے"۔

(أخرجه أحمد في مسنده (24977)، والبزار في مسنده (كشف الأستار) 10\3 (2118)، والقطيعي في جزء الألف دينار (34)، والخطيب في تاريخ بغداد 141\11، و192\14، والبيهقي في الشعب (4750)۔

وقال الهيثمي في المجمع الزوائد 172\7: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْبَزَّارُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: "يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ"، وَرِجَالُ أَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

وقال البزار: قال البزار: لا نعلم رواه هكذا إلا سعيد۔

میں کہتا ہوں! ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں سعید بن عبدالرحمن جمحی کی متابعت ہاشم بن برید نے کر رکھی ہے، جیسا کہ امام دارقطنی نے "المؤتلف والمختلف، باب برید، 177\1" میں روایت کی ہے، اور اس کے کئی صحیح شواہد بھی ہیں۔

پس یہ اثر مذکورہ صحیح مرفوع حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے بھی شاذ ومردود قرار پائے گا۔

رابعًا: اس اثر کی سند میں جریر بن حازم اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کر رہے ہیں، اور یہ جریر بن حازم بن زید بن عبداللہ بن شجاع الازدی، ابو نضر عتکی ہیں، جن کی پیدائش کے متعلق بقول وہب بن جریر مندرجہ ذیل ہے

امام محمد بن سعد بن منیع، ابوعبداللہ، ابن سعد البغدادی (م 230ھ) فرماتے ہیں:

"أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: "وُلِدَ أَبِي سَنَةَ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ فِي خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ"۔ (طبقات الکبری 278\7)

یعنی ہمیں وہب بن جریر بن حازم نے خبر دی کہا: میرے والد خلافتِ عبدالملک بن مروان میں

(85)ہجری میں پیدا ہوئے"۔

اسی روایت کے مطابق امام صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی (م764ھ) فرماتے ہیں:"ولد سنة خمس وَثَمَانِينَ"۔(الوافي بالوفيات 11\60)

یونہی امام محمد بن محمد بن یوسف، ابوالخیر، شمس الدین ابن الجزری (م833ھ) فرماتے ہیں:

"وكان مولده سنة خمس وثمانين".(غاية النهاية في طبقات القراء 1\190)

امام محمد بن حبان بن احمد، ابوحاتم البستی (م354ھ) فرماتے ہیں:

"فَكَانَ مولده سنة ثَمَان وَثَمَانِينَ"۔(كتاب الثقات 6\145)

"یعنی پس اس کی ولادت (88)ہجری میں ہے"۔

اسی روایت کے مطابق امام مغلطائی بن قلیج بن عبد اللہ حنفی، ابوعبداللہ، علاء الدین (م762ھ) فرماتے ہیں:

"وأن مولده كان سنة ثمان وثمانين"۔(إكمال تهذيب الكمال 3\180)

پس معلوم ہوا کہ جریر بن حازم کی پیدائش (85) یا (88)ہجری میں ہوئی جبکہ حضرت اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا وصال روایات کے مطابق (57) یا (58)ہجری میں ہوا، پس جریر بن حازم کم ازکم اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے وصال کے (28)سال بعد پیدا ہوئے، پس معلوم ہوا کہ یہ روایت اس لحاظ سے منقطع ہے۔

خامسًا: بعض نے ابن ابی شیبہ کے حوالے سے ہی اس سند میں جریر بن حازم اور اُمُّ المؤمنین کے درمیان "محمد بن سیرین" کے واسطہ کا ذکر کیا ہے اگرچہ ہمارے پیش نظر اس وقت موجود نسخوں میں یہ واسطہ موجود نہیں ہے مگر پھر بھی اس اثر میں انقطاع باقی رہتا ہے کیونکہ

ابن محرز فرماتے ہیں کہ:"سمعت يحيى بْن مَعِين يقول: ابن سيرين لم يسمع من عائشة شيئا قط ولا رآها".(تاريخ ابن معين رواية ابن محرز 1\127)

یعنی میں نے یحیی بن معین سے سنا انہوں نے فرمایا کہ: ابن سیرین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا سے قطعاً کوئی چیز نہیں سنی اور نہ ہی انہیں دیکھا ہے"۔

امام صلاح الدین العلائی الکیکلدی فرماتے ہیں کہ: "قال أبو حاتم لم يسمع بن سيرين من عائشة شيئا"۔ (جامع التحصیل 264، وتهذيب التهذيب 9\216)

یعنی ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ابن سیرین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی چیز نہیں سنی ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ اگر ابنِ سیرین کا واسطہ ہو تب بھی یہ اثر منقطع ہی ہے۔

یونہی اِس اثر کے ساتھ ساتھ ایک اور اثر حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب بھی پیش کیا جاتا ہے اس کو بھی امام ابنِ ابی شیبہ نے مندرجہ ذیل سند و متن کے ساتھ روایت کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرٌ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، قَالَ الْمُغِيرَةُ: "حَسْبُكَ إِذَا قُلْتَ: خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّا كُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّ عِيسَى خَارِجٌ، فَإِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ"۔

(مصنف ابن ابى شيبة 5\336(26654)، وفي نسخة: 6\259، والطبراني في الكبير 20\414)

بسندِ مذکور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی نے کہا کہ اللہ عزوجل رحمت فرمائے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو خاتم الانبیاء ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہیں خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے، پس ہم سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکلنے والے ہیں تو جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے بھی ہوئے اور بعد بھی۔

اولاً: اس اثر کی سند میں مجالد بن سعید بن عمیر ہمدانی راوی ہے جو کہ عندالاکثر ضعیف ہے۔

امام یحیی بن سعید القطان (م 198ھ)، امام عبد الرحمن بن مہدی (م 198ھ)، امام احمد بن حنبل (م 241ھ)، امام محمد بن اسماعیل البخاری (م 256ھ)، و امام محمد بن ادریس ابو حاتم الرازی (م 275ھ)، امام محمد بن عیسی الترمذی (م 279ھ)، امام احمد بن شعیب النسائی (م 303ھ)، امام محمد بن حبان البستی (م 354ھ) وغیرہم نے تضعیف فرمائی ہے۔

(السنن الترمذي تحت الرقم (648)، والتاريخ الكبير للبخاري 8\9، والتاريخ الأوسط 2\79، والضعفاء الصغير 103 (384)، الجرح والتعديل لإبن أبي حاتم 8\361.362، سؤالات البرقاني للدارقطني 64 (484)، الكامل في ضعفاء الرجال لإبن عدي 8\168، والمجروحين لإبن حبان 3\10، والضعفاء والمتروكون للنسائي 95 (552)، والضعفاء والمتروكون لإبن الجوزي 3\35، وغيرهم)

ثانیًا: امام ابو محمد ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ آخری عمر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ احمد بن سنان سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"قال سمعت عبد الرحمن بن مهدی یقول: حدیث مجالد عند الاحداث یحیی بن سعید وابی اسامة لیس بشئ، ولكن حدیث شعبة وحماد بن زید وهشیم وهؤلاء القدماء قال أبو محمد یعنی أنه تغیر حفظه فی آخر عمره".

"کہا میں نے عبد الرحمن بن مہدی کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجالد کی حدیث عند الاحداث یعنی یحیی بن سعید اور ابو اُسامہ (کے پاس جو ہیں) کوئی چیز نہیں ہیں، لیکن شعبہ، حماد بن زید اور ہشیم کی حدیث جو قدیم (تلامذہ میں سے) ہیں۔ امام ابو محمد نے کہا یعنی بیشک اس کی آخری عمر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا"۔

(الجرح والتعديل 8\361، وانظر: الأباطيل والمناكير 1\354 تحت الرقم (190)، وتهذيب التهذيب 10\40، والكواكب النيرات 505)

لہذا معلوم ہوا کہ مجالد بن سعید آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور اُن سے روایت کرنے =

والے قدیم لوگوں میں شعبہ، حماد بن زید اور ہشیم ہیں جبکہ یحیی بن سعید اور ابُواُسامہ قدیم السماع نہیں ہیں، اور اُن کے پاس مجالد کی جو حدیث ہے بقولِ ابن مہدی کوئی چیز نہیں ہے، اور یہ اثر بھی مجالد سے ابُواُسامہ روایت کررہے ہیں لہذا یہ اثر مجالد کے ضعف کے ساتھ ساتھ اُس سے بعد از اختلاط روایت کرنے والے سے مروی ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار پائے گا۔

ثالثًا: اس اثر کا دُوسرا حصہ معنی کے اعتبار سے صحیح ہے جیسا کہ اس پر احادیثِ متواترہ دلالت کرتی ہیں، اور اُمتِ مُسلِمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول ہوگا۔

امام ابُوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م 321ھ) فرماتے ہیں کہ:

"وَنُؤْمِنُ بِأَشْرَاطِ السَّاعَةِ مِنْ خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ"۔ (متن الطحاوية بتعليق الألباني 84، وشرح الطحاوية 447)

" اور ہم قیامت کی نشانیوں (علامات) خُرُوجِ دجّال اور عیسی بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کے آسمان سے نازل ہونے پر اِیمان رکھتے ہیں"۔

امام ابُوالحسن علی بن اسماعیل اَشعری رحمۃ اللہ علیہ (م 324ھ) فرماتے ہیں کہ:

"و كذلك ما روى من خبر الدجال ونزول عيسى ابن مريم وقتله الدجال"۔

(رسالة إلى أهل الثغر بباب الأبواب 166)

" اور اسی طرح جو روایت کیا گیا ہے دجال کے متعلق اور عیسی بن مریم کے نزول کے بارے میں، اور آپ علیہ الصّلاۃ والسّلام کا اُسے قتل کرنے پر (اِیمان لانا واجب ہے)"۔

امام ابُومحمد حسن بن علی بن خلف بر بہاری رحمۃ اللہ علیہ (م 329ھ)

"والإيمان بالمسيح الدجال. وبنزول عيسى ابن مريم، ينزل فيقتل الدجال"۔

(شرح السنة للبربهاري 50)

امام ابُومحمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (م 542ھ) فرماتے ہیں کہ:

"وأجمعت الأمة على ما تضمنه الحديث المتواتر من أن عيسى عليه السلام فی السماء حی وأنه ينزل فی آخر الزمان"۔

(المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، آل عمران 1\444)

اسی بات کو انہی سے امام ابوحیان محمد بن یوسف بن حیان الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ (م 745ھ) نقل کرتے ہیں کہ:

"قال ابن عطية: وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ: أَنَّ عِيسَى فِي السَّمَاءِ حَيٌّ، وَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ"۔

(البحر المحيط فی التفسير، آل عمران 3\177)

اِسی بات کو ابُوزید عبدالرحمن بن محمد الثعالبی رحمۃ اللہ علیہ (م 875ھ) نے نقل کیا کہ:

"قال ع: وأجمعتِ الأمة على ما تضمَّنه الحديثُ المتواتر منْ أنَّ عيسى -عليها لسلام- فی السَّمَاءِ حَيٌّ، وأنه يَنْزِلُ فی آخِرِ الزَّمَانِ"۔

(الجواهر الحسان في تفسير القرآن، آل عمران 2\52)

"یعنی اُمّت کا اِس پر اجماع ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمانوں میں زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں اُن کا نُزُول ہوگا جیسا کہ احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے"۔

نُزُولِ عیسیٰ بن مریم علیہ الصّلاۃ والسّلام

اللہ عزّوجل کا فرمان ہے کہ:

﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾[النسآء:159]

"اور (نُزُولِ مسیح کے وقت) اہلِ کتاب میں سے ہر شخص اُن کی وفات سے پہلے اُن پر ایمان لے آئے گا، اور قیامت کے روز وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اُن پر گواہ ہوں گے"۔

امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ (م 256ھ) سیدنا ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا". ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: "وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ [النساء:159]"

(أخرجه البخاري في الصحيح، كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ 4\168 (3448)، ومسلم في الصحيح، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (242)، وأبو عوانة في المستخرج 1\98 (311.312)، وابن مندة في الايمان 1\514 (411)، والبيهقي في السنن الكبرى 9\304 (18614)۔

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے، عنقریب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے، احکام نافذ کرنے والے، عدل کرنے والے۔ پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے، اور خنزیر کو قتل کر دیں گے، اور جزیہ مَوقُوف کر دیں گے، اور مال عام کر دیں گے حتی کہ اُس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا حتی کہ ایک سجدہ کرنا دُنیا اور جو کچھ اِس میں ہے سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: "اور (نزولِ مسیح کے وقت) اہلِ کتاب میں سے ہر شخص اُن کی وفات سے پہلے اُن پر ایمان لے آئے گا، اور قیامت کے روز وہ (عیسی علیہ السلام) اُن پر گواہ ہوں گے"۔

امام ابُوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 405ھ) روایت کرتے ہیں:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، " {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ=

مَوْتِهٖ﴾ [النساء: 159] قَالَ: خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ وفی روایة : قبل موت عیسی"۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر 2\338(3207)، وسفیان الثوري في تفسیره 98(229)، وابن جریر في تفسیره 7\664، وابن أبي حاتم في تفسیره 4\1114 (6254)، وابن عساکر في تاریخ دمشق 47\513، والمقدسي في الأحادیث المختارة 10\238(250)، من طریق سفیان عن أبي حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔

وقال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔ ووافقه الذهبي في التلخیص۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ "اور (نزولِ مسیح کے وقت) اہلِ کتاب میں سے ہر شخص اُن کی وفات سے پہلے اُن پر ایمان لے آئے گا" یعنی مَوت سے قبل حضرت عیسی بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائیں گے"۔

یہی روایت اور طُرق سے بھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے۔

امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ (م 360ھ) نے ایک ایسی سند جس کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں سوائے ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبد الحمید واسطی کے (اور وہ ثقہ ہے) روایت کی ہے عَنْ أَبِي مَالِكٍ، فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾[النساء: 159] قَالَ: "ذٰلِكَ عِنْدَ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا آمَنَ بِهٖ"۔

(الشریعة للآجري، بَابُ الْإِيمَانِ بِنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَكَمًا عَدْلًا فَيُقِيمُ الْحَقَّ وَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ 3\1325، وابن جریر في تفسیره 7\664.665)

یُونہی اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہی بات حضرت حسن بصری، قتادہ بن دعامہ وغیرہما سے بھی

مروی ہے، بلکہ اس آیت مبارکہ کے معنی میں تحقیق یہی ہے اور اس پر ظاہر قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں۔

اختصار کے پیشِ نظر ہم دوسری آیت مبارکہ ذکر کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ [الزخرف:61]

"اور بے شک وہ ایک نشانی ہیں قیامت کے لئے پس ہرگز شک نہ کرو اس میں اور میری پیروی کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے"۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (م235ھ) روایت کرتے ہیں:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ [الزخرف: 61] قَالَ: خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ"۔ (مصنف ابن أبي شيبة، مَا ذُكِرَ فِيمَا فُضِّلَ بِهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ 6\339 (31874)، ورجاله ثقات۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ: "(اور بے شک وہ ایک نشانی ہیں قیامت کے لئے) سے مراد سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کا تشریف لانا ہے"۔ یُونہی امام ابُوعبداللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے دُوسری سند عکرمہ عن ابنِ عباس سے اِس کو روایت کیا اور اِس کی تصحیح فرمائی اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے موافقت فرمائی ہے۔ اگرچہ حاکم کی سند میں "سماک بن حرب" ہے مگر اُس کی متابعت کی گئی ہے۔

پھر یہی روایت اور اسناد سے بھی ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حتی کہ امام ابن حبان نے سیّدنا ابنِ عباس ہی کے واسطہ سے اپنی صحیح (15\228 (6817) میں اسے مرفوعًا بھی روایت کیا ہے، پھر اُن کے علاوہ مجاہد، حسن بصری اور قتادہ وغیرہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کیا گیا ہے۔

آئمہ تفاسیر اور علماءِ ملتِ اسلامیہ نے ان کے علاوہ آیاتِ مبارکہ کی تفسیر میں بھی اِس بات کو بیان کیا ہے مگر طوالت کی بجائے اب ہم اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(1) صحیحین میں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"۔

(أخرجه البخاري في الصحيح ،بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ 4\168 (3449)، ومسلم في الصحيح ،بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (244)، ومعمر في الجامع 11\400(20841)، وأحمد في مسنده (7680)، و(8431)، ونعيم بن حماد في الفتن 2\574(1605)، وابن الأعرابي في المعجم (2261)،وأبو عوانة في المستخرج 1\99 (315.316)، وابن حبان في الصحيح 15\213(6802)،وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن (683)، والطبراني في الأوسط 9\86(9203)، وأبو نعيم في المسند المستخرج 1\220، وابن مندة في الإيمان 1\515(413)، و(414)، و(415.416)، والبيهقي في الأسماء والصفات (895)، والبغوي في تفسيره 4\167، وفي شرح السنة 15\82(4277)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\500، كلهم من حديث أبي هريرة۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اُس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا"۔

(2) صحیح مسلم میں حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"، قَالَ: "فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ =

وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ "۔

أخرجه مسلم في الصحيح، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (247)، وأحمد في مسنده (14720)، و(15127)، وابن الجارود في المنتقى 257 (1031)، وابن جرير في تهذيب الآثار 2\826 (1164)، وأبو عوانة في المستخرج 1\99 (317)، وابن بشران في الأمالي 414 (970)، وابن حبان في الصحيح 15\231 (6819)، والطبراني في الأوسط 9\39 (9078)، وابن مندة في الإيمان 1\517 (418)، والبيهقي في السنن الكبرى 9\304 (18165)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 14\302، كلهم من حديث جابر۔

" یعنی مَیں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہتے ہوئے لڑتی رہے گی ۔فرمایا: پھر حضرت عیسی بن مریم تشریف لائیں گے تو مسلمانوں کا امیر اُن سے عرض کرے گا، تشریف لائیں، اور ہمیں نماز پڑھائیں ۔تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام جواب دیں گے: نہیں! بیشک تمہارا بعض ہی بعض پر امیر ہے، یہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اِس اُمت کی تکریم وعزّت افزائی کے لیے فرمائیں گے"۔

(3) صحیح مسلم میں حضرت سیدنا ابُوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا، قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا، وَاللهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُونَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ، أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ، وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ،=

قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ، إِذْ صَاحَ فِيهِمِ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ، فَيَخْرُجُونَ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ، يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ، ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ"۔

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ، بَابٌ فِي فَتْحِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ(2897)،وابن حبان في الصحيح 15\224.225(6813)، وأبو عمرو الداني في الفتن 6\1114.1115(598)، والحاكم في المستدرك 4\529(8486)، وابن العديم في تاريخ حلب 1\485، كلهم من حديث أبي هريرة۔

"یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رُومی اعماق یا دابق (حلب کے قریب دو جگہ کا نام) نہ پہنچ جائیں، پس اُن کی طرف مدینہ سے ایک لشکر نکلے گا، (لڑنے کے لیے) اُن دِنوں وہ رُوئے زمین پر سب سے بہتر لوگ ہوں گے۔ پس جب دونوں گروہوں کی صف بندی ہوگی تو رُومی کہیں گے: تم ہمارے اور اُن کے درمیان حائل نہ ہو جنھوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنالیا ہے۔ پس مسلمان کہیں گے: نہیں، اللہ عزوجل کی قسم! ہم تمہیں اپنے بھائیوں سے لڑنے کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔ پس اُن (مسلمانوں) میں سے ایک تہائی لوگ بھاگ جائیں گے، اللہ عزّوجل اُن کی توبہ کبھی قبول نہیں فرمائے گا۔ اور ایک تہائی مسلمان قتل کر دیے جائیں گے جو اللہ عزّوجل کے ہاں افضل الشہداء ہوں گے۔ اور ایک تہائی فتح پائیں گے، وہ کبھی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوں گے، پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کرلیں گے تو جب وہ مالِ غنیمت تقسیم کریں گے، اور اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا دیں گے تو شیطان چیخ مار کر کہے گا: بیشک تمہارے اہل وعیال کے پاس مسیح دجال پہنچ گیا ہے، تو=

مسلمان وہاں سے نکلیں گے حالانکہ یہ بات باطل ہوگی۔ پس جب وہ سرزمین شام پہنچیں گے، دجال نکلے گا، پس جب وہ جنگ کے لیے صفیں دُرُست کریں گے، اور نماز قائم کریں گے تو سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے، پس وہ اُن کی امامت کرائیں گے تو جب اللہ عزّوجل کا دُشمن اُن کو دیکھے گا تو وہ یوں پگل (گھُل) جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگل جاتا ہے، پس اگر آپ علیہ الصلاۃ والسلام اُس کو چھوڑ دیتے تو بھی وہ پگل کر ہلاک ہو جاتا مگر اللہ عزوجل اُس کو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور اُن کے نیزے پر اُس کا خُون دکھائے گا۔

(4) امام بزار رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: " يَخْرُجُ الأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَسِيحُ الضَّلَالَةِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ فِي زَمَنِ اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ، وَفُرْقَةٍ، فَيَبْلُغُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَبْلُغَ مِنَ الأَرْضِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، اللَّهُ أَعْلَمُ مَا مِقْدَارُهَا؟ فَيَلْقَى الْمُؤْمِنُونَ، شِدَّةً شَدِيدَةً، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السَّمَاءِ، فَيَقُومُ النَّاسُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رَكْعَتِهِ، قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَتَلَ اللَّهُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، وَظَهَرَ الْمُؤْمِنُونَ"۔

(أخرجه البزار في مسنده (كشف الأستار) 4\142 (3396)، وابن راهويه في مسنده 1\288 (262)، وابن حبان في الصحيح 15\223 (6812) بنحوه، كلهم من حديث أبي هريرة۔ وقال الهيثمي في المجمع 7\349: رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ الْمُنْذِرِ وَهُوَ ثِقَةٌ. قال الحافظ في الفتح 13\100: وأخرج البزار بسند جيد عن أبي هريرة۔۔۔الخ ۔قلت: حديث صحيح، ورواته كلهم ثقات إلا أنّ الشيخين لم يخرجا لكليب بن شهاب الجرمي شيئا، فقد روى له أصحاب السنن۔

یعنی مَیں نے حضرت ابو القاسم صادِق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے اِرشاد فرمایا: جب لوگوں میں اختلاف اور فرقے ہوں گے اُس زمانہ میں مشرق کی طرف سے کانا دجّال مسیح الضلالۃ نکلے گا، پس اللہ عزّ وجل اُس کو چالیس دن میں جہاں تک چاہے گا زمین میں پہنچائے گا، اُس کی مسافت کی مقدار کا علم اللہ عزّ وجل کو ہی ہے، پس مسلمان بہت زیادہ سختی اُٹھائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تو جب وہ رکوع سے اپنا سر اُٹھائیں گے تو کہیں گے "**سمع اللہ لمن حمدہ**" اللہ عزّ وجل مسیح دجال کو قتل کر دے گا اور مومنین کو غلبہ عطا فرمائے گا۔

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِي هَذَا الْخَبَرِ: "فَيَؤُمُّهُمْ" أَرَادَ بِهِ: فَيَأْمُرُهُمْ بِالْإِمَامَةِ، إِذِ الْعَرَبَ تُنْسَبُ الْفِعْلَ إِلَى الْآمِرِ، كَمَا تَنْسِبَهُ إِلَى الْفَاعِلِ، كَمَا ذَكَرْنَا فِي غَيْرِ موضع من كتبنا.

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں جو" آپ اُن کی امامت کروائیں گے" ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اُن کو امامت کرانے کا حکم دیں گے، اس لیے کہ اہل عرب فعل کی نسبت آمر کی طرف کرتے ہیں جیسا کہ فعل کی نسبت فاعل کی طرف کرتے ہیں جیسا کہ اس مقام کے علاوہ ہم نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں کوئی تعارض نہیں

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ بعض روایات میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اِقتداء میں نماز پڑھیں گے اور بعض میں ہے کہ آپ نماز پڑھائیں گے لہذا تعارض لازم آیا۔

اولاً: پس عرض ہے کہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ آپ سے جب امامت کا کہا جائے گا تو آپ اُمتِ محمدی کے امیر کو ہی امامت کروانے کا حکم کریں گے اور لغتِ عرب میں حکم کرنے والے کی طرف فعل کی نسبت کر دیتے ہیں، جیسا کہ امام ابنِ حبان سے اس کا ذکر ہوا، =

مزید ملاحظہ فرمائیں:

امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (م311ھ) فرماتے ہیں کہ:

" أَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ﴾ [النساء: 102] تَحْمِلُ مَعْنَيَيْنِ: أَيْ صَلَّيْتَ لَهُمْ، وَالْمَعْنَى الثَّانِي أَيْ أَمَرْتَ بِإِقَامَةِ الصَّلَاةِ لِاجْتِمَاعِ النَّاسِ لِلصَّلَاةِ، وَأَعْلَمْتُ أَنَّ هَذَا عَلَى هَذَا الْمَعْنَى مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أَعْلَمْنَا فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كُتُبِنَا: أَنَّ الْعَرَبَ تُضِيفُ الْفِعْلَ إِلَى الْأَمْرِ، كَمَا تُضِيفُهُ إِلَى الْفَاعِلِ"۔

(صحیح ابن خزیمۃ 2\304 تحت الباب: الْإِقَامَةِ لِصَلَاةِ الْخَوْفِ)

"یعنی اللہ عزوجل کے فرمان ﴿فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ﴾ میں دو معنی کا احتمال ہے یعنی آپ اُن کے لیے نماز پڑھیں، اور دُوسرا معنی یہ کہ آپ نماز کی اقامت کا حکم فرمائیں تاکہ لوگ نماز کے لیے جمع ہوجائیں۔ اور مَیں نے یہ بھی بتایا کہ بیشک اس معنی کے لحاظ سے یہ اس جنس میں شمار ہوگا جس کو ہم نے اس مقام کے علاوہ اپنی کتب میں بتا چکے ہیں کہ: بیشک اہلِ عرب فعل کو آمر کی طرف مضاف کرتے رہتے ہیں جس طرح وہ فعل کی اضافت کو فاعل کی طرف کرتے ہیں"۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ الْعَرَبَ تُضِيفُ الْفِعْلَ إِلَى الْآمِرِ كَإِضَافَتِهَا إِلَى الْفَاعِلِ"۔

(صحیح ابن خزیمۃ 4\167 تحت الرقم (2609)

یعنی بیشک اہلِ عرب فعل کی اضافت آمر (یعنی حکم دینے والے) کی طرف کرتے رہتے ہیں جیسے فعل کی اضافت فاعل کی طرف کرتے ہیں"۔

امام ابن حبان محمد بن حبان، ابوحاتم البستی (م354ھ) لکھتے ہیں کہ:

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:۔۔۔وَأَمَّا الْأَخْبَارُ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا قَبْلَ التَّمَتُّعِ، فَإِنَّهَا مِمَّا نَقُولُ فِي كُتُبِنَا: إِنَّ الْعَرَبَ تَنْسُبُ الْفِعْلَ إِلَى الْآمِرِ، كَمَا تَنْسِبُهُ إِلَى الْفَاعِلِ، فَلَمَّا أَذِنَ لَهُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّمَتُّعِ، وَقَالَ: "مَنْ أهل بعمرة ولم يكن =

قد سَاقَ الْهَدْیَ فَلْیَحِلَّ" ، کَانَ فِیہِ إِبَاحَۃُ التَّمَتُّعِ لِمَنْ شَاءَ، فَنُسِبَ ھٰذَا الْفِعْلُ إِلَی الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی سَبِیلِ الْأَمْرِ بِہِ، لَا أَنَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مُتَمَتِّعًا، وَلِذٰلِکَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ للصبی بن مَعْبَدٍ حَیْثُ أَخْبَرَہُ أَنَّہُ أَھَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَقَالَ: ھُدِیتَ لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم۔

(صحیح ابن حبان 9\249 تحت الرقم (3941)

امام ابُو حاتم ابنِ حبان نے کہا کہ: اور جو اس سے پہلے ہم نے روایات ذکر کیں ہیں تمتع کے متعلق ،پس وہ اُن میں سے ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے کہ بیشک اہلِ عرب فعل کی نسبت حکم دینے والے کی طرف کرتے رہتے ہیں جس طرح فعل کی نسبت فاعل کی طرف ۔ پس جب آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تمتع کے متعلق اُن کو اجازت مرحمت فرمادی، اور فرمایا: :جس نے عمرہ کا اِرادہ کیا ہے اور اُس کے ساتھ ہدی نہیں ہے تو وہ حلال ہو جائے یعنی احرام کھول دے، اس میں اباحت ہے اُس کے لیے جو تمتع کا اِرادہ کرے ۔ پس اس فعل کی نسبت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف کر دی گئی کیونکہ اِس کا حکم آپ نے دیا، نہ یہ کہ آپ متمتع ہوئے تھے، اور اسی لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے صبی بن معبد سے فرمایا جب اُنہوں نے اپنے حج اور عمرہ کے احرام کی خبر دی تھی ۔ پس آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: تمہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سنّت کی ٹھیک راہنمائی کی گئی ۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م458ھ) لکھتے ہیں کہ:

"فَإِضَافَۃُ الْفِعْلِ إِلَی الْآمِرِ بِہِ فِي اللُّغَۃِ جَائِزَۃٌ جَوَازُھَا إِلَی الْفَاعِلِ لَہُ، وَاللّٰہُ أَعْلَمُ"

(معرفۃ السنن و الآثار 7\120)

"پس حکم کرنے والے کی طرف فعل کی اضافت کرنا لغت عرب میں جائز ہے جیسے اس کے فاعل کی طرف جائز ہے، واللہ اعلم"۔

ثانیًا: اوّل وہ امام مہدی کی اِقتداء میں نماز پڑھیں گے جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ =

تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ پہلی حدیث مبارکہ میں ہے اور بعد میں آپ امامت کروائیں گے جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تیسری اور چوتھی حدیث مبارکہ میں بیان ہوا، لہذا تعارُض رَفع ہوگیا کہ جن میں ہے کہ آپ اس اُمت کے امام کی اِقتداء کریں گے وہ اوّل وقت پر محمول ہیں اور جن میں ہے کہ آپ امامت کراوئیں گے اُن میں بعد کا ذکر ہے۔

ثالثًا: حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اِس حال میں امامت کروائیں گے کہ وہ خود اِس دین پر ہوں گے یعنی وہ خود دینِ مصطفوی پر ہوتے ہوئے امام ہوں گے نہ کہ دینِ نصاری پر۔ مزید تفصیل اِن شاءاللہ العزیز" الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" کی تخریج وحاشیہ میں ذِکر کریں گے۔

(5) صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

"قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ، حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا"۔

(أخرجه مسلم في الصحيح ، كِتَابُ الْحَجِّ ، بَابُ إِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَدْيِهِ(1252)،ومعمر في الجامع 11\400(20842)،والحميدي في مسنده 2\215(1035)،ونعيم بن حماد 2\575(1606)، وابن الجعد في مسنده 422(2888)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\494(37496)، وأحمد في مسنده (7273)، و(7681)، و(10661)،وابن الأعرابي في المعجم 3\1052 (2263)،وابن حبان في الصحيح 15\232(6820)، وأبو عوانة في المستخرج 2\422.423، وأبو عمرو الداني في الفتن 6\1244.1245(694)، وابن مندة في الإيمان 1\517(419)،والبيهقي في الشعب (3716)،والبغوي في شرح السنة 15\83(4278)، كلهم من حديث أبي هريرة۔

" فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام فجِ روحاء کے مقام پر ضرور تلبیہ کہیں گے اِس حال میں کہ وہ حج کرنے والے، یا عمرہ کرنے والے، یا دونوں کو ملا کر حجِ قِران کرنے والے ہوں گے۔

(6) امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں اُنہی سے راوی ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَمْحُو الصَّلِيبَ، وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ، وَيُعْطَى الْمَالُ حَتَّى لَا يُقْبَلَ، وَيَضَعُ الْخَرَاجَ، وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ، فَيَحُجُّ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ، أَوْ يَجْمَعُهُمَا. قَالَ: وَتَلَا أَبُو هُرَيْرَةَ: ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ [النساء: 159]، فَزَعَمَ حَنْظَلَةُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: " يُؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ: عِيسَى. فَلَا أَدْرِي، هَذَا كُلُّهُ حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ"

(أخرجه أحمد في مسنده (7903)، ومن طريقه ابن بشران في الأمالي 219(503)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\494.495، و ابن أبي حاتم في تفسيره 4\1113 (6249)، حديث صحيح۔

رُسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، پس وہ خنزیر کو قتل کر دیں گے، اور صلیب کو توڑ دیں گے، اور اُن کے لیے نماز جماعت سے پڑھائی جائے گی، اور اِتنا مال عطا کریں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور وہ خراج کو موقوف فرما دیں گے، اور وہ مقام روحا پر نزولِ اَجلال فرمائیں گے تو وہاں سے حج یا عمرہ یا قِران کریں گے۔ کہا: اور حضرت ابُو ہریرہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ...﴾۔ حنظلہ راوی کا خیال ہے ابو ہریرہ نے " وہ ایمان لائیں گے قبل موت عیسیٰ " پڑھا تھا۔ پس مَیں نہیں جانتا کہ یہ بھی حدیث مَرفوع کا جزء ہے یا ابو ہریرہ نے خود اس کی تفسیر فرمائی۔

(7) مستدرک للحاکم میں انہی سے روایت ہے کہ:

" قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ"۔

(أخرجه الحاكم في المستدرك 2\651(4162)

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ۔ وقال الذهبي في التلخيص: صحيح۔

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسی بن مریم ضرور عادل حاکم اور منصف امام بن کر اُتریں گے، اور وہ اس شارع سے حج یا عمرہ یا ان دونوں کی نیت سے گزریں گے، اور وہ میری قبر پر آئیں گے حتی کہ مجھے سلام کریں گے اور مَیں ضرور اُن کے سلام کا جواب دُوں گا"۔

(8) صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ، فَقَالَ: مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: " إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ ، فَذَكَرَ الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ "۔

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ، بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ(2901)، وأبو داود في السنن، كِتَاب الْمَلَاحِمِ، بَاب أَمَارَاتِ السَّاعَةِ(4311)، والترمذي في السنن، أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي ==

الخَسْفِ (2183)، وابن ماجه في السنن، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ (4041)، والنسائي في السنن الكبرى 10\209 (11316)، و 10\253 (11418)، بَابُ الْآيَاتِ (4055)، والطيالسي في مسنده 2\394 (1163)، والحميدي في مسنده 2\75 (849)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\500 (37542)، وفي مسنده 2\317 (817)، وأحمد في مسنده (16141)، و (16143.16144)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 2\258.259، وابن حبان في الصحيح 15\200.201 (6791)، و 15\257 (6843)، والطبراني في الكبير 3\170 (3028 إلى 3033)، والداني في السنن الواردة في الفتن 5\975 (520)، وابن مندة في الإيمان 2\917 (1001)، و (1002.1003.1004)، والبغوي في شرح السنة 15\45 (4250)، كلهم من حديث حذيفة بن أسيد۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہم پر تشریف لائے اور ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بیشک اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم اُس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، اُن میں سے دُھواں، دجّال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسی بن مریم کا نازل ہونا، یاجوج وماجوج، تین جگہ سے زمین کا دھنسنا، مشرق میں دھنسنا، مغرب میں دھنسنا، اور جزیرہ عرب میں دھنسنا، اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکاتے ہوئے محشر کی طرف لے جائے گی۔

(9) مستدرک للحاکم میں حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

" سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَقُولُ: " لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَالدَّجَّالُ، وَالدُّخَانُ، وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَالدَّابَّةُ==

وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ، تَحْشُرُ الذَّرَّ وَالنَّمْلَ"۔

(أخرجه الحاكم في المستدرك 4\474(8317)، والطبراني في الكبير 22\79 (195)، وفي مسند الشاميين 2\32(864)۔

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔ ووافقه الذهبي في التلخيص۔

یعنی مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے اِرشاد فرمایا: اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوجائیں، مشرق میں زمین کا دھنسنا، مغرب میں زمین کا دھنسنا، اور جزیرہ عرب میں زمین کا دھنسنا، دجّال، دُھواں، اور نزولِ عیسی بن مریم پھر یاجُوج و ماجُوج، دابۃ الارض، سُورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور قعرِ عدن سے آگ کا نکلنا جو میدانِ محشر کی طرف لوگوں کو ہانکتے ہوئے لائے گی جو چیونٹیوں اور حشرات الارض کو بھی جمع کر لی گی۔

(10) جامع (سنن) ترمذی میں حضرت سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ"۔

(أخرجه الترمذي في السنن، أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ (2244)، والطيالسي في مسنده 2\554(1323)، والحميدي في مسنده 2\77(850)، ونعيم بن حماد في الفتن 2\560 (1565)، و(1570)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\500(375534)، وفي مسنده 2\393 (915)، وأحمد في مسنده (15466إلى 15469)، و(17989)، و(19487)، وحنبل بن إسحاق في الفتن (22)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 4\144(2124)،

اس تقدیر پر جب اشارہ ذکرِ استغراق کی طرف ٹھہرا، عہد و استغراق کا حاصل ایک ہو گیا اور وہی احاطہ تامہ کہ معتقد اہلِ اسلام تھا، اور ظاہر ہوا مگر یہ اس طائفے کو منظور نہیں، لاجرم آیت کہ بر تقدیرِ عہدیّت مجمل تھی، بے نیاز رہی اور وحی منقطع ہو کر متشابہات سے ہو گئی، اب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہنا محض اقرارِ لفظ بے فہم معنی رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں، کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پُرنُور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں کتنے ہی انبیاء مانے، حضور کے بعد ہر قرن وطبقہ وشہر وقریہ میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے، خود اپنے آپ کو رسول اللہ کہے، اپنے اُستاذوں کو مُرسلین اُولُو العزم بتائے، آیہ کریمہ اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کہ آیت کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے حجت قائم ہو سکے، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا، حاشا وکلا۔

ثالثاً: میں تکثر وتزاحم معانی پر کیوں بنا کروں، سوائے اِستغراق کوئی معنی لے لیجئے سب پر یہی آش در کاسہ رہے گی کہ پچھلی جھوٹی کا ذبہ ملعونہ نبوتوں کا دَر آیت بند نہ کر سکے گی، معنی اوّل یعنی افرادِ مخصوصہ معینہ مراد لئے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہیں معدود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم ٹھہرے جن کا نام یا ذکر معین علی وجہ الابہام قرآنِ مجید میں آ گیا ہے جن کا شمار تیس چالیس نبی تک بھی نہ پہنچے گا، یونہی بر تقدیر معنی پنجم یعنی جماعاتِ خاصہ

= = وابن الأعرابي في المعجم 3\1052 (2264)، وابن حبان في الصحيح 221. 15\222 (6811)، والطبراني في الكبير 19\443(1075 إلى 1081)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1240(690)، كلهم من حديث مجمع بن جارية۔

وقال الترمذي: وَفِي البَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَيْسَانَ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي العَاصِ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔ مکمل تخریج "الصارم الرباني" میں ملاحظہ فرمائیں۔

"یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے ارشاد فرماتے ہیں کہ: حضرت عیسٰی بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام دجال کو دروازہ شہر لُد پر قتل کریں گے"۔

خاص اپنی جماعت کے خاتم ٹھہریں گے، باقی جماعاتِ صادقہ سابقہ کے لئے بھی خاتمیت ثابت نہ ہوگی، چہ جائے جماعات کاذبہ آئندہ اور معنی سوم میں صاف تخصیص انبیائے سابقین کی بھی ہوجائے گی کہ جو نبی پہلے گزر چکے اُن کے خاتم ہیں تو پچھلوں کی کیا بندش ہوئی بلکہ پیچھے اور آئے تو وہ اُن کے بھی خاتم ہوں گے، رہے معنی چہارُم جنسی اِس میں جمیع مراد لینا اس طائفہ کو منظور نہیں ورنہ وہی **خَتمُ الشَّیئِ لِنَفْسِہ** لازم آئے، لاجَرم مطلقاً کسی ایک فرد کے اختتام سے بھی خاتمیت صادِق مانے گا کہ صدق علی الجنس کے لئے ایک فرد پر صدق کافی ہے تو یہ سب معانی سے اَخس واَرذل ہوا، اور حاصل وہی ٹھہرا کہ آیت بہر نہج فقط ایک دو یا چند یا کل گزشتہ پیغمبروں کی نسبت صرف اتنا تاریخی واقعہ بتاتی ہے کہ اُن کا زمانہ ان کے زمانے سے پہلے تھا، اس سے زیادہ آئندہ نبوتوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی، نہ اُن سے اصلاً بحث کرتی ہے، طوائف ملعونہ مہدویہ وقادیانیہ وامیریہ ونذیریہ ونانوتویہ **وَ اَمْثَالُھُمْ لَعنَھُمُ اللہ تعالٰی** کا یہی تو مقصود تھا، وہ اس طائفہ خارجیہ نے جی کھول کر اٰمَنَّا بِہ کرلیا،

﴿وَسَيَعۡلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓاْ أَيَّ مُنقَلَبٖ يَنقَلِبُونَ﴾ [۱]

"اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے"۔

اصل بات یہ ہے کہ معانی قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریاتِ دین سے ہوں جب اُن پر نصوصِ قطعیہ پیش نہ کئے جائیں تو مسلمانوں کو احمق بنالینا اور معتقداتِ اِسلام کو مخیلاتِ [۲] عوام ٹھہرادینا ایسے خُبثا کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ اُن کے جمع طرق وادراکِ تواتر پر دسترس، وہاں ایک ہُش میں کام نکل جاتا ہے کہ یہ بابِ عقائد ہے، اس میں بخاری ومسلم [۳] کی بھی صحیح احادیثیں مَردود ہیں، ہاں ایسی

---

[۱] [الشعراء: 227]

[۲] دیکھو تحذیر الناس

[۳] دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی

جگہ ان ہیے کے اندھوں [1] کی کچھ کو ردبتی ہے تو قرآنِ عظیم سے بغرض تلبیسِ عوام، برائے [2] نام اسلام کا اِدّعا ہوکر، قرآن پر صراحۃً انکار کا ٹوٹخَردرگل ہے، لہذا وہاں تحریفِ معنوی کے چال چلتے اور کلامُ اللہ کواُلٹتے بدلتے ہیں کہ جب آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کرلیں پھر گویا وحی شیطانی کا رستہ کھل جائے گا

﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ [3]

"اور اللہ کو اپنا نور پُورا کرنا ہے اگرچہ بُرا مانیں کافر"۔

سوم یعنی اِس طائفہ کا مکذبِ تفسیر حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہونا، وہ ہزار دنی خادمِ حدیث پر روشن، یہاں اجمالی دوحرف ذکر کریں، صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی و سننِ ابن ماجہ وغیر ہا میں ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" [4]

---

[1] [ہیے کے اندھوں: دل کے اندھوں]

[2] دیکھو تحذیر الناس

[3] [الصف:8]

[4] أخرجه أبو داود في السنن، كِتَاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ، بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا (4252)، والترمذي في السنن ،أبواب الفتن ، بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ (2219)، وأحمد في مسنده (22395)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 1\332 (456)، وفي الديات 18، وإبراهيم الحربي في غريب الحديث 3\956.957، والقاضي أبو إسحاق في جزء فيح من أحاديث الإمام أيوب السختيانى (19)، وابن حبان في الصحيح 16\220.221 (7238)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن ==

"بیشک میری اُمتِ دعوت میں یا میری اُمت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا، اور مَیں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ [1]

---

[1] ==4\863(444)، وأبو نعيم في الحلية 2\289، وفي الدلائل (464)، والبيهقي في الدلائل 6\527، من طريق حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوب، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:۔۔۔الحديث۔ وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

وقال البيهقي: رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ، وَقُتَيْبَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ۔

وقال الذهبي في السير (2\346)، وفي تاريخ الإسلام (1\724.725): وَقَالَ أَيُّوب، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عن ثوبان قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، ۔۔۔وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔۔۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وأخرجه البيهقي في السنن الكبرى 9\305(18617)، من طريق مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ثنا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، مرفوعًا، بلفظ: وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ دَجَّالُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ, وَإِنِّي خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

وقال: رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ۔

وأخرجه الروياني في مسنده 1\410(629)، بلفظ: وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي الدَّجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ وابن عساكر في تاريخ دمشق 1\268، والسخاوي في البلدانيات 104.105(12)، وقال السخاوي: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ أخرجه أَبُو عوانه فِي مستخرجه عَنْ عَبْد الرَّحْمَنِ بْن مُحَمَّد بْن مَنْصُور فوافقناه فِيهِ بعلو وَرَوَاهُ أَيْضا عَنْ يَزِيد بْن سِنَان وَمُسلم وَأَبُو يعلى عَنْ أَبِي خَيْثَمَةَ زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ وَمُسلم فَقَط عَنْ إِسْحَاق بْن إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمّد بْن بشار وَمُحَمّد بْن الْمثنى خمستهم عَنْ معَاذ فَوَقع لنا بَدَلا لَهُم عَالِيًا۔==

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"يَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ وَدَجَّالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ، مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي" [1]۔

=قلت: أخرجه مسلم في الصحيح، الفتن، بَابُ هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ (2889) لكن لم يخرج بتمامه۔

وأخرجه ابن ماجه في السنن، بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ (3952)، والطبراني في الأوسط 8\200 (8397)، وفي مسند الشاميين 4\45.46 (2690)، من طريق قتادة، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:۔۔۔وَإِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي۔۔۔الحديث۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك 4\496 (8390)، من طريق يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، ثنا أَبُو قِلَابَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الْجَرْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ، أَنَّ ثَوْبَانَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:۔۔۔وَسَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔۔۔وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ، وَإِنَّمَا أَخْرَجَ مُسْلِمٌ حَدِيثَ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مُخْتَصَرًا "۔ووافقه الذهبي في التلخيص۔

[1] أخرجه أحمد في مسنده (23358)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 7\397 (2953)، والطبراني في الأوسط 5\327 (5450)، وفي الكبير 3\169 (3026)، ومن طريقه أبو نعيم في الحلية 4\179، وأبو الشيخ في طبقات المحدثين بأصبهان 3\124، من طريق قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ۔

وذكره المتقي الهندي في كنز العمال 14\196 (38360)، وعزاه إلى أحمد والطبراني

" میری اُمّتِ دعوت میں ستائیس دجّال کذاب ہونگے اُن میں چار عورتیں ہوں گی ، حالانکہ بیشک مَیں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں" ۔[۱]

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ترمذی وتفسیر ابن ابی حاتم وتفسیر ابن مردویہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ ، فَكَانَ من دَخلهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا قَالَ: مَا أَحْسَنَهَا إِلَّا مَوضِعَ اللَّبِنَةَ فَأَنا مَوْضِعُ اللَّبنَةِ فَخُتِمَ بِي الْأَنْبِيَاءُ" [۲] ۔

---

[۱] =والضياء۔وقال الحافظ في فتح الباري 13\87: أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ عَنْ حُذَيْفَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ.

وقال العيني في عمدة القاري 24\215: وروى أَحْمد بِسَنَد جيد عَن حُذَيْفَة۔

وقال القسطلاني في إرشاد الساري 10\206: وأخرجه أحمد بسند جيد.

وقال العزيزي: وإسناده صحيح۔ (السراج المنير شرح الجامع الصغير 3\389)

وقال الهيثمي في المجمع 7\332: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَالْبَزَّارُ، وَرِجَالُ الْبَزَّارِ رِجَالُ الصَّحِيحِ. قلت: أخرجه البزار في مسنده 7\294(2888)، من إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ'۔

[۲] أخرجه البخاري في الصحيح ، كِتَابُ المَنَاقِبِ ،بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 4\186(3534)، ومسلم في الصحيح، كتاب الْفَضَائِلِ، بَابُ ذِكْرِ كَوْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (2287)، والترمذي في السنن، أَبْوَابُ الْأَمْثَالِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالأَنْبِيَاءِ قَبْلَهُ (2862)، والطيالسي في مسنده 3\333(1894)، وابن أبي شيبة في المصنف 6\324(31770) وأحمد في مسنده (14888)، وأبو الشيخ في أمثال الحديث (254)، وأبو عوانة ==

"میری اورنبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کر دیے گئے"۔

صحیح مسلم و مسند احمد میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا إِلَّا لَبِنَةً وَاحِدَةً، فَجِئْتُ أَنَا فَأَتْمَمْتُ تِلْكَ اللَّبِنَةَ" [1]۔

"میری اور سابقہ انبیاء کی مثل، اُس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پُورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ مَیں نے پُوری کی"۔

مسند احمد و صحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا، وَأَكْمَلَهَا، وَأَجْمَلَهَا وَتَرَكَ

= = في المستخرج 18\80.81(10105.10106)[نسخة الجامعة]، والبيهقي في السنن الكبرى 9\9(17719)، وفي الشعب (1405)، وفي الدلائل 1\365، وأبو الطاهر السلفي في حديثه عن حاكم الكوفة (14)[مطبوع ضمن كتاب جمهرة الأجزاء الحديثية] من طريق سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔ وزاد السيوطي نسبته في "الدر المنثور 6\617" إلى ابن أبي حاتم وابن مردويه.

[1] أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الْفَضَائِلِ، بَابُ ذِكْرِ كَوْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (2286)، وابن أبي شيبة في المصنف 6\323(31769)، وأحمد في مسنده (11067)، وأبو عوانة في المستخرج 18\90(10117)، وأبو القاسم المهرواني في الجزء الثالث من المهروانيات "تخريج الخطيب البغدادي "2\852(101)

فِيهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ لَمْ يَضَعْهَا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبُنْيَانِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُونَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ هَذِهِ اللَّبِنَةِ، فَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ "[۱]۔

" پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خُوبصورت وکامل وخوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، وہ نہ رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خُوبی و خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پُوری ہو جاتی، تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ مَیں ہوں"۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن النسائی وتفسیر ابن مردویہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کر کے اِرشاد فرمایا:

"فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ "[۲]۔

---

[۱] أخرجه أحمد في مسنده (21243)، و(21244)، والترمذي في السنن، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (3613)، وعبد بن حميد في مسنده 90 (172)، وأبو الشيخ في أمثال الحديث (255)، والمقدسي في الأحاديث المختارة 3\392 (1190.1191)، من طريق عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ۔

وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

[۲] أخرجه البخاري في الصحيح، المناقب، بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 4\186 (3535)، ومسلم في الصحيح، كتاب الْفَضَائِلِ، بَابُ ذِكْرِ كَوْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (2286)، والنسائي في السنن الكبرى 10\226 (11358)، وإسماعيل بن جعفر في حديثه 154 (41)، وأحمد في مسنده (9167)، والآجري في الشريعة 3\1471 (991)، وابن حبان في الصحيح 14\315.316 (6405)، والبيهقي في الدلائل 1\366، والبغوي في شرح السنة 13\201 (3621)، والذهبي في تاريخ الإسلام ==

"تو مَیں وہ اِینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں"۔[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین وبارک وسلم۔

چہارُم کا بیان اُوپر گزرا، پنجم سے اس طائفہ کی گمراہی بھی واضح ہوچکی کہ تفسیرِ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد کرنے والا اجماعِ قطعیِ اُمتِ مرحُومہ کا خلاف کرنے والا سوا گمراہ وبددین کے کون ہوگا؟۔

قوله: ﴿ما تَوَلّى وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَساءَت مَصيراً﴾[2]

"ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی"۔

رہی بدعقلی، وہ اِس کے اِن شبہات واہیات، خرافات، مزخرفات کی ایک ایک اَدا سے ٹپک رہی ہے جو اُس نے اثباتِ اِدعائے باطل "عہد خارجی" کے لئے پیش کئے، اہلِ علم کے

---

[1] ==1\804، من طريق عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

وزاد السيوطي نسبته في "الدر المنثور 6\618" إلى ابن مردويه.

وأخرجه ابن حبان في الصحيح 14\317(6406)، من ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بلفظ: "أَنَا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ، خُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ"۔

وأخرجه الآجري في الشريعة 3\1471.1472، بلفظ: "فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ, فَتَمَّ الْبُنْيَانُ, وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ"۔

وأخرجه الطبراني في الأوسط 3\318(3274)، من طريق مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: نا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بلفظ: "فَأَنَا ذَلِكَ، أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي"۔

[2] [النساء:115]

سامنے ایسے مہملات کیا قابلِ التفات، مگر حفظِ عوام وازالہ اَوہام کے لئے چند حروفِ مجمل کا ذکر مناسب، وَاللہُ الْھَادِیْ وَوَلِیُّ الْاَیَادِیْ۔

"اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا اور طاقتوں کا مالک ہے"۔

شبہہ اولیٰ میں اِس طائفہ نے عبارتِ توضیح کی طرف محض غلط نسبت کی، حالانکہ توضیح میں اِس عبارت کا نشان نہیں بلکہ وہ اِسکے حاشیہ تلویح کی ہے،

اقول اولاً: اگر یہ مدعیانِ عقل اِسی اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کو سمجھتے اور قرآنِ عظیم میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجوہِ ذکر کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ آیہ کریمہ

﴿وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾[۱]

"اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء میں سے آخری ہیں"۔

میں لام عہدِ خارجی کے لئے ہونا محال ہے کہ بوجہ تنوُّعِ وجوہِ ذکر وعدمِ اوّلیت وترجیح جس کا بیان مشرحاً گزرا، کمالِ تمیز جدا، سرے سے کسی وجہ معین کا امتیاز ہی نہ رہا تو یہی عبارت شاہد ہے کہ یہاں "عہدِ خارجی" ناممکن، کاش مکر کے لئے بھی کچھ عقل ہوتی تو اس کی جگہ توضیح ہی کی گول عبارت

"اَلْعَھْدَ ھُوَ الْأَصْلُ ثُمَّ الِاسْتِغْرَاقُ ثُمَّ تَعْرِیفُ الطَّبِیعَةِ"[۲]

"عہدِ اصلی ہے پھر استغراق اور پھر جنس"۔

نقل کی ہوتی کہ خود نفسِ عبارت تو اُن کی جہالت وسفاہت پر شہادت نہ دیتی، اگرچہ اس سے دو ہی سطر پہلے اسی توضیح میں متنِ تنقیح کی عبارت

"وَلَا بَعْضَ الْأَفْرَادِ لِعَدَمِ الْأَوْلَوِیَّةِ"[۳]

[۱] [الْأَحْزَاب:40]

[۲] شرح التلویح علی التوضیح، ألفاظ العام الجمع معرف باللام 1\95۔

[۳] شرح التلویح علی التوضیح 1\95۔

"اور نہ بعض افراد کیونکہ اولٰی نہیں"۔

اس کی صفر اشکنی کو بس ہوتی مگر یہ کیونکر کھلتا کہ طائفہ حائفہ کو دوست و دشمن میں تمیز نہیں، صریح مُضر کو نافع سمجھتا ہے لہذا نام تو لیا توضیح کا اور براہِ بدقسمتی عبارت نقل کر دی تلویح کی، جس میں صاف صریح اِن عقلاء کی تسفیہ اور اِن کے وہم کا سد کی تقبیح تھی، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ثانیاً: توضیح کا مطلب سمجھنا تو بڑی بات، خود اپنا ہی لکھا نہ سمجھا کہ جب عہدِ خارجی سے معنی دُرست ہو تو استغراق وغیرہ مُعتبر نہ ہوگا۔ ہم اُوپر واضح کر آئے کہ عہدِ خارجی مَزعُوم طائفہ خارجیہ سے معنی دُرست نہیں ہو سکتے، آیہ کریمہ قطعاً آئندہ نبوّتوں کا دروازہ بند فرماتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی معنی اس کے بیان فرمائے، تمام اُمت نے سلفاً وخلفاً اِس کے یہی معنی سمجھے، اور اِس عہدِ خارجی پر آیت کو اِس سے کچھ مَس نہیں رہتا تو واجب ہے کہ استغراق مراد ہو،

اسی "تلویح" میں اسی عبارتِ منقولہ طائفہ کے متصل ہے،

"ثُمَّ الِاسْتِغْرَاقُ إلى أن قال: فَالِاسْتِغْرَاقُ هُوَ الْمَفْهُومُ مِنَ الْإِطْلَاقِ حَيْثُ لَا عَهْدَ فِي الْخَارِجِ خُصُوصًا فِي الْجَمْعِ إلى قوله هَذَا مَا عَلَيْهِ الْمُحَقِّقُونَ"۔ [1]

" پھر استغراق (تا) اطلاق سے استغراق مفہوم ہوتا ہے جہاں عہدِ خارجی نہ ہو خصوصاً جمع میں (تا) محققین کی یہی رائے ہے"

ثالثاً: بہت اچھا اگر فرض کریں کہ لام عہدِ خارجی کے لئے ہے تو اس سے بھی قطعاً یقیناً استغراق ہی ثابت ہوگا کہ وجوہِ خمسہ سے اوّل وسوم وپنجم کا بطلان تو دلائلِ قاہرہ سے اُوپر ثابت ہو لیا اور واضح ہو چکا کہ خُود جن سے کلامِ الٰہی کا اوّلاً واِصالۃً خطاب تھا یعنی حضور پُر نُور سیدِ یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اُنہوں نے ہرگز اس آیت سے بعض افرادِ معیّنہ یا

---

[1] شرح التلویح علی التوضیح 1\96۔

کسی جماعتِ خاصہ کو نہ سمجھا، اب نہ رہیں مگر وجہ دُوم و چہارم یعنی وہ جو قرآنِ عظیم میں بروجہ اکثر واَوفر ذکر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بروجہ عموم واستغراقِ تام ہے اسی وجہ معہود کی طرف لامِ "النبیین" مشیر ہے تو اِس عہد کا حاصل بحمد اللہ تعالیٰ وہی استغراقِ کامل جو مسلمانوں کا عقیدہ اِیمانیہ ہے یا ذکرِ جنسی کی طرف اشارہ ہے اور ختم کا حاصل نفیِ معیت وبعدیت ہے، جیسے اوّلیت بمعنی نفیِ معیت وقبلیت، تعریفات علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف میں ہے:

"اَلْأَوَّلُ: فَرْدٌ لَا يَكُوْنُ غَيْرُهٗ مِنْ جِنْسِهٖ سَابِقًا عَلَيْهِ وَلَا مُقَارِنًا لَهٗ"۔ [1]

"اوّل فرد ہے کیونکہ اِس کا کوئی ہم جنس اِس سے پہلے نہیں اور نہ اِس کے ساتھ متصل ہے"۔

حدیث شریف میں ہے:

"أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ" [2]

---

[1] التعريفات، باب الألف، 39۔ وانظر: التوقيف على مهمات التعاريف 66۔

[2] أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ وَأَخْذِ الْمَضْجَعِ (2713)، والبخاري في الأدب المفرد (1212)، والترمذي في السنن، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (3400)، وأبو داود في السنن، أَبْوَابُ النَّوْمِ (5051)، وابن ماجه في السنن، بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ (3873)، والنسائي في السنن الكبرى 7\126، وابن أبي شيبة في المصنف 6\39(29313)، وأحمد في مسنده (8960)، و(10924)، وابن السني في عمل اليوم والليلة (715)، وابن خزيمة في التوحيد 1\267، وابن حبان في الصحيح 12\348(5537)، والخرائطي في مكارم الأخلاق (947)، والطبراني في الدعاء 1\105(261.262)، والحاكم في المستدرك 1\730(2002)، وابن منده في التوحيد (221)، والبيهقي في الدعوات الكبير 1\510، وفي الأسماء والصفات (483)، من طريق سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم۔

رواہ مسلم فی صحیحه والترمذی وأحمد وابن أبی شیبة وغیرهم عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

"تو اوّل ہے تجھ سے پہلے کوئی شیئ نہیں، اور تو آخر میں ہے تیرے بعد کوئی شئ نہیں"۔

اسے مسلم نے اپنی صحیح میں، ترمذی، امام احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

وللبیهقی فی الأسماء والصفات عن أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَا قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَا شَيْءَ بَعْدَكَ" [1]۔

"امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے: " اے اللہ! تُو اوّل ہے تجھ سے پہلے کوئی شئ نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شئ نہیں"۔

تو خاتم النبیین کا حاصل ہمارے حضور پُرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور بعد جنس نبی کی نفی ہوئی اور جنس کی نفی عُرفاً ولُغۃً وشَرعاً جملہ افراد ہی سے ہوتی ہے ولہذا الائے نفی جنس صیغِ عموم سے ہے جیسے لا رجل فی الدار ولهذا لا اله الا الله

ہر غیرِ خُدا سے نفی اُلوہیت کرتا ہے، یُوں بھی اِستغراق ہی ثابت ہوا، وللہ الحمد۔

(کوشش کے باوجود نامکمل دستیاب ہوا، محمد ارشد مسعود عفی عنہ)

---

[1] أخرجه البیهقي في الأسماء والصفات، بَابُ ذِكْرِ الْأَسْمَاءِ الَّتِي تَتْبَعُ إِثْبَاتَ الْبَارِي جَلَّ ثَنَاؤُهُ 1\39.40(13)، والطبراني في الأوسط 6\213.214(6218)، وفي الدعاء (1356)، وفي الكبير 23\316(717)، والحاكم في المستدرك 1\705(1922)، و2\29(2211)، من طريق مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أبي عُبَيْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رسالہ

قَہرُ الدَّیَّان عَلٰی مُرتَدٍّ بِقادِیَان

(قادیانی مرتد پر قہر خداوندی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمد لِلّٰہ وَ کَفٰی، سمع اللہ لمن دعا، لیس وراء اللہ منتھٰی، ان ربی لطیف لما یشاء ، صلوات العلی الاعلیٰ ، وتسلیماته المنزهة عن الانتهاء ، وبرکاته التی تنمی وتنمٰی ، علی خاتم النبیین جمیعا ، فمن تنبّأ بعده تامّا او ناقصا فقد کفر وغوٰی ، اللہ اکبر علیٰ من عاث وعتا ، ومرد وعطیٰ ، وفی هوة هواه هوٰی ، اللهم اجرنا من ان نذل ونخزٰی ، او نزلّ ونشقٰی ، ربنا وانصرنا بنصرك علیٰ من طغٰی وبغٰی ، و ضل واضل عن سبیل الاهتداء ، صل علی المولیٰ واٰله وصحبه ابدا ابدا ، واشهد ان لا الٰه اِلّا اللہ وحده لا شریك له احدا صمدا ، وان محمدا عبده ورسوله بالحق ودین الهدٰی ، صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وصحبه دائما سرمدا۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، دُعا کرنے والے کیلئے کفایت فرماتا اور سنتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو منتہٰی نہیں، بیشک میرا رب جس پر چاہے لطف فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صلوٰتیں، تسلیمات اور برکتیں جو بڑھتی ہیں اور انتہا سے پاک ہیں تمام انبیاء کے خاتم پر، تو جو آپ کے بعد تام یا ناقص نُبوت کا مُدعی ہوا تو وہ کافر ہوا اور گمراہ، اللہ تعالیٰ ہر سرکش، باغی، کھلے نافرمان اور اپنی خواہش کے گڑھے میں گرنے والے پر غالب و بُلند ہے، اے باری تعالیٰ! ہمیں ذِلّت، رُسوائی، پھسلنے اور بدبختی سے محفوظ فرما۔

اے ہمارے رب! ہماری مدد اپنی خاص مدد سے فرما، ہر باغی اور سرکش اور جو بھی گمراہ ہو اور گمراہ کرتا ہو سیدھے طریقے سے اُن سب کے خلاف۔ اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا پر اور ان کی آل واصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک اَحد صَمد ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے خاص بندے اور برحق رسول ہیں اور اُس کا دین ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اُن پر اور اُن کے آل واصحاب پر دائمی۔

" اللہ اکبر علیٰ من عتا و تکبر "
" اللہ تعالیٰ ہر سرکش اور متکبر پر غالب و بلند ہے"۔

مدّتے ایں مثنوی تاخیر شُد
مُہلتے بایست تا خُوں شیر شد

" اس مثنوی کو ایک مدّت تاخیر ہوئی، خُون کے دُودھ بننے کے لئے مدت چاہیے"۔

اللہ عزوجل اپنے دین کا ناصر، اپنے بندوں کا کفیل، و حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ رسالہ ماہواری رَدِّ قادیانی کی اِبتداء حکمتِ الٰہیہ نے اُس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلان محض اُس کے مرید ہو آئے، مسلمانوں نے حسبِ حکم شرع شریف اُن سے میل جول، اِرتباط، سلام، کلام یک لخت ترک کر دیا۔

دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ

"﴿الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ﴾[1]"
" بڑے عذاب سے قبل دُنیاوی چھوٹا عذاب چکھا"۔

مسلمانوں پر حملے میں اپنی چلتی کوئی گئی نہ کی، بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے۔ بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی اُمور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں، آخر بحکم آنکہ ع

" دست بگیر دسرِ شمشیر تیز"
" تیز تلوار کا سرا ہاتھ میں پکڑا"

ایک بے قید پرچے" روہیل کھنڈ گزٹ" میں اشتہار چھاپا کہ عمائدِ شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ بھی اِس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود وہی منتظم رہیں تو ہمیں اِطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی مُلانوں کو بلالیں اور اِس میں علمائے اہلسنّت کی شان میں کوئی دقیقہ بد

---

[1] [السجدة:21]

زبانی واکاذیبِ بہتانی وکلماتِ شیطانی کا اُٹھا نہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ بعونہ تعالیٰ خود مرزا کے حق میں کالباحث عن حتفه بظلفهٖ۔("اس کی طرح جو اپنی موت اپنے کھُر سے کرید کر نکالے") سے کم نہ تھی

ست بازو بجہل میفگند

پنجہ بامردِ آہنیں چنگال

" ہر فاہم وجاہل کو چھیڑا، آہنی پنجے والے مرد سے پنجہ آزمائی کی"۔

مگر ازانجا کہ

﴿عَسٰی أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ﴾[1]"۔

" قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھو گے بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوں گی"۔

ع خُدا شرّے برانگیزد کہ خیرِ مادراں باشد

" اللہ تعالیٰ ایسا شر لاتا ہے جس میں ہماری خیر ہو"۔

یہ ایک غیبی تحریکِ خیر ہوگئی جس نے اس ارادہ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی۔

اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا۔

مناظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اُس کے ہولناک اقوال ادِّعائے رسالت ونبوت وافضلیت من الانبیاء وغیرہا کفر وضلال کا خاکہ اُڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھا دیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ ورسول وانبیائے سابقین وائمہ دین سب کو گالیاں سناتا رہا ہے، ہر عبارت اُس کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ مذکور ہوئی، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی" ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" نام رکھا گیا۔

اس میں دعوتِ مناظرہ، شرائطِ مناظرہ، طریقِ مناظرہ، مبادئ مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

---

[1] [البقرة:216]

اِس مختصر تحریر نے اپنی سلکِ منیر میں متعدد سلاسل لئے، سلسلہ دشنام ہائے قادیانی بر حضرتِ ربّانی و رسولانِ رحمانی و محبوبانِ یزدانی، سلسلہ کفریات وضلالاتِ قادیانی، سلسلہ تناقضات وتہافتات قادیانی، سلسلہ دجّالی وتلبیساتِ قادیانی، سلسلہ جہالات وبطالاتِ قادیانی، سلسلہ تاصیلات، سلسلہ سوالات اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل اُلٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہٰذا ہر رسالے کے جُدا گانہ رُو سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن واولیٰ۔

اب بعونہٖ تعالیٰ اسی ہدایتِ نوری سے اِبتدائے رسالہ ہے اور مَولیٰ تعالیٰ مدد فرمانے والا ہے، اِس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل ومضامین میں حسبِ حاجت اندراج گزین مناسب، کہ جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے بہ شمار سلسلہ اُسی کی سلک میں انسلاک پائے۔

جو نیا کلام اِس سلاسل سے جدا شروع ہو، اُس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔

اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اوّل تا آخر ایک سلسلہ میں منضود اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اُس کی علامت "ت" لکھ کر جُدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہٖ تعالیٰ یقینی اُمید مدد وموافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصّب چھوڑ کر خوفِ خدا اور روزِ جزاء سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہٖ تعالیٰ اُمیدِ ہدایت ہے۔

و ماتوفیقی إلا باللہ علیہ توکّلت و إلیہ انیب و صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد و اٰلہٖ و صحبہ انہ ھو القریب المجیب۔

ھدایتِ نُوری بجواب اطلاعِ ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اِس میں قادیانی کودعوتِ مناظرہ اوراُس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے۔

اللہ عزّوجل مسلمانوں کو دینِ حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتح ونصرت بخشے، آمین!

"روہیل کھنڈ گزٹ" مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء فقیرغفرلہ میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان" اِطلاعِ ضروری" نظر سے گزرا جس میں اَوّلاً علمائے اہلسنّت نَصَرَھُمَ اللہ تَعَالٰی پر سخت زُبان درازی و اِفتراء پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا اور آخر میں عمائدِ شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہوجائے۔

ہر ذِی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم فاضل، کیا کلام وخطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراول، اُس کی پچھاڑی معلوم از اوّل، مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفعِ فتنہ لازم، لہٰذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایتِ نُوری دوعدد پر منقسم، آئندہ حسبِ حاجت اس کے شمار کا اللہ عالم (پہلے عدد میں) ان گالیوں کا جوابِ متین جو علمائے اہلسنّت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشاللہ! ہرگز نہیں بلکہ اُن دل کے مریضوں اور اُن کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے، اُن کی آنکھیں صرف اِتنا دِکھا کر کھولیں گے کہ شُستہ دَہنو! تمہاری گندی گالی تو آج کی نئ نرالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء وائمہ کو سڑی گالیاں دینے کا دَھنی ہے، استغفراللہ!

علماء وائمہ کی کیا گنتی، وہ کون سی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اُس نے اللہ کے محبوبوں، اللہ

کے رسولوں بلکہ خود اللہ واحد قہار کی شان میں اُٹھا رکھی ہے، یہ "اطلاع ضروری" کی پہلی بات کا جواب ہوا۔

(دُوسرے عدد) میں بعونہ تعالیٰ قادیانی مرزا کو دعوتِ مناظرہ ہے، اِس میں شرائطِ مناظرہ مندرج ہیں، اور نیز اُس کا طریق مذکور ہے، جو نہایت متین ومہذّب اور احتمالِ فتنہ سے یکسر دُور ہے، اِس میں قادیانی کی طرح فریقِ مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی، اور اُس کی تنگی کھول دی گئی ہے، اس میں بحولہٖ تعالیٰ شرائط کے ساتھ مُبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب ومتانت سے ضلالتِ ضال کے کاشف اور مناظرہ حسنہ کے بادی بھی ہیں۔

ایک مُدعیٔ وحی کو لازم کہ اپنے وحی کنندوں کو جو رات دن اُس پر اُترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے، اور اپنی حال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کے لئے ملالے۔

ہاں! ہاں! قادیانی کو تیار ہو رہنا چاہیے اُس سخت وقت کے لئے جب واحدِ قہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹے مسیحی، جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہٖ کھل جائے گا۔

﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيزٍ﴾[1]۔ لَقَدْ عزَّ نَصرَ مَنْ قال وقوله الحق "﴿إِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ﴾[2]" ﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾[3] ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾[4]

"اور یہ اللہ تعالیٰ پر گراں نہیں"، اُس ذات کی مدد غالب جس نے فرمایا اور اُس کا فرمان

---

[1] [ابراھیم:20]

[2] [الصافات:173]

[3] [النساء:141]

[4] [الانعام:45]

برحق ہے، کہ" ہمارا تیار کردہ لشکر ہی اُن پر غالب رہے گا" ۔" اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز راہ نہ دے گا" ، والحمد للہ رب العالمین"۔

یہ دُوسرا عدد بحولہٖ تعالیٰ اِس کے متصل ہی آتا ہے، اب بعونہٖ تعالیٰ پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے۔

﴿وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾[1]۔

" اور مجھے صرف اللہ تعالیٰ سے توفیق ہے، اور اُسی پر بھروسا ہے، اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے"۔

عددِ اوّل

اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں حق کے خُود اللہ عزّ وجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں

مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ومَولیٰ تمہیں کفر و کافرین کے شر سے بچائے، قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختۂ مشق رسول اللہ، وکلمۃُ اللہ، وروحُ اللہ سیّدنا عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسّلام کو بنایا ہے، اور واقعی اُسے اِس کی ضرورت بھی تھی، وہ مثیلِ عیسٰی بلکہ نزولِ عیسٰی یا دُوسرے لفظوں میں عیسٰی کا اُتار بنا ہے، عیسٰی کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا ہے، اور حقیقت دیکھئے تو مسیح صادِق کی جمیع اوصافِ حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی، اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اُس پاک مبارک رسول کو منزّہ پاتا ہے، لہٰذا ضرور ہوا کہ اُن کے معجزات، اُن کے کمالات سے یک لخت اِنکار، اور اپنی تمام شنیع خصلتوں، ذمیم حالتوں کی اُن پر بُوچھاڑ کرے، جب تو اُتار بنا ٹھیک اُترے۔ میں یہاں اُس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو، لہٰذا اُس کی خروار سے مُشتِ نمونہ پیشِ نظر ہو۔

فصلِ اوّل

رسول اللہ عیسٰی بن مریم اور اُن کی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کی گالیاں

(تازیانہ 1 تا 3)

[1] [ھود:88]

(1) اعجاز احمدی ص (13) پر صاف لکھ دیا کہ:

" یہود عیسٰی کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اِس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قُرآن نے اُس کو نبی قرار دیا ہے، اور کوئی دلیل اُن کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ اِبطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں"۔

یہاں عیسٰی کے ساتھ قرآنِ عظیم پر بھی جڑ دی کہ وہ ایسی باطل بات بتا رہا ہے جس کے اِبطال پر متعدد دلائل قائم ہیں۔

(**تازیانہ 4تا5**)

(2) ایضاً ص (24):

" کبھی [1] آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے"۔

(**تازیانہ 6**)

(3) ایضاً ص (24):

" اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں"۔

یہ بھی صراحۃً نبوتِ عیسٰی سے انکار ہے کیونکہ قادیانی خُود اپنی ساختہ کشتی ص (5) پر کہتا ہے:

"ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں"۔

(**تازیانہ 7**)

نیز پیشگوئی لیکھرام آخر دافع الوساوس ص (7) پر کہتا ہے:

" کسی اِنسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا تمام رُسوائیوں سے بڑھ کر رُسوائی ہے"۔

(**تازیانہ 8**)

ضمیمہ انجام آتھم ص (27) پر کہا:

---

[1] یہ خود ان کا اپنا عقیدہ ہے، بظاہر انجیل کے سر تھوپا ہے، خود اِسے اپنے یہاں صحیح حدیث سے ثابت مانتا ہے، اِس کا بیان ان شاءاللہ آگے آتا ہے۔

"کیا اِس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذِلّت ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا وہ پُورا نہ ہوا"۔

(تازیانہ 9)

اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یُوں لکھتا ہے ص (6):

"اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہوا ُسے نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی"۔

تو مطلب یہ ہوا کہ اِس کے لئے تو بھاری عزّت ہے، اور سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ خواری وذلّت ہے جس سے بڑھ کر کوئی رُسوائی نہیں۔

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [۱]۔

"خبردار! ظالموں پر خُدا کی لعنت"۔

(تازیانہ 10 تا 12)

(۴) دافع البلاء ٹائیٹل پیج ص (3):

"ہم مسیح کو بیشک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا"۔

رسول اللہ اور وہ بھی اُن پانچ [۲] مرسلین اُولُو العزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں، یعنی

---

[۱] [ہود:18]

[۲] اللہ رب العالمین کے تمام انبیاء و مرسلین ہی بلند و بالا مرتبہ و مقام والے ہیں مگر خالقِ ارض وسماء نے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ اُس کا ارشادِ گرامی ہے:﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾[الإسراء:55]

"اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو زبور عطا فرمائی"۔ یُونہی بعض رسولوں کو دُوسرے رسولوں پر فضیلت عطا فرمائی جیسا کہ خالقِ ارض وسماء کا اِرشادِ گرامی ہے:﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾[البقرة:253]

ابراہیم ونُوح ومُوسی وعیسٰی ومحمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم اس کی صرف اتنی قدر ہے کہ ایک

"یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دُوسرے پر افضل کیا، اِن میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا، اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا"۔

پھر رسولوں میں سے بعض کو اُولُو العزم قرار دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾[الْأَحْقَافِ: 35]

"توتم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا"۔

امام ابو اسحاق ثعلبی اور امام ابو محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ: "ذَوُو الْحَزْمِ"۔

(الکشف و البیان عن تفسیر القرآن 9\24، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن 4\207)

"یعنی اُولُو العزم رسول وہ ہیں جو بہت زیادہ احتیاط کرنے والے ہیں"۔

جبکہ امام ابو عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر (16\220) میں اس کے ساتھ "وَالصَّبْرِ" ک کا اضافہ ذکر کیا ہے یعنی بہت احتیاط اور صبر کرنے والے۔

امام ثعلبی اور بغوی نے امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ: "ذَوُو الْجِدِّ وَالصَّبْرِ"۔

"یعنی بہت جد و جہد اور صبر کرنے والے"۔

امام ثعلبی اور بغوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: اولوا العزم رسولوں کی تعداد میں اختلاف ہے، ابن زید نے کہا کہ: تمام رسول اُولُو العزم ہیں اللہ عزّ وجل نے جتنے رسول مبعوث فرمائے سب اُولُو العزم تھے۔ اور آیت کریمہ میں "من" تجنیس کے لیے ہے تبعیض کے لیے نہیں۔

جبکہ بعض نے کہا کہ سب انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم اولوالعزم ہیں سوائے حضرت یونس بن متی علیہ الصلاۃ والسلام کے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ عزّ وجل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا:

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ﴾[القلم: 48]

"توتم اپنے رب کے حکم سے صبر کیجیے اور اُس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا جب اس حال میں پکارا کہ اس کا

راستباز آدمی تھا، جواُن کی خاک پا کے اَدنی غلاموں کا بھی پُورا وصف نہیں تو بات کیا، وہی کہ عیسٰی کی نبوّت باطل ہے۔

دل گھٹ رہا تھا"۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس لحاظ سے "من" تجنیس کے لیے ہو یا تبعیض کے لیے دونوں طرح جائز ہوگا۔
مختلف اقوال کے مطابق اولوالعزم رسول اٹھارہ (18)، بارہ (12)، چھ (6)، پانچ (5)، چار (4)، تین (3) ہیں جن کی تفصیل کے لیے تفسیر ثعلبی، تفسیر بغوی، تفسیر قرطبی، تفسیر ماوردی وغیرہم ملاحظہ فرمائیں مگر مشہور قول کے مطابق وہ ہستیاں سیدنا نوح، ابراہیم، موسی، عیسی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہم اجمعین کی ہیں، جیسا کہ حافظ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم 305\7" میں اسی آیتِ کریمہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے، اُن کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں

وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي تَعْدَادِ أُولِي الْعَزْمِ عَلَى أَقْوَالٍ، وَأَشْهَرُهَا أَنَّهُمْ: نُوحٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَدْ نَصَّ اللَّهُ عَلَى أَسْمَائِهِمْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فِي آيَتَيْنِ مِنْ (2) سُورَتَي "الْأَحْزَابِ" وَ "الشُّورَى". وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِأُولِي الْعَزْمِ جَمِيعُ الرّسُل، وَتَكُونَ {مِنَ} فِي قَوْلِهِ: {مِنَ الرُّسُلِ} لِبَيَانِ الْجِنْسِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

حافظ ابن کثیر نے جن دو آیات کی طرف اشارہ کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا﴾[الأحزاب: 7]

"اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی بن مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا"۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ

فقط ایک نیک شخص تھا، وہ بھی نہ ایسا کہ دُوسرے کونجات ملنے کا واقعی سبب ہو سکے، بلکہ حقیقی نجات دہندہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تھے، اوراب قادیانی ہے کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ

اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾[الشُّورَى: 13]

"تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو، مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے، وہ جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو اور اللہ اپنے قریب کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے جو رُجوع لائے"۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

"خِيَارُ وَلَدِ آدَمَ خَمْسَةٌ: نُوحٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَمُحَمَّدٌ، وَخَيْرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وصلى عليهم أجمعين"۔

"بہترین اولادِ آدم پانچ ہیں: نُوح و ابراہیم و مُوسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور اُن سب بہتروں میں بہتر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

أخرجه أبو بكر الزبيري العكبري في فوائده (106)، وابن عساكر في تاريخ دمشق كما في مختصره للأفريقي 2\113، من طريق حمزة الزيات عن عدي بن ثابت عن أبي حازم عن أبي هريرة رضي الله عنه، مرفوعًا.

وأخرجه البزار في مسنده 17\141 (9737)، وأبو بكر الخلال في السنة 1\264 (324)، وابن الأعرابي في المعجم 1\64 (88)، والحاكم في المستدرك 2\595 (4007)، وأبو عمرو الداني في كتاب في علم الحديث (قلمي برقم 11)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 62\271، والبيهقي في الدلائل 5\485، بهذا الإسناد، موقوفًا۔

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَإِنْ كَانَ مَوْقُوفًا عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وأقره الذهبي في التلخيص۔

"حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طَور پر خاکسار غلام احمد از قادیان"۔

(تازیانہ13)

(5) پھر یہاں تک تو عیسٰی کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہل زمانہ سے اچھا ہونا یقینی تھا کہ بیشک اور البتہ کے ساتھ کہا، نوٹ میں چل کر وہ یقین بھی زائل ہوگیا، اسی صفحہ پر کہا: "یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طَور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ عیسٰی کے وقت میں بعض راستباز اپنی راستبازی میں عیسٰی سے بھی اعلٰی ہوں"۔ اے سبحان اللہ!

ایماں یقین شعار باید حسنِ ظن تو چکار آید

"پختہ اِیمان اِنسان کا شعار ہونا چاہیے صرف اچھا گمان تیرے کیا کام آئے گا"۔

وقال الهيثمي 8\255: رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

وقال ابن كثير في تفسيره 6\383: مَوْقُوفٌ، وَحَمْزَةُ فِيهِ ضَعْفٌ۔ وقال المناوي في التيسير بشرح الجامع الصغير 1\524: وَرَوَاهُ عَنهُ الْبَزَّار، وإسناده صَحِيح۔

وقال الصالحي الشامي في سبل الهدى والرشاد 1\306: وروى البزار واللفظ له والإمام أحمد والحاكم بسند على شرط مسلم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه ۔۔۔ ومثل هذا لا يقال إلا عن توقيف فهو في حكم المرفوع وبه جزم الذهبي في عقيدته وشيخنا في النقاية.

قلت: وهذا إسناد حسن، إن لم يكن صحيحًا. ففي حمزة بن حبيب الزيّات كلام لا ينزله عن رتبة الحسن، بل قد أطلق توثيقه غير واحد، منهم الإمام أحمد، وابن معين، والفسوي، والعجلي وغيرهم، وما تكلم فيه غير الساجي والأزدي، وإنما نقموا عليه وتكلموا فيه لأجل قراءته.

ابنِ عساکر" تاریخ دمشق 62\272" میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کچھ اولوالعزم ہیں اور کچھ غیر اُولُو العزم اور اُن میں سے پانچ تمام سے اولوالعزم ہیں حضرت نوح، ابراہیم، موسی، عیسی اور محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وصلی علیہم اجمعین۔

(تازیانہ14)

(6) پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی ناقص وہ تمام ہوگئی، اسی کے ص(4) پر کہا:

"عیسٰی کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے"۔

(تازیانہ15تا17)

(7) عیسٰی کی راستبازی پر شراب خوری اور انواع انواع بد اَطواری کے داغ بھی لگ گئے، ایضاص(4):

"مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یعنی یحیٰی) شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحیٰی کا نام حصُور رکھا گیا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصّے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"۔

(تازیانہ18تا20)

(8) اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم ص(7) میں یوں لکھا:

" آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسٰی بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے، اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اُس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے"۔

(تازیانہ21تا36)

اسی رسالہ ص(4) سے ص(8) تک مناظرہ کی آڑ لے کر خُوب ہی جلے دِل کے پھپھولے

چھوڑے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے مسیح عیسٰی بن مریم کو نادان(9) اسرائیلی، شریر(10)، مکار(11)، بدعقل(12)، زنا نے خیال والا(13) فحش گو(14)، بدزُبان(15)، کٹیل(16)، جھوٹا(17)، چور(18)، علمی و(19) عملی قوت میں بہت کچا، (20) خلل دماغ والا(21)، گندی گالیاں دینے والا(22)، بدقسمت(23)، نرافریبی(24)، پیرِوشیطان(25) وغیرہ وغیرہ خطاب اِس قادیانی دجّال نے دیئے۔

(**تازیانہ**37)

(26) صاف لکھ دیا، ص(6):

"حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا"۔

(**تازیانہ**38)

(27): "اُس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو آپ کا نہیں اُس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا"۔

(**تازیانہ**39_40)

(28) انتہاء یہ کہ ص(7) پر لکھا:

" آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا"۔

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ [1]۔

خدائے قہار کا حلم کہ رسول اللہ کو بحیلہ [2] و بے حیلہ یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور آسمان نہیں پھٹتا۔

---

[1] [البقرۃ:156]

[2] خبیث حیلہ مناظرہ کا ہے اس کا رد عنقریب آتا ہے۔

اِن شدید ملعون گالیوں کے آگے اُن لچھے دار شرافتوں کا کیا ذکر جو نیچہ بند صاحب نے علماء اہلسنّت کو دیں، اِن کا پیر تو نانی دادی تک کی دے چکا۔

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾[1]۔

"خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت"۔

(تازیانہ 41 تا 44)

(29) وہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ، جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا، نشان سارے جہان کے لئے۔ قادیانی نے اُس کے لئے دادیاں بھی گنا دیں، اور ایک جگہ اُس کا دادا بھی لکھا ہے، اور اُس کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں، ظاہر ہے کہ دادا، دادی، حقیقی بہنیں، سگے بھائی اُسی کے ہو سکتے ہیں جس کے لئے باپ ہو، جس کے نطفے سے وہ بنا ہو، پھر بے باپ کے پیدا ہونا کہاں رہا؟ یہ قرآنِ عظیم کی تکذیب اور طیبہ طاہرہ مریم کو سخت گالی ہے۔

(تازیانہ 45)

کشتی ساختہ ص (16) پر لکھا:

"مسیح تو مسیح ہیں اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ مسیح کی دونوں ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں"، اور خُود ہی اِس کے نوٹ میں لکھا:

"یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے"۔

(تازیانہ 46)

دیکھو کیسے کھُلے لفظوں میں یوسف بڑھئی کو سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا، اور اِس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتماد کیا۔

---

[1] [ھود:18]

ہاں! ہاں! یقین جانو آسمانی قہر سے واحد قہار سے سخت لعنت پائے گا اور جو ایک پادری کی بے معنی زَٹل سے قرآن کو رد کرتا ہے۔

(تازیانہ47)

(30) نیز اِسی دافع البلاء کے ص (15) پر لکھا:

"خُدا ایسے شخص (یعنی عیسٰی) کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کردیا"۔

یہ ان گالیوں کے لحاظ سے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دُنیا تباہ کردی، مگر اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ ان شاء اللہ تعالٰی فصل سوم میں مذکور ہوں گی۔

(تازیانہ48)

(31) اربعین نمبر (2) ص (13) پر لکھا:

" کامل مہدی نہ موسٰی تھا نہ عیسٰی۔ اِن مرسلینِ اُولوالعزم کا کامل ہادی ہونا بالائے طاق، پورے مہدی بھی نہ ہوئے، اور کامل کون ہیں"۔ جنابِ قادیانی، دیکھو اسی کا ص (12،و13)

(تازیانہ49تا51)

(32) مواہب الرحمن پر صاف لکھ دیا کہ عیسٰی یہودی تھا

"لو قدر اللہ رجوع عیسی الذی ھو من الیھود لرجع العزۃ الٰی تلک الیوم"۔

اگر اللہ تعالٰی نے یہودی عیسٰی کا دوبارہ آنا مقدر کیا تو عزت اُس دن لوٹ آئے گی۔

ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا، کیا مرزا کہ پارسیوں کی اولاد ہے، مجوسی ہے۔

قادیانی نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کردی

(**تازیانہ**52)

(33) حد یہ کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کر دی۔ مسلمانو! وہ اِتنا احمق نہیں کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسٰی کافر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفرق کر کے لکھے، یہ تو دشنام سوم میں سن چکے کہ عیسٰی کی سخت رُسوائیاں ہوئیں، اور کشتی ساختہ ص (18) پر کہتا ہے:

" جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رُسوا کرے، کون خدا پر ایمان لایا صرف وہی جو ایسے ہیں"۔

دیکھو کیسا صاف بتا دیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اُسے خدا رُسوا کرے لیکن عیسٰی کو رسوا کیا، تو ضرور اسے خدا پر ایمان نہ تھا، اور کیا کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

"أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ"

" خبردار! کافروں پر خدا کی لعنت"۔

قصد تھا کہ فصل اوّل یہیں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی" ازالۃ الاوہام" ملی، اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابلِ تماشا ہیں۔

معجزاتِ مسیح کی تحقیر و انکار

(**تازیانہ**53**تا**57)

(34) یہ جو مثیل مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح کے معجزے مثلاً مردے جِلانا اس سے طلب کئے تو صاف جواب دیتا ہے ص (3):

" احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں، احیاءِ روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے"۔

دیکھو وہ ظاہر باہر قاہر معجزہ جسے قرآنِ عظیم نے جابجا کمالِ تعظیم کے ساتھ بیان فرمایا، اور آیۃ اللہ ٹھہرایا، قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اُس کی تحقیر کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں، پھر اس کے متصل کہتا ہے ص (4):

" ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض

افتراء یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا"۔

دیکھو" کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا" کہہ کر ان کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصّے سے، اور بھی پانی پھیر دیا، اور آخر میں لکھا ص(4) و(5):

" زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرتِ مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ مَیں ہرگز کوئی معجزہ دِکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا اُن کی طرف منسوب کر رہے ہیں"۔

غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طَور پر تمام معجزاتِ مسیح وتصریحاتِ قرآنِ عظیم سے صاف منکر ہے، اور پھر مہدی ورسول و نبی ہونے کا ادّعا، مسلمان تو مکذّبِ قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے، قطعاً کافر مُرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے۔

"أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِينَ"۔ خبردار! کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور اِس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خُود اپنے معجزے سے منکر تھے، رسول اللہ پر محض اِفتراء اور قرآنِ عظیم کی صاف تکذیب ہے، قرآنِ عظیم تو مسیحِ صادِق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ:

﴿أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ [1]

[1] [آل عمران:49]

"بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لے کر آیا ہوں کہ مَیں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صُورت بنا کر اُس میں پھونک مارتا ہوں، وہ خدا کے حکم سے پرند ہوجاتی ہے، اور مَیں بحکمِ خدا مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا، اور مُردے زندہ کرتا ہوں، اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اُٹھا رکھتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے، اگر تم ایمان رکھتے ہو"۔

پھر مکرّر فرمایا:

﴿وَجِئۡتُكُم بِاٰيَةٍ مِّن رَّبِّكُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ﴾[1]

"میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو"۔

اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے کہ اِنہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو! قرآن سچا یا قادیانی؟

ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذّاب جھوٹا، کیوں مسلمانو! جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا۔

(تازیانہ 58 و 59)

(35) اسی بکر فکر قادیانی کے ازالہ شیطانی میں آخر ص (151 سے آخر (162) تک تو نوٹ میں پیٹ بھر کر رسول اللہ وکلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں اور آیاتُ اللہ وکلامُ اللہ سے وہ مسخریاں کیں جن کی حد ونہایت نہیں، صاف لکھ دیا کہ جیسے عجائب اُنہوں نے دکھائے عام لوگ کر لیتے تھے، اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

(تازیانہ 60)

(36) بلکہ آجکل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں۔

---

[1] [آل عمران:50]

(تازیانہ 61و62)

(37) وہ معجزے نہ تھے، کل کا دَور تھا، عیسٰی نے اپنے باپ بڑھئی کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آگئی تھیں۔

(تازیانہ 63)

(38) عیسٰی کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے۔

(39) وہ جھوٹی جھلک تھی۔

(40) سب کھیل تھا، لہو ولعب تھا۔

(تازیانہ 64)

(41) سامری جادوگر کے گئوسالے کے مانند تھا۔

(تازیانہ 65)

(42) بہت مکروہ وقابلِ نفرت کام تھے۔

(تازیانہ 66)

(43) اہلِ کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

(تازیانہ 67)

(44) عیسٰی رُوحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکمّا تھا۔

(تازیانہ 68)

وہ ناپاک عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں ص (151):

"انبیاء کے معجزات دو قسم ہیں، ایک محض سماوی جس میں انسان کی تدبیر وعقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر، دوسرے عقلی جو خارقِ عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے، جیسے سلیمان کا معجزہ

﴿صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ﴾[۱]
"شیشے جڑا صحن ہے"۔

بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں ایسے اُمور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سود ،اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے،وہ لوگ جو سانپ بنا کر دِکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے،مسیح کے وقت میں عام طَور پر ملکوں میں تھے، سو کچھ تعجب نہیں کہ خدائے تعالٰی نے مسیح کو عقلی طَور سے ایسے طریق پر اِطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ یا پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ[۲] یُوسف کے ساتھ بائیس (22) برس تک نجّاری کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے اِیجاد میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔

پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا[۳] سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو،ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں،حال کے زمانہ میں اکثر صنّاع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں،ہلتی بھی ہیں،دُم بھی ہلاتی ہیں،اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں،بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں،اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں[۴] ماسِوااِس کے یہ قرینِ قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہوولعب نہ بطورِ حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے

---

[۱] [النمل:44]

[۲] اس کا باپ، دیکھئے مسیح و مریم دونوں کو سخت گالی ہے۔

[۳] اس کا دادا، دیکھئے وہی مسیح و مریم کو گالی ہے۔

[۴] یہاں تک تو مسیح کا معجزہ کل دبانے سے تھا، اب دوسرا پہلو بدلتا ہے کہ مسمریزم تھا۔

ایسے عجائبات ہیں۔

سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اِس فن میں مشق والا مٹی کا پرند بنا کر پرواز کرتا دِکھا دے تو کچھ بعید نہیں، کیونکہ کچھ اندازہ کیا گیا کہ اِس فن کی کہاں تک اِنتہا ہے [ا] سلبِ امراض عمل الترب (مسمریزم) کی شاخ ہے، ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے سلبِ امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص اُن کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی، محی الدین ابنِ عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی، کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں، اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اِس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اِس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اِس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اِن عجوبہ نمائیوں میں ابنِ مریم سے کم نہ رہتا، اِس عمل کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اِس مشغولی میں ڈالے وہ رُوحانی تاثیروں میں جو رُوحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کر چکے ہیں، ممکن ہے کہ عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پھُونک میں وہی قوت ہو جائے جو اس دخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دِکھلاتا تھا وہ دُعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طَور پر دِکھاتا تھا۔

[ا] یہاں تک مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرند بنانے پر استہزاء تھے اب اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے پر مسخرگی کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فردِ بشر میں ہے، مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں، چنانچہ اس کا تجربہ اسی زمانے میں ہو رہا ہے، مسیح کے معجزات تو اُس تالاب کی وجہ سے بے رونق و بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا، جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے، لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اِس قسم کے خوارق دکھلائے، اُس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا، یہ بھی ممکن [1] ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اُس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں رُوح القدس کی تاثیر تھی، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اِس دُشمنِ اسلام نے اللہ عزّوجل کے سچے رسول کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کون سی ناگفتنی اِس ناشُدنی نے اُن کے حق میں اُٹھا رکھی، اُن کے معجزوں کو کیسا صاف صاف کھیل اور لہو ولعب وشعبدہ وسحر ٹھہرایا، ابرائے اَکمہ واَبرص کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزہ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، بڑھئی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر، اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتا دیا بلکہ اُس سے بدتر کہ سامری نے جو اَسپِ جبریل کی خاکِ سُم اُٹھائی وہ اسی کو نظر آئی دُوسرے نے اِطّلاع نہ پائی، قال اللہ تعالیٰ:

﴿قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ یَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِیۡ نَفۡسِیۡ﴾ [2]

"سامری نے کہا مَیں نے وہ دیکھا جو اُنہیں نظر نہ آیا تو مَیں نے اسپِ رسول کی خاکِ قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا، نفسِ اَمّارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی

---

[1] یہ تیسرا پہلو ہے کہ حضرت مسیح اس مٹی کے پرند میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جس میں رُوح القدس کا اثر تھا، اس کے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے اسپِ رُوحُ القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی بولنے لگا۔

[2] [طه:96]

بھلا معلوم ہوا"۔

مگر مسیح کا کرتب ایک دست مال تھا جس سے دُنیا جہان کو خبر تھی، مسیح پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرہ آفاق تھیں، تو اللہ کا رسول یقیناً اُس کافر جادوگر سے بہت کم رہا، اور مزہ یہ ہے کہ مسیح کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہوا، اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں، معجزات کے انکار، قرآن کی تکذیبیں اور پھر اِسلام باقی ہے، ع

چُوں وُضُوئے محکم بی بی تمیزہ

"جیسے تمیزہ بی بی کا وضوئے محکم ہو"۔

اِس سے تعجب نہیں کہ ہر مُرتد جو اِتنے بڑے دعوے کر کے اُٹھے اُسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اَندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں، پھر اتنے بڑے مکذبِ قرآن و دُشمنِ اَنبیاء وعدُوّ الرحمن کو امامِ وقت و مسیح و مہدی مان رہے ہیں۔ ع

گر مسیح ایں ست لعنت بر مسیح

"اگر یہی مسیحیت ہے ایسی مسیحیت پر لعنت"۔

اور اُن سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شدبد پڑھ لکھ کر اُس کے اِن صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے میں جناب [1] مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا، خطا پر جانتا ہوں، ہاں شاید ایسوں کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے، کلام اللہ کی تصدیق و تکریم کرے،

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ [2]

"اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر"۔

---

[1] ایسوں کو شاید اتنی بھی خبر نہیں کہ جو مخالفِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

[2] [غافر:35]

"من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر "[۱]۔

" جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہے"۔

جب تکذیبِ قرآن وسبّ وشتم انبیاءِ کرام بھی کفر نہ ٹھہرے تو خدا جانے آریہ وہنود ونصارٰی نے اس سے بڑھ کر کیا جرم کیا ہے کہ وہ کفّار ٹھہرائے جائیں، یا شاید ایسوں کے دھرم میں تمام دُنیا مسلمان ہے، کافر کوئی تھا نہ ہے نہ ہو، یہ بھی معجزاتِ مسیح کی طرح قرآن کے بے اصل کہ فلانا مسلم، فلانا کافر، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تنبیہ

ان عباراتِ ازالہ سے بحمد اللہ تعالیٰ اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہو گیا جو عباراتِ ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں۔

اوّلاً: اِن عبارات کے علاوہ جو گالیاں اِس کے اور رسائل مثل اعجازِ احمدی، ودافع البلاء، وکشتی نوح، واَربعین، ومواہب الرحمن وغیرہ میں اہلی گہلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں، مثل مشہور ہے، دُلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دیئے رہے گی۔

ثانیا: کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بد مذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثاً: مرزا کو اِدّعا ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعتِ محمدیہ سے باہر ہو، نہیں آسکتا، ہم تو قرآنِ عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ:

﴿لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدۡعُونَ مِنۡ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدۡوًۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ﴾[۲]۔

---

[۱] الدرالمختار، باب المرتد ،1\356، وانظر :مجمع الأنهر،فصل فی بیان أحکام الجزیة1\677،والدرر الحکام،فصل فی الجزیة1\300۔

[۲] [الأنعام:108]

" کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اِس کے جواب میں بے جانے بُوجھے دُشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کریں گے"۔

مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن کے اِس حکم کو منسوخ کر دیا۔

رابعاً: مرزا کو اِدّعا ہے کہ وہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم بقدم چل رہا ہے، التبلیغ ص (483) پر لکھتا ہے:

من أيات صدقي انه تعالٰی وفقني باتباع رسوله واقتداء نبيه صلی اللہ تعالٰی عليه وسلم فمارأيت اثرا من أثار النبي الاقفوته۔

" میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اپنے رسول کی اِتباع اور نبی کی اِقتداء پر توفیق دی، مَیں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اُس پر قدم رکھا"۔

بتائے تو کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور اُن کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامساً: مرزا کے اِزالہ نے مرزائیوں کی اِس بکر فکر کا کامل اِزالہ کر دیا، اِزالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں، اِن میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی، ضمیمہ انجام ص (6):

" نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے"۔

ازالہ میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لا کر بے پر کی اُڑاتے اور اپنا معجزہ ٹھہراتے، رہی ولادتِ زِنا وہ اُس نے اِس بائیبل محرف کے بھروسے پر لکھی، برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزاماً پیش کی اگرچہ مرزا کی عملی کارروائی صراحۃً اِس کی مکذّب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائیبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کر دی کہ قرآنِ عظیم اسی

بائبل محرف کی طرف رُجوع کرنے، اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے، ازالہ ص (308):
" آیت ہے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ یعنی تمہیں علم نہ ہو تو اہلِ کتاب کی طرف رجوع کرو"۔ اُن کی کتابوں پر نظر ڈالو، اصل حقیقت منکشف ہو، ہم نے موافق حکم اِس آیت کے یہود و نصارٰی کی کتابوں کی طرف رُجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اِتفاق ہے، دیکھو کتابِ سلاطین و کتابِ ملا کی نبی اور انجیل"۔

تو ثابت ہوا کہ یہ توریت و انجیل بلکہ تمام بائبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکمِ قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اُس سے لکھا ہرگز اِلزاماً نہ تھا بلکہ اس کے طَور پر قرآن سے ثابت، اور خُود اس کا عقیدہ تھا، اور اللہ تعالیٰ دجّالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے، والحمد للہ رب العٰلمین۔

رسالہ

الجبل الثانوی علٰی کلیۃ التھانوی

(۱۳۳۷ھ)

(تھانوی کے گردے پر دوسرا پہاڑ)

مسئلہ(10):

ماقولکم دام طولکم فی رجل یسمی اشرف علی کتب الیه بعض مجبیه انه رأی فی المنام انه یقرأ الکلمة الطیبة لکن یذکر فیها اسمکم)ای اسم اشرف علی) مکان محمد (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) ثم تذکرانه اخطأ فاعاد فلم یخرج من لسانه الا "اشرف علی" رسول الله مکان محمد رسول الله (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) هو دار ان هذا غیر صحیح لکن لاینطلق اللسان الابهذا من غیر اختیار قال فلما تکرر هذا رأیتکم تجاهی فخررت علی الارض وصحت صیاحا شدید اوخلت ان لم یبق فی باطنی قوة ثم استیقظت بیدان الغیبة عن الحس واثر عدم الطاقت کما هو، لکن لم یکن فی المنام ولافی الیقظة الاتصورکم تأملت فی الیقظة ماوقع من الغلط فی الکلمة الطیبة فاردت ان ادفع هذا الخیال عن القلب فجلست ثم اضطجعت علی الجنب الاخر لتدارك الغلط الواقع فی الکملة الشریفة اردت الصلوٰة علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلا اقول الا اللهم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی، مع انی الاٰن یقظان غیر وسنان ولکن خارج عن الاختیار لیس لی علی اللسان اقتدار حتی بقیت هکذا طول النهار وبکیت من الغد بالاکثار وسوی هذه وجوه کثیرة اوجبت لی محبتکم (اھ ما کتب الرجل) فکتبت الیه اشر علی ان فی هذه الواقعة تسلیةً لکم ان الذی ترجعون الیه هو متبع السنة اھ، وقد طبع هذا کله واشاعه اشرف علی نفسه فی جریدة شهریة تسمی الامداد مبتهجابه علی رؤس الاشهاد بل داعیا مریدیه الیٰ مثله من الغالات فی تعظیمه وایثار فضله فان هذا هو مقصد الجریدة یحسبوها فی ارشادهم رشدیة فما حکم الشریعة الغراء فیهما واشرف علی هذا هوالذی کتب فی رسیلة له لاتزید

علی ثلاث وریقات فی ابطال نسبة علم الغیب الی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه ان ارید به کل العلوم بحیث لایشذ منها شیئ فبطلانه ظاهر عقلا ونقلا وان ارید البعض فای خصوصیة فیه له فان مثل هذا حاصل لزید وعمر وبل لکل صبی و مجنون بل لکل بهیمة وحیوان وقد حکم علیه بقوله هذا اکابر علماء الحرمین المکرمین انه کفر وارتد ومن شك فی کفره فقد کفر [1] کما هوا مفصل فی حسام الحرمین افیدونا اجزل اللہ تعالیٰ ثوابکم اٰمین!

تمہاری (اللہ تعالیٰ تمہیں طویل عمر عطا فرمائے) اشرف علی نامی شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس کی طرف اس کے کسی چاہنے والے نے لکھا کہ اس نے خواب میں کلمہ طیبہ پڑھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد کی جگہ تیرا نام (اشرف علی) پڑھا تو اِس کے بعد خیال آیا یہ تو غلط ہے۔ دوبارہ کلمہ پڑھا تو زبان سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جگہ" اشرف علی رسول اللہ" نکلتا ہے۔ مَیں نے غور کیا، یہ تو صحیح نہیں، لیکن زبان سے بے اختیار یہی نکلتا ہے۔ جب بار بار ایسا ہوا تو مَیں نے تمھیں سامنے دیکھا، میں زمین پر گر پڑا اور سخت چیخ وپکار کی، اور مجھے خیال آتا ہے کہ میرے اندر باطنی قوت ختم ہوگئی ہے۔ پھر میں جاگا مگر بے حسی اور ناطاقتی پہلے کی طرح ہی تھی، مگر نینداور بیداری میں صرف تمھارا ہی تصور تھا۔ بیداری کی حالت میں مَیں نے غور کیا کہ کلمہ طیبہ میں غلطی ہوگئی تو مَیں نے اس خیال کو دل سے نکالنے کی کوشش کی۔ میں بیٹھ گیا، پھر میں دُوسری کروٹ لیٹ گیا۔ کلمہ طیبہ میں واقعی غلطی کے تدارک کے لئے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

---

[1] الدرالمختار، باب المرتد ، 1\356، وانظر :مجمع الأنهر،فصل فی بیان أحکام الجزیة 1\677، والدرر الحکام،فصل فی الجزیة 1\300۔

ذاتِ اَقدس پر درُود شریف پڑھتا ہوں، لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں" **اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی** " حالانکہ میں اب بیداری میں تھا، نہ کہ حالتِ غفلت ونیند میں، لیکن یہ معاملہ بے اختیاری میں تھا، زبان پر میرا کنٹرول ختم ہو چکا تھا، حتی کہ یہی عمل سارا دن رہا۔ دُوسرے روز بہت رویا ہوں۔ اِن وجوہ کے علاوہ دیگر کئی وجوہ نے بھی مجھے آپ کی محبت عطا کی ہے، کہاں تک عرض کروں، اس شخص کا مکتوب ختم ہوا۔ اشرفعلی نے اِسکے جواب میں لکھا: اِس واقعہ میں تمہارے لئے اِس بات کی تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رُجُوع کررہے ہو وہ سنّت کا متبع ہے اھ۔

اور یہ تمام واقعہ اشرف علی نے خُود اپنے ماہنامہ" رسالہ الامداد" میں اعلانیہ شائع کیا، خُوشیاں مناتے ہوئے بلکہ مُریدین کو اپنی تعلیم اور بزرگی کی ترجیح میں غلو کی طرف بلاتے ہوئے، اِس لئے کہ رسالہ کا مقصود ہی یہ ہے کہ مریدین اُنہیں ہدایت میں راہ راست پر جانیں، تو شریعت مبارکہ کا اِن دونوں اشخاص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اور یہ وہی اشرف علی ہے جس نے اپنے ایک رسالہ (جو تین چھوٹے چھوٹے اوراق پر مشتمل ہے) میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف علمِ غیب کی نسبت کو باطل قرار دیتے ہوئے کہا ہے" اگر اس علم غیب سے مراد اس طرح کے تمام علوم ہیں کہ اس سے کوئی شئ خارج نہیں تو اس کا باطل ہونا عقلاً ونقلاً ثابت ہے۔ اور اگر مُراد بعض علومِ غیبیہ ہیں تو اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے کیونکہ یہ تو زید، عمرو بلکہ ہر بچے، پاگل بلکہ ہر چوپائے اور حیوان کو حاصل ہے"۔ اِس کی اس عبارت پر علماءِ حرمین شریفین نے یہ حکم جاری کیا کہ یہ شخص کافر مرتد ہے اور جو اِس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جیسا کہ حسام الحرمین [1] میں تفصیلاً موجود ہے۔ ہمیں اِس کے جواب سے مطلع فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ جزیل عطا فرمائیں، آمین!

---

[1] حسام الحرمین، المقدمہ، ص 13۔

الجواب

اللھم لك الحمد صلی علی نبیك نبی الحمد واٰله وصحبه العمد، رب انی اعوذ بك من همزات الشیطین واعوذ بك رب ان یحضرون، ائمة الدین لم یقبلوا زلل اللسان فی الکفر والا لاجتراء کل خبیث القلب ان یجاهر بسب الله وسب رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ویقول زلت لسانی قال الامام القاضی عیاض فی الشفاء الشریف: "لَا یُعْذَرُ أَحَدٌ فِی الْکُفْرِ ... بدعوی زلل اللسان" [1] اھ۔

وفیه ایضًا "عن ابی محمد بن ابی زید: "لَا یُعْذَرُ بِدَعْوَی زَلَلِ اللسان فِی مِثْلِ هَذَا" [2] اھ۔

وفیه ایضًا: "وَأَفْتَی أبو الحسن القابسی فِیمَن شَتَمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْه وَسَلَّمَ فِی سُکْرِہ یُقْتَلُ لِأَنَّه یُظَنُّ بِه أَنَّه یَعْتَقِدُ هَذَا ویَفْعَلُه فِی صَحْوِہ" [3] اھ

ثم الزلل ان کان انما یکون بحرف اوحرفین لا ان تزل اللسان طول النهار وهذا غیر مقبول ومعقول۔

اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے۔اپنے نبی محمد پر، اُن کی آل واصحاب، جو دین کی ستون ہیں، پر رحمتوں کا نزول فرما۔اے میرے رب! مَیں شیطان کے حملوں سے تیری پناہ میں آ تا

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفی، فصل قَال الْقَاضِي تقدم الْكَلَام فِي قَتْل القاصِد لِسَبّه وَالإِزْرَاء بِه 2\231۔

[2] الشفا بتعریف حقوق المصطفی، فصل قَال الْقَاضِي تقدم الْكَلَام فِي قَتْل القاصِد لِسَبّه وَالإِزْرَاء بِه 2\232۔

[3] الشفا بتعریف حقوق المصطفی، فصل قَال الْقَاضِي تقدم الْكَلَام فِي قَتْل القاصِد لِسَبّه وَالإِزْرَاء بِه 2\232۔

ہوں اور مَیں تیری پناہ لیتا ہوں اِس سے کہ مجھ پر وہ حملہ آور ہو۔ائمہ دین کسی کفر میں زبان کا پھسل جانا قبول نہیں کرتے، ورنہ یہ ہوتا کہ جو خبیث القلب ہو وہ اعلانیہ اللہ تعالٰی اور اُس کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سَبّ وشتم کر کے کہہ دے میری زبان پھسل گئی۔

امام قاضی عیاض" شفاء شریف" میں فرماتے ہیں: کسی آدمی کے کفر کے اِرتکاب پر اُس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ میری زبان پھسل گئی اھ۔

اس میں یہ بھی ہے، امام ابو محمد بن ابی زید نے فرمایا: ایسی صورت میں کسی کا یہ عذر قبول نہیں کہ زبان قابو میں نہ رہی اھ۔

اس میں یہ بھی ہے، امام ابو الحسن القابسی نے اُس شخص کے قتل کا فتوٰی جاری فرمایا جس نے نشہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سَبّ وشتم کیا، کیونکہ اس سے متعلق خیال یہی ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے اور وہ حالتِ ہوش میں بھی ایسا کہا کرتا ہے اھ، پھر زبان کا پھسلنا ہو تو ایک یا دو حرفوں میں ہو، یہ تو نہیں ہوگا کہ سارا دن زبان کنٹرول میں نہ رہے، ایسا ہونا غیر مقبول وغیر معقول ہے۔

قال فی جامع الفصولین الفصل لثامن والثلثین:

"ابتلی بمصیبات متنوعة فقال أخذت مالی وولدی وأخذت کذا وکذا فماذا تفعل أیضاً وماذا بقی لم تفعله وما أشبهه من الألفاظ کفر کذا حکی عن عبد الکریم فقیل له أرأیت لو أن المریض قاله وجری علی لسانه بلا قصد لشدة مرضه قال الحرف الواحد یجری ونحوه قد یجری علی اللسان بلا قصد أشار إلی أنه یحکم بکفره ولا یصدق" [1] اھ

جامع الفصولین کی اڑتیسویں فصل میں ہے، ایک شخص مختلف مصائب میں مبتلا ہوا اور وہ کہتا ہے، (اے اللہ!) تُو نے میرا مال، میری اولاد اور یہ یہ چھین لیا، اس کے بعد اور کیا

[1] جامع الفصولین، الفصل الثامن و الثلاثون في مسائل الکلمات الکفریة 2\310۔

کرے گا، اور باقی رہ ہی کیا گیا جو تُو نے نہیں کیا، اور اِس کی مثال دیگر الفاظ کہے تو یہ کفر ہے۔ اسی طرح شیخ عبدالکریم سے منقول ہے کہ اُن سے سوال ہوا کہ ایک مریض کی زبان سے شدتِ مرض کی وجہ سے بلا قصد ایسا کوئی کلمہ جاری ہو جائے تو اُس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: ایسا اگر کوئی حرف بھی جاری ہو جائے خواہ بلا قصد ہو تو اس پر کفر کا حکم ہی جاری کیا جائے گا اور زبان بہکنے کا عذر سچا نہ سمجھا جائے گا اھ۔

فاذا لم یصدق فی نصف سطر کیف یصدق فیما کرره مناما ویقظة طول النهار بل هو قطعا مسرف کذاب الم تران الله تعالیٰ جعل الجسد تحت ارادة القلب قال نبینا الحق المبین صلی الله تعالیٰ علیه وسلم:

"أَلَا إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" [1]

فمافسد قوله ولسانه والا وقد فسد قبله قلبه وجنانه وهذا یدعی ان لسانه فی فیه حیوان مستقل بارادته غیر تابع للقلب کفرس جموح شدیدة الجموح تحت راکب ضعیف قوی الضعف یرید الیمین والفرس لاتنعطف الاللشمال حتی کلما اراد ردها للیمین لم تأخذ الا ذات الشمال حتی تنازع القلب واللسان طول النهار فلم یك الغلبة الاللسان هذا غیر معقول ولا مسموع فلا شك انه محکوم علیه بالکفر حکما غیر مدفوع وهل سمعتم باحد یدعی الاسلام ویقول طول النهار فلان رسول الله مکان محمد

[1] أخرجه البخاري في الصحيح، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، 1\20(52)، ومسلم في الصحيح، كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ، بَابُ أَخْذِ الْحَلَالِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ(1599)، وابن ماجه في السنن، بَابُ الْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ(3984)، وأحمد في مسنده (18374)، وابن حبان في الصحيح 1\533(297)، من حديث النعمان بن بشير۔

رسول اللہ اویقول لابیہ یاکلب ابن الکلب یاخنزیرا بن الخنزیر ویکررہ من الصباح الی المساء ثم یقول انما کنت اقول یا ابت یا سیدی فینازعنی اللسان ویذھب من الاب السید الی الکلب والخنزیر حاش اللہ ما کان ھذا ولایکون ولن یقبلہ احد الا مجنون ھذا حکم ذلك القائل اما ما کتب الیہ اشرفعلی فی الجواب، فاستحسان منہ لذلك الکفر واستحسان الکفر کفر بلا ارتیاب وما ھوا الالما رأی فیہ من تعظیم نفسہ ووصفہ بانہ رسول اللہ ذی القوۃ والصلوۃ علیہ استقلالا بدل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ومدحہ بالنبوۃ فابتھج واجاز کل ذلك وجعلہ تسلیۃ لذلك الھالك ارأیت لوسبہ وامہ اواباہ احد طول النہا ثم قال انما کنت ارید مدحك فلم یطع اللسان فی الخطاب وبقیت تسبك واباك وامك من الصباح حتی توارت بالحجاب ھل کان اشرف علی او حد من اراذل الناس ولوخصافا او زبالا، او ارذل منھم یقبل ھذہ المعاذیر، ویقول لہ ان فی ھذہ تسلیۃ لکم ان الذی تحبونہ وتسبونہ انہ لمن ضئضئ الخنازیر کلابل یحرق غیظا ویموت غنظا اویفعل بہ ماقدر علیہ حتی القتل ان وجد سبیلا الیہ فالتسلیۃ ھٰھنا لیس الا لاستخفافہ بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبمرتبۃ النبوۃ والرسالۃ وختم النبوۃ الاعظم واستحسان نسبتھا الی نفسہ الامارۃ بالسوء کثیرا ﴿لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا﴾ [1] فلا ریب ان اشرف علی ومریدہ المذکور کلاھما کافر بالرب الغیور غرتھما الامانی وغرھما باللہ الغرور، بل اشرف علی اشد کفرا واعظم وزرافان المرید زعم ان مایقول غلط صریح وباطل قبیح، وھذا لم یقبح

[1] [الفُرقَانِ:21]

القول ولاوبخ قائله بل استحسنه وجعله تسلية له ولكن لاغروفان من سب رسول الله محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بتلك السبة الفاحشة الماثورة فی السوال عنه المحكوم عليه لاجلها بالكفر والارتداد من اسيادنا علماء الحرمين الكريمين فبأی كفر يتعجب منه واذاكان عنده مثل علم محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالغيب حاصل لكل صبی ومجنون وبهيمة، ولاشك انه اعلم عنه من هٰؤلاء الاخساء الذميمة فكان بزعمه اعلم واكرام من محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فحق له ان يدعی النبوة والرسالة لنفسه لالمحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ﴿كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾[۱] ولكن والله ان رب محمد لبالمر صادر لمن شاقه عذاب النار والله اعلم بمايوعون ۔﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾[۲] ۔ والله تعالیٰ اعلم ۔

جب نصف سطر میں اس کی بات نہیں مانی جائے گی تو وہاں کیسے تصدیق جائز ہوگی جب خواب میں اورسارادن بیداری میں ایسا بکتا رہا، بلکہ یہ شخص تو یقینا ظالم، زیادتی کرنے والا اور کذاب وجھوٹا ہے۔کیا تمہارے علم میں نہیں اللہ تعالیٰ نے جسم کو اِرادہ دل کے تابع بنا رکھاہے۔حق واضح فرمانے والے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے:

" سنو جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ دُرُست رہے تو تمام جسم دُرُست رہتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ دِل ہے"۔

زبان کا قول اُس وقت ہی فاسد ہوگا جب اِس سے پہلے دل فاسد ہوگا۔مذکور شخص کا دعوی یہ ہے کہ اس کے منہ میں زبان ایسا حیوان ہے جو اپنے ارادہ میں مستقل ہے، دل کے تابع

---

[۱] [غافر:35]

[۲] [الشعراء:225]

نہیں، جیسے کوئی سخت سرکش گھوڑا نہایت ہی کمزور سوار کے تحت ہو، وہ اس گھوڑے کو دائیں طرف لے جانا چاہے مگر وہ بے پرواہ ہوکر بائیں طرف چل پڑے۔ جب بھی اسے وہ دائیں جانب لانے کی کوشش کرے وہ بائیں ہی کو جائے۔ حتی کہ سارا دن دل اور زبان میں جھگڑا رہا، اور زبان کو غلبہ حاصل ہوگیا۔ یہ بات و دعوی نہایت غیر معقول ہے اور ہرگز قابلِ سماعت و توجہ نہیں، اِس پر بلا شبہ کفر کا ایسا حکم ہی صادر ہوگا جوٹل نہیں سکتا۔

کیا تم نے کبھی یہ سنا کوئی شخص اِسلام کا دعوٰی کرتا ہے اور سارا دن محمد رسول اللہ کی بجائے فلاں رسول اللہ کہتا رہے، یا اپنے والد کو اے کتے، کتے کے بیٹے یا خنزیر ابن خنزیر کہتا رہے، اور صبح تا شام اُس کی زبان پر یہی جاری رہے، پھر کہے مَیں تو یہ کہنا چاہتا تھا، اے میرے ابا جان، اے میرے سردار، مجھ سے میری زبان جھگڑ پڑی، اور اس نے اَبْ اور سردار کی جگہ کلب اور خنزیر کہہ دیا۔ اللہ کی قسم یہ بات ہی غلط ہے، ایسی بات کو دیوانے کے علاوہ کوئی قبول نہیں کرے گا۔ یہ تو اس قائل کا حکم ہے۔

رہا معاملہ اشرفعلی کا، جو اُس نے جواب میں لکھا، تو اُس میں اِس کے کفر کی تعریف کی ہے، اور بلا شبہہ کفر کو اچھا کہنا اور سمجھنا بھی کفر ہوتا ہے کیونکہ مجیب (جواب دینے والا) نے اس میں اپنی ذات کی تعظیم و وصف کو سمجھا ہے کہ وہ اللہ کا رسول صاحبِ قوت ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بجائے اُن پر درُود و سلام اور نُبُوَّت کے ساتھ مدح کی گئی ہے، وہ اس پر خوش ہوا ہے، اور ہر ایک کو اُس نے اِس کی اجازت دی ہے، اور اس تباہ و برباد ہونے والے کے لئے اسے تسلی قرار دیا۔

تم ہی بتاؤ اگر اِس تھانوی کو یا اُس کی ماں کو یا اُس کے والد کو سارا دن گالی دیتا اور پھر کہتا : مَیں تو تمہاری مدح و تعریف کرنا چاہ رہا تھا لیکن زبان نہ مانی، وہ صبح سے تجھے، تیرے والد اور تیری ماں کو گالی دیتی رہی تھی حتی کہ شام ہوگئی۔ کیا اشرف علی یا کوئی سب سے کمینہ اگرچہ وہ موچی، ماشکی یا کوئی اور گھٹیا آدمی ہو اِن عذروں کو قبول کر لے گا، اور اسے کہے گا تمہارے لئے اس میں تسلی ہے کہ جس سے تم محبت کرتے ہو اور تم اُسے گالی دیتے ہو، وہ

اصل خنزیر ہے ۔وہ ہرگز نہیں قبول کرے گا ، بلکہ وہ غیظ میں جل جائے گا، غیرت سے مرجائے گا، وہ کچھ کرگزرے گا جواُس کے بس میں ہو، حتی کہ اگر اسے طاقت ہوتو وہ اسے قتل کردے گا، تو یہاں تسلی دینا فقط رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین اور مرتبہ نبوت ورسالت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بے ادبی اور تحقیر پر ہے، اور اپنے نفس اَمّارہ، جو بکثرت اسے برائی کا حکم دیتا ہے، کی طرف نبوت ورسالت کی نسبت کرنے کو پسند کیا" بیشک ان لوگوں نے تکبّر کیا اور اللہ کے بہت بڑے باغی قرار پائے"، بلاشبہہ اشرف علی اور اُس کا مذکور مرید دونوں ربّ غیور کے ساتھ کفر کرنیوالے ہیں، انہیں ان کی خواہشات نے فریب دیا، اور شیطان دھوکہ باز نے اِنہیں اللہ سے دھوکے میں ڈالا، بلکہ اشرفعلی کفر اور جھوٹ کے اعتبار سے اَشدواعظم ہے کیونکہ مرید نے خیال کیا کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ واضح طَور پر غلط اور نہایت ہی قبیح و بدتَر ہے۔

لیکن یہ اشرفعلی نہ تو اس قول کو بُرا کہہ رہا ہے اور نہ اس کے قائل کو جھڑک رہا ہے بلکہ اسے اچھا جان رہا ہے اور اس کو اس کے لئے تسلی قرار دے رہا ہے، مگر اس پر کچھ تعجب نہیں، جس نے واضح طَور پر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو وہ سَبّ وشتم کیا ہے جس کا تذکرہ سوال میں ہے، جس پر علماءِ حرمین کریمین نے اسے کافر اور مرتد قرار دیا تو اس سے کس کفر کا تعجب کیا جائے ، جبکہ اس کے نزدیک تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح علمِ غیب ہر بچے، مجنون اور چار پائے کو حاصل ہے، حالانکہ بلاشبہ اس کا اپنا علم اِن بُرے خسیسوں سے زیادہ ہوا، تو گویا اس کا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اَعلم واکرم ہے، لہذا اس نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بجائے اپنے لئے نبوت ورسالت کا دعوٰی حق جانا، اللہ تعالٰی ایسے متکبر، سرکش لوگوں کے دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے۔

اللہ کی قسم !ربّ محمد بھی اُن کی گھات میں ہے اور جس نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مخالفت کی اُس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے، اللہ تعالٰی جانتا ہے جو یہ ذہن میں رکھتے ہیں" عنقریب جان لیں گے ظالم، یہ کہاں پہنچ جانے والے ہیں"۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سیدنا عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا بیان

الصّارم الرّبّانی علی اسراف القادیانی

از قلم:
حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ
مولانا محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج وحاشیہ
ڈاکٹر قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

مسئلہ: از سرساوہ، ضلع سہارن پور، مرسلہ یعقوب علی خان کلاک پولیس، ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

قبلہ وکعبہ ام مدظلہ بعد آدابِ فدویانہ کے معروضِ خدمت کے اس قصبہ سرساوہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو" نائب مسیح" یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے۔ پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے مگر میں خدمتِ والا میں پیش کرتا ہوں، اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہوں گا اوردرصورتِ تاخیر کے کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہے گا، اور وہ اپنی راہ پر لے آئے گا، زیادہ آداب!

تحریر یہ ھے

"ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے، اوراس میں دو گروہ ہیں، ایک وہ گروہ ہے جو مدعیِٔ حیات ہے، اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے، اوران دُونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

اب میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اِن دُونوں فریق میں سے کون حق پر ہے؟ بس اِس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیثِ مرفوع متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری ذِی حیاتِ جسمانی آسمان پر اُٹھالیے گئے ہیں، اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کریں گے، اوراس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے، اور وہ نُبُوَّت یا رسالت سے خُود مستعفی ہوں گے یا اُن کو خُدا تعالیٰ اِس عہدۂ

جلیلہ سے معزول کر کے اُمتی بنا دے گا؟۔

تو پہلے تو کوئی آیت بشروطِ متذکرہ بالا ہونی چاہیے، اور بعد اُس کے کوئی حدیث، تا کہ ہم اس حالتِ تذبذب سے بچیں، اور جو آیت ہو اُس میں لفظ "حیات" ہو خواہ کسی صیغے سے ہو۔ یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں اور "مُتَوَفِّیکَ" و "فَلَمَّاتَوَفَّیْتَنِیْ" دو آیت پیش کرتے ہیں، اور اِن دونوں آیتوں کا ترجمہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ابنِ عباس سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتہادِ بخاری موجود کرتے ہیں۔

اب آپ اِن آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں، اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمایئے، اور دُونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے، اور دُوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجّال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اُس آیت، اور نہیں ہے تو وجہ، فقط بینوا تو جروا۔

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ﴾ [أ]

ألحمد الله الذی خلق عبده وابن أمته عیسی بن مریم رسول الله بکلمة منه وجعله فی البدء مبشرًا برسول یاتی من بعده اسمه أحمد وفی الختم ناصرًا لملة إمامًا من أمته نائبًا عنه صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ سائر أنبیائه وکل محبوب لدیه وعلینا بهم إلی یوم الدین، آمین، آمین، یا رب العٰلمین۔

قال الفقیر محمدن المدعو بحامد رضا القادری البریلوی غفرله الله تعالیٰ له وأورده من مناهل المنی کل موردروی

"وہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں، اور اُن کے مقابل تکبر کیا اُن کے لیے آسمان کے دَروازے نہ کھولے جائیں گے"۔

اور تمام تعریفیں اُس کے لیے جس نے اپنے بندے، اور اُس کی اُمت کا بیٹا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ عزوجل کے رسول کو پیدا فرمایا، بولتا ہوا، اور اپنے بعد اُس رسول کی آمد کی خوشخبری دینے والا بنا کر جن کا نام نامِ اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور آخر میں اُن کے ملت کی مدد کرتے ہوئے اُن کی اُمّت کی اِمامت کرتے ہوئے رسول اللہ کی نیابت کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ درُود بھیجے اُن پر، اور تمام نبیوں پر، اور ہر اُس پر جو اُن کا پیارا ہے، اور اُن کے طفیل ہم پر بھی قیامت تک، آمین آمین۔

اے! سارے جہاں کے مالک اِسے کہا محمد نے جسے حامد رضا قادری بریلوی کہا جاتا ہے، اللہ اُسے بخشے، اور اُسے تمناؤں کی اُن گھاٹوں پر اُتارے جہاں سے وہ سیراب ہو۔

[أ] [الأعراف:40]

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصّواب

برادران مسلمین حَفَظَکُمُ اللہ تَعَالیٰ عَنْ شُرُوْرِ الْمُفْسِدِیْنَ حفظِ ناموس، وحفظِ جسم، وحفظِ مال میں سب مؤمن وکافر ہمیشہ ساعی وسرگرم رہتے ہیں، اللہ عزّوجل کو یاد کرکے اپنے وقتِ عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظِ دین میں بھی صرف کیجئے کہ یہ سب سے اہم ہے، یعنی بگوش ہوش یہ چند کلمے سُن لیجئے، اور اِنہیں میزانِ عقل وانصاف میں تُول کر حق وناحق کی تمیز کیجئے۔

فضل الٰہی عزّوجل سے اُمید واثق ہے کہ دَم کے دَم میں صبحِ حق تجلی فرمائیگی، اور شب ِضلالت کی ظُلمت دُھواں ہوکر اُڑ جائے گی۔

مخالفین! اگر برسرِ انصاف آئیں فَھُوَ الْمُرَاد ورنہ آپ تو بعنایتِ الٰہی راہِ حق پر ثابت قدم ہوجائیں گے۔ وَبِاللہِ التَّوْفِیق میں پیش از جواب چند مقدماتِ نافعہ ذِکر کرتا ہوں جن سے بعونہ تعالیٰ حق واضح ہو، اور صواب لائح:

وَاللہ الْمعِیْن وَبِہٖ نَسْتَعِیْن۔

"یعنی اللہ ہی مددگار ہے، اور ہم اُسی سے مدد کے طلب گار ہیں"۔

مقدمۂ اولیٰ

مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں، جو خود قرآنِ مجید وحدیثِ حمید میں اِرشاد ہوئی۔

اللہ عزّوجل نے قرآنِ عظیم اُتارا:

﴿تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ﴾ [1]

"(یعنی) جس میں ہر چیز کا روشن بیان"

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو، مگر ساتھ ہی فرمادیا۔

---

[1] [النحل:89]

﴿وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾ [1]
"(یعنی) اِس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو"۔

اس لیے فرماتا ہے:

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [2]
"(یعنی) علم والوں سے پُوچھو، اگر تم نہ جانتے ہو"۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتابُ اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں نہیں بلکہ اِس کے متصل ہی فرمادیا:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [3]
"(یعنی اے نبی) ہم نے یہ قرآن تیری طرف اِس لیے اُتارا کہ لوگوں سے (اُس کی) شرح بیان فرمادے، اُس چیز کی جو اُن کی طرف اُتاردی گئی"۔

اللہ! اللہ! قرآنِ عظیم کے لطائف ونکات منتہی نہ ہوں گے، اِن دُو آیتوں کے اتصال سے ربّ العلمین نے ترتیب وارسلسلہ فہمِ کلامِ اِلٰہی کا منتظم فرمادیا کہ: اے جاہلو! تم کلامِ علماء کی طرف رجوع کرو، اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے، غرض ہم پر تقلیدِ ائمہ واجب فرمادی، اور آئمہ پر تقلیدِ رسول اور رسول پر تقلیدِ قرآن:

وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَة، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔
"اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حجتِ بالغہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد ہے، جو ربّ العالمین ہے"۔

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربّانی نے کتاب مستطاب "میزان الشریعۃ

---

[1] [العنکبوت:43]

[2] [النحل:43]

[3] [النحل:44]

الکبرٰی" میں اس معنی کو جا بجا بتفصیلِ تام بیان فرمایا، ازاں جملہ فرماتے ہیں:

"لولا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بشریعتہ ما اجمل فی القرآن لبقی القرآن علی اجمالہ کما ان لائمہ المجتھدین لولم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقیت السنۃ علی اجمالھا، وھکذا الی عصر ناھذا" [1]۔

"پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملاتِ قرآنِ عظیم کی تفصیل بیان نہ فرماتے تو قرآن یُوں ہی مجمل رہتا، اور اگر آئمہ مجتہدین مجملاتِ حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یُوں ہی مجمل رہتی، اور اِسی طرح ہمارے اِس زمانے تک کہ اگر کلامِ آئمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اُسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے"۔

تو یہ سلسلہ ہدایت ربّ العزّت کا قائم فرمایا ہوا ہے، جو اِسے توڑنا چاہے، وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے، اسی لیے قرآنِ عظیم کی نسبت اِرشاد فرمایا:

﴿یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا﴾ [2]

"اللہ تعالٰی اسی قرآن سے بہتروں کو گمراہ کرتا اور بہتروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے"۔

جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہٖ تعالٰی ہدایت پاتے ہیں، او جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اُوندھی سمجھ کے بھروسے قرآنِ عظیم سے بذاتِ خُود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہِ ضلالت [3] میں گرتے ہیں، اسی لیے امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سَیَأْتِی نَاسٌ یُجَادِلُونَکُمْ بِشُبْهَاتِ الْقُرْآنِ، فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ، فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِکِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ"۔

---

[1] المیزان الکبری، وبھامشہ کتاب رحمة الأمة في اختلاف الأمة، فصل ومما یدلک علی صحة ارتباط جمیع أقوال علماء الشریعة بعین الشریعة، 1\32۔

[2] [البقرة:26]

[3] گمراہی کا کنواں

" قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں گے جو تم سے قرآنِ عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے، تم اُنہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں"۔

رواه الدارمي[1]، و نصر المقدسي في الحجة[2]، و اللالكائي في السنة[3]، و ابن عبدالبر في العلم [4]، وابن زمنين في أصول السنة [5]، والدار قطني[6] ، والأصبهاني في الحجة[7] و ابن النجار [8]۔

---

[1] أخرجه الدارمي في السنن ،بَابُ التَّوَرُّعِ عَنِ الْجَوَابِ فِيمَا لَيْسَ فِيهِ كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ 1\240.241(121)

[2] انظر : كنز العمال في سنن الأقوال و الأفعال للمتقي الهندي 1\571(1634)، وعزاه إلى نصر المقدسی فی الحجة۔

[3] أخرجه اللالكائي في شرح أصول إعتقاد أهل السنة 1\139(202)

[4] أخرجه ابن عبدالبر في جامع بيان العلم و فضله 2\1010(1927)

[5] أخرجه ابن أبي زمنين في أصول السنة، 50(7)

[6] انظر : كنز العمال 1\571، وفيه: "وزاد في المنتخب هناقط"۔

[7] وأخرجه أبو القاسم التيمي الأصبهاني في الحجة بيان المحجة 1\339

[8] انظر : كنز العمال 1\571۔

وأخرجه أبو الحسين عبد الوهاب الكلابي في أحاديثه (11)، و أبو إسماعيل الهروي في ذم الكلام وأهله 2\31(191)، والآجري في الشريعة 1\408.409(93)، و 1\419 (101.102)، و(154)، و (772)، و ابن بطة في الابانة (83.84)، و (229)، و(790)، والمستغفري في فضائل القرآن 1\318(356)، والخطيب في الفقيه والمتفقه 1\559.560، وفي تاريخ بغداد 14\287، وابن حزم في الاحكام في أصول الأحكام 2\140۔ وقال حسين سليم أسد الداراني في تحقيق السنن الدارمي: إسناده =

" دارمی نے، اورنصر مقدسی نے"**الحجه**" میں، اور لا لکائی نے "**السنة**" میں، اور ابن عبدالبر نے "**العلم**"میں، اور ابن زمنین نے "**أصول السنة**"میں، اور دارقطنی، اور اصبہانی نے "**الحجة**" میں، اور ابن نجار نے اس حدیثِ پاک کو روایت کیا ہے"۔

اسی لیے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اَلْحَدِیْثُ مَضَلَّةٌ إِلَّا لِلْفُقَهَاءِ "[۱]۔

" حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو"۔

تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی، اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح آئمہ مجتہدین نے کر دِکھائی، تو جو آئمہ کا دامن چھوڑ کر خُود قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا، گرے گا، اور جو حدیث چھوڑ کر قرآنِ مجید سے لینا چاہے، وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

تو خوب کان کھول کر سن لو، اور لوحِ دِل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے، ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیے، جان لو یہ گمراہ ہے، اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے، ہمیں صرف قرآن دَرکار ہے، سمجھ لو کہ یہ بَد دِین، دینِ خُدا کا بَدخواہ ہے، پہلا فرقہ قرآنِ عظیم کی پہلی آیت:

== ضعيف لضعف عبد الله بن صالح و باقي رجاله ثقات۔

قلت: فقد توبع عبد الوهاب بن الحسن، وعيسى بن حماد زغبة، وسعيد بن أبي مريم، و إسحاق بن عيسى الطباع، وعاصم بن علي، وعبد الله بن وهب۔

[۱] ذكره ابن أبي زيد القيرواني في كتاب الجامع 118، وأبو المطرف القنازعي في تفسير الموطأ 1\164، والقاضي عياض في ترتيب المدارك وتقريب المسالك 1\91، وأبو شامة في خطبة الكتاب المؤمل للرد إلى الأمر الأول 151، وابن الحاج في المدخل 1\111، وابن حجر الهيتمي في الفتاوى الحديثية 283۔

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾ [1]۔

"یعنی اے لوگو! علم والوں سے پوچھو"۔کا مخالف مُستکبر۔

اور دوسرا طائفہ قرآنِ عظیم کی دوسری آیت:

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [2]۔

"یعنی لوگوں کو اِس کی شرح بیان فرمادیں، جواُن کی طرف اُترا"۔کا منکر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ مخذولہ کا رَد اِس حدیث میں فرمایا کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اِرشاد فرماتے ہیں:

"أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ" [3]۔رواہ ابوداود عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

---

[1] [النحل:43]، و[الأنبياء:7]

[2] [النحل:44]

[3] أخرجه أبو داود في السنن، بَابٌ فِي الْمَجْرُوحِ يَتَيَمَّمُ (336)، ومن طريقه الدارقطني في السنن 1\349.350(729)، والبيهقي في معرفة السنن والآثار (1661)، وفي السنن الكبرى 1\347(1075)، و(1077)، والبغوي في تفسيره 2\221، والقضاعي في مسنده2\191(1163)۔

وقال ابن الملقن في البدر المنير 2\615:وهذا إسناد كل رجاله ثقات.

وقال الحافظ في التلخيص الحبير 1\260:وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي دَاوُد: تَفَرَّدَ بِهِ الزُّبَيْرُ بْنُ خُرَيْقٍ: وَكَذَا قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ قَالَ: وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَخَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ فَرَوَاهُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ الصَّوَابُ.

وفي الباب عن ابن عباس: روه ابن ماجه في السنن ،بَابٌ فِي الْمَجْرُوحِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ، (572)، وغيره، وله طرق۔

"کیوں نہ پُوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دَوا تو پُوچھنا ہے" ۔اس حدیثِ مُبارکہ کو امام ابوداود نے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رَدّ اُس حدیث میں فرمایا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں:

" أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ . أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ . فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ . وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ . وإنما حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ" ۔

"سن لو! مجھے قرآن عطا ہوا، اور قرآن کے ساتھ اُس کا مثل، خبردار! نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے: یہی قرآن لیے رہو، اِس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو، اور جُو حرام پاؤ، اُسے حرام جانو، حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی وہ اُسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی" ۔

رواہ الائمۃ أحمد[1]، والدارمی[2]، وأبو داؤد[3]، والترمذی[4]، وابن ماجہ[5]

---

[1] أخرجه أحمد في مسنده (17174)، و(17194)

[2] أخرجه الدارمي في السنن، 1\473(606)

[3] أخرجه أبو داود في السنن، بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ (4604)

[4] أخرجه الترمذي في السنن ، بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (2664)، وقال: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ۔

[5] أخرجه ابن ماجه في السنن، بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (12)۔

وأخرجه أبو علي الأشيب البغدادي في جزئه (5 0)، وابن أبي شيبة في مسنده 2\403.404(927)، وأبو عبد الله المروزي في السنة 70.71(244)، و(245)، و111(403)، و(404) والطحاوي في شرح معاني الآثار 4\209(6410)، = =

عن المقدام بن معدیکرب، ونحوہ عندھم ماخلا الدارمی، وعند البیہقی فی الدلائل [۱]، عن ابی رافع۔ وعند أبی داؤد [۲] عن العرباض بن ساریۃ رضی

=وابن حبان في الصحيح 1\189(12)، والدارقطني في السنن 5\517 (4768)، والطبراني في الكبير 20\283(669.670)، وفي مسند الشاميين 2\137(1061)، و3\103(1881)، والآجري في الشريعة 1\415.416(97)، وابن بطة في الإبانة 1\229.230(62.63)، والحاكم في المستدرک 1\191(371)، وابن عبدالبر في جامع بيان العلم وفضله(2343)، والبيهقي في السنن الكبرى 9\556.557(19469) والخطيب في الكفاية في علم الرواية 8، وفي الفقيه والمتفقه 1\252.263، كلهم من حديث المقدام بن معدي كرب الكندي۔

وقال الحافظ في لسان الميزان، المقدمة 1\190: حسنه الترمذي وصححه الحاكم والبيهقي.

[۱] أخرجه أبو داود في السنن (4605)، وابن ماجه في السنن (13)، والترمذي في السنن (2663)، وأحمد في مسنده (23861)، والروياني في مسنده 1\473(716)، و1\478(726)، والطحاوي في شرح معاني الآثار 4\209(6412)، و(6413)، وابن حبان في الصحيح 1\190(13)، والآجري في الشريعة 1\412.413(94.95)، والطبراني في الكبير 1\316(934.935)، و327(975)، وفي الأوسط 8\350.351(8844)، والحاكم في المستدرک 1\190(368)، وابن عبدالبر في جامع بيان العلم وفضله(2342)، والبيهقي في الدلائل 6\549۔من حديث أبي رافع۔

[۲] أخرجه أبو داود في السنن، بَابٌ فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَاتِ (3050)، وأبو عبدالله المروزي في السنة 111.112(405)، والطبراني في الأوسط 7\184.185 (7224)، وفي مسند الشاميين (695)، والبيهقي في السنن الكبرى 9\343(18728)

اللہ تعالٰی عنہم ۔ "یعنی اس حدیثِ مُبارکہ کو امام احمد، امام دارمی، امام ابوداؤد، امام ترمذی، اور امام ابن ماجہ نے حضرت مقدام بن معدیکرب سے روایت کیا، اور ایسے ہی اُن کے نزدیک سوائے دارمی کے۔ اور امام بیہقی کے نزدیک لائل میں حضرت ابورافع سے۔ اور ابوداود کے نزدیک حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اِس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے، جنھوں نے حدیثوں کو یکسر رَدی کر دیا، اور بزورِ زُبان صرف قرآنِ عظیم پر دارومدار رکھا، حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دُشمن اور قرآن اُن کا دُشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اور مرادِ الٰہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اُس کے معنی گھڑنا، اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اِس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآنِ شریف سے ثبوت چاہیے، جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔

تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اُن کا ٹھکانہ نہیں، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشن حدیثیں اُن کے مَردُود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں۔ اسی لیے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآنِ شریف سے ثبوت چاہیے جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگا لینے کی گنجائش ہو۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو، اور جب تمھیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو، اگر اِس میں ایں وآں نکالیں تو آئمہ کا دامن پکڑو، اس تیسرے درجے پر آکر حق وباطل صاف کھل جائے گا، اور اِن گمراہوں کا اُڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دُھل جائے گا، اس وقت یہ ضالِ مُضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے:

﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۔ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾[1]

---

[1] [اَلْمُدَّثِّر:49-50]

"گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں۔ کہ شیر سے بھاگے ہوں"۔

اوّل تو حدیثوں ہی کے آگے اِنہیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے، اور وہاں کچھ چون و چرا کی تو اِرشاداتِ آئمہ معانی حدیث کو ایسا رُوشن کردیں گے کہ پھر اِنہیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے، یا ہم اماموں کو نہیں مانتے۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اِن کا امام ابلیس لعین ہے، جو اِنہیں لیے پھرتا ہے، اور قرآن وحدیث وآئمہ کے اِرشادات پر نہیں جمنے دیتا، **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

یہ نفیس وجلیل فائدہ ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھو کہ ہر جگہ کام آئے گا اور باذن اللہ تعالیٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا،

"کیف لا وانه من زواھر جواھرافادات سیدنا الوالد العلام مقدم المحققین الاعلام مدظله العالی الی یوم القیام فی کتابه المستطاب "البارقة الشارقة علیٰ مارقة المشارقة" والحمد لله رب العٰلمین"۔

"یعنی کیوں نہیں کہ وہ سیدنا والد العلام مقدام المحققین الاعلام مدظلہ العالی الی یوم القیام کے افادات کے جواھر کی کلیوں میں سے ہے، جو ان کی کتاب مستطاب **"البارقة الشارقة علی مارقة المشارقة"** [1] میں ہے، اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے جو سارے جہان کا ربّ ہے"۔

[1]

مقدمۂ ثانیہ

مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں:۔

اوّل: ضروریاتِ دین جن کا منکر کافر، ان کا ثبوت قرآنِ عظیم یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی قطعیّات الدّلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے، جن میں نہ شبہے کو گنجائش نہ تاویل کو راہ۔

دوم: ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت و جماعت جن کا منکر گمراہ بد مذہب، ان کا ثبوت بھی دلیلِ قطعی سے ہوتا ہے، اگرچہ باحتمالِ تاویل بابِ تکفیر مسدود ہو۔

سوم: ثابتاتِ محکمہ جن کا منکر بعد وضوحِ امر خاطی و آثم قرار پاتا ہے، ان کے ثبوت کو دلیلِ ظنی کافی جب کہ اِس کا مفادِ اکبر رائے ہو کہ جانبِ خلاف کو مطروح و مضمحل کر دے، یہاں حدیثِ آحاد صحیح یا حسن کافی، اور قولِ سوادِ اعظم و جمہور علماء سند وافی،

"فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ"[1]

---

[1] أخرجه النسائي في السنن، قَتْلُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ (4020)، وفي الكبرى 3\428(3469)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 6\102 (2327)، وابن حبان في الصحيح 10\437.438 (4577)، والطبراني في الكبير 17\144(362)، 145(368)، والبيهقي في الشعب (7106.7107)، والخطيب في الفقيه والمتفقه 1\412، من حديث عَرْفَجَة بن شريح الأشجعي، وقيل: الكندى، وقيل: عرفجة بن صريح، بالصاد المهملة، والصاد المعجمة، وقيل: ضريح، وقيل: ابن طريح، بالطاء، وقيل: ابن شريك، وقيل: ابن ذريح، وقيل غير ذلك۔ حديث صحيح۔

وأخرجه الترمذي في السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الجَمَاعَةِ (2167)، وابن أبي عاصم في السنة 1\39(80)، والدولابي في الكنى والأسماء 2\820.821(1431)، والطبراني في الكبير 12\447(13623.13624)، والحاكم في المستدرك 1\200(393)،

=و(395)،و(397)، واللالكائي في شرح أصول إعقتاد أهل السنة 1\118(154)، وأبو نعيم في الحلية 3\37، والبيهقي في الأسماء والصفات 2\133، وأبو عمرو الداني في السنن الورادة في الفتن 3\747.748(368)، والخطيب في المفقيه والمتفقه 1\408، من حديث ابن عمر۔ وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ۔۔۔

وقال الهيثمي في المجمع 5\218: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادَيْنِ، رِجَالُ أَحَدِهِمَا ثِقَاتٌ رِجَالُ الصَّحِيحِ خَلَا مَرْزُوقٍ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ.

وأخرجه الترمذي في السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الجَمَاعَةِ (2166)، وابن بطة في الابانة 1\348(222)، والحاكم في المستدرك 1\202(398)، و(399)، والقضاعي في مسند الشهاب 1\167(239) والبيهقي في الأسماء والصفات 2\136(702)، والخطيب في الفقيه والمتفقه 1\411، من حديث ابن عباس رضى اللہ تعالى عنهما۔

وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ۔

وأخرجه البخاري في التاريخ الكبير 7\313، والنسائي في السنن الكبرى 8\285 (9179)، والطبراني في الأوسط 6\277.278(6405)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 20\102.103، و56\374، و58\191، و58\357، والمقدسي في الأحاديث المختارة 1\268(157)، من حديث عمر بن الخطاب۔

وقال الهيثمي في المجمع 5\225: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَفِيهِ جَمَاعَةٌ لَمْ أَعْرِفْهُمْ.

وأخرجه ابن أبي عاصم في السنة 1\40(81)، وابن قانع في المعجم 1\13.14، والطبراني في الكبير 1\186(489)، واللالكائي في شرح أصول إعتقاد أهل السنة 1\110.111(144)، وأبو نعيم في المعرفة (775) من حديث أسامة بن شريک۔

وقال الهيثمي في المجمع 5\218: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَفِيهِ عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

وأخرجه الطبراني في الكبير 4\81(3709)، من حديث خباب بن الأرت۔

وأخرجه الطبراني في مسند الشاميين 2\260(1302)، من حديث أبى سعيد الخدري۔

وأخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 38\206، من حديث أبي هريرة۔

وأخرجه ابن زنجويه في الأموال 2\511(815)، من حديث عبيدة بن الجراح، موقوفًا۔

چھارم: ظنیاتِ محتملہ جن کے منکر کو صرف مخطی کہا جائے، ان کے لیے ایسی دلیلِ ظنی بھی کافی جس نے جانبِ خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے جاہل بے وقوف ہے، یا مکار فیلسوف ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد
گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اور بالخصوص قرآنِ عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریحِ صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں، حتی کہ مرتبۂ اعلیٰ اعنی ضروریاتِ دین میں بھی بہت باتیں ضروریاتِ دین سے ہیں، جن کا منکر یقیناً کافر، مگر بالتصریح اُن کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں۔

مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا، قرآن وحدیث میں اللہ عزوجل کے علم واحاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے، مگر امکان وامتناع کی بحث کہیں نہیں، پھر کیا جو شخص کہے کہ "واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، عالم الغیب والشہادۃ ہے، کوئی ذرہ اُس کے علم سے چھپا نہیں، مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے"۔ تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔

حاش للہ! ضرور کافر ہے، اور جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریاتِ دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریحِ صریح قرآن وحدیث میں ضرور نہیں تو اُن سے اُتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مرچڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ، ورنہ ہم نہ مانیں گے، نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔

اس کی نظیر یوں سمجھنا چاہئے کہ کوئی کہے کہ فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا، زید کہے اِس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دِکھا دو کہ مرزا تھا، ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے، ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جاسکتا ہے؟ شرع میں نسب، شہرت وتسامع (سننے سنانے) سے ثابت ہو جاتا ہے۔

بالخصوص! قرآنِ مجید ہی میں تصریح کیا ضرور؟ یا کہا جائے کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا زید کہے میں نہیں مانتا، ہمیں خاص قرآن میں دِکھا دو کہ اُن کی رحلت ہوچکی؟

﴿سَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ﴾[1]

"سلامتی ہے اُس پر جس دن پیدا ہوا، اور جس دن مرے گا"، فرمایا ہے۔

"مَاتَ يَحۡيٰى" کہیں نہیں آیا، تو اُس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآنِ مجید میں بالتصریح کتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مَوت وحیات کا ذکر فرمایا ہے، جو خاص یحییٰ وعیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے انتقال وزندگی کا ذکر ضرور ہوتا، بلکہ قرآنِ مجید نے تو انبیاء ہی گنتی کے گنائے، اور باقی کو فرمادیا:

﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ﴾[2]

"اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا"۔

بہت انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا، تو عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اَصلاً تذکرہ نہ ہونے سے اُن کی نُبوّت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی، یونہی موتِ یحییٰ یا حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ فرمانے سے اُن کی موت، اور اُن کی حیات بے ثبوت نہیں ہوسکتی، عقل وانصاف ہوتو بات تو اتنے ہی فقرے میں تمام ہوگئی، اور جنون وتعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

---

[1] [مریم:15]

[2] [غافر:78]

مقدمۂ ثالثہ

جو شخص کسی بات کا مُدعی ہو اُس کا بارِ ثبوت اُسی کے ذمے ہوتا ہے، آپ اپنے دعوے کا ثبوت نہ دے، اور دوسرے سے اُلٹا ثبوت مانگتا پھرے، وہ پاگل و مجنون کہلاتا ہے، یا مکار پرفتون وھذا ظاھر جدًا۔

مقدمۂ رابعہ

جو جس بات کا مُدعی ہو، اُس سے اُس دعوے کے متعلق بحث کی جائے گی، خارج از بحث بات کہ ثابت ہو تو اُسے مفید نہیں، نہ ثابت ہو تو اُس کے خصم کو مضر نہیں۔ ایسی بات میں اُس کا بحث چھیڑنا وہی جان بچانا، اور مکر کی چال کھیلنا، اور عوام ناواقفوں کے آگے اپنے فریب کا ٹھیلنا ہوتا ہے۔

مثلاً زید مدّعی ہو کہ میں قُطبِ وقت ہوں، اپنی قطبیت کا تو کچھ ثبوت نہ دے، اور بحث اِس میں چھیڑ دے کہ اِس زمانے کے جو قطب تھے، اُن کا انتقال ہو گیا، اُس عیّار سے یہی کہا جائے گا کہ اگر اُن کا انتقال ثابت بھی ہو جائے تو تیرے دعوے کا کیا ثبوت، اور تجھے کیا نافع؟ تیرے خصم کو کیا مضر ہوا؟

کیا اُن کے انتقال سے یہ ضرور ہے کہ تو ہی قطب ہو جائے؟ تُو اپنے دعوے کا ثبوت دے، ورنہ گریبانِ ذِلّت میں منہ ڈال کر الگ بیٹھ۔

مقدمۂ خامسہ

کسی نبی کا انتقال دُوبارہ دُنیا میں اُس کی تشریف آوری کو محال نہیں کرسکتا، اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ

نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾[1]

" یا اُس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر، اور وہ گری ہوئی تھی اپنی چھتوں پر، بولا: کہاں جلائے گا اسے اللہ بعد اِس کی موت کے؟ سو اُسے موت دی اللہ نے سو برس، پھر اُسے زندہ کیا، اور فرمایا: یہاں کتنا ٹھہرا؟، بولا: میں ٹھہرا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔

فرمایا: بلکہ تو یہاں ٹھہرا سو برس، اب دیکھ اپنے کھانے، اور پینے کو (جو دُو رُوز میں بگڑ جانے کی چیز تھے، وہ اب تک) نہ بگڑے، اور دیکھ اپنے گدھے کو (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں)، اور تا کہ ہم تجھے نشانی بنائیں لوگوں کے لیے (کہ اللہ تعالیٰ یوں مُردوں کو جلاتا ہے)، اور دیکھ اُن ہڈیوں کو کہ ہم کیونکر اُنہیں اُٹھاتے، پھر اُنہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ سب اُس کے لیے ظاہر ہوگیا (اور اُس کی آنکھوں کے سامنے ہم نے اُس کے گدھے کی گلی ہوئی ہڈیوں کو دُرست فرما کر گوشت پہنا کر زندہ کر دیا) بولا: مَیں جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے"۔

اس کے بعد رب جل وعلا نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر فرمایا ہے:" کہ اُنہوں نے اپنے رب سے عرض کی۔ مجھے دِکھا دے تو کیونکر مُردے جلائے گا؟۔ حکم ہوا: چار پرندے اپنے اُوپر ہلا لے (سدھا رلے) پھر اُنہیں ذبح کر کے متفرق پہاڑوں پر اُن کے اجزا رکھ دے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، اُن کے پَر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے سب خلط ملط کیے، اور اُس مجموع مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھے، حکم ہوا، اب اُنہیں بُلا، تیرے پاس دَوڑتے چلے آئیں گے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دی، ملاحظہ فرمایا کہ ہر جانور کے گوشت پوست، پَروں کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اُڑ کر ہوا میں باہم ملتا، اور پُورا پرندہ بن کر زندہ ہو کر اُن کے پاس دَوڑتا آ رہا ہے۔

---

[1] [البَقَرَة:259]

توجب پرند چرند مر کر دُنیا میں پھر پلٹے، اور عُزیر یا اَرمیا علیہما الصلوٰۃ والسلام سَو برس موت کے بعد دُنیا میں پھر تشریف لا کر ہادی خلق ہوئے، تو اگر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بالفرض انتقال بھی فرمایا ہو، تو یہ اُن کے دُوبارہ تشریف لانے، اور ہدایت فرمانے کا کیا مانع ہوسکتا ہے؟۔ یہاں مسلمانوں سے کلام ہے جو اپنے ربّ کو قادرِ مطلق مانتے، اور اُس کے کلام کو حق یقینی جانتے ہیں، نیچری مُلحدوں کا ذکر نہیں، جن کا معبود اُن کے زعم میں نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے کہ اُن کی ساختہ نیچر کے خلاف دَم نہیں مارسکتا، جو بات اُن کی ناقص عقل، معمولی قیاس سے باہر ہے، کیا مجال کہ اُن کا خُدا کر سکے، اُن کے نزدیک قرآنِ مجید کے ایسے اِرشادات **معاذ اللہ** سب بناوٹ کی کہانیاں ہیں کہ گڑھ گڑھ کر من سمجھوتے کو بنائی گئی ہیں:

"تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔﴿ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾[1] ﴿بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾[2]﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾[3]

"اللہ کو برتری ہے، اُن ظالموں کی باتوں پر بڑی برتری۔" اللہ اُنہیں مارے، کہاں اُوندھے جاتے ہیں"۔" بلکہ اللہ نے اُن پر لعنت کی اُن کے کفر کے سبب تو اُن میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں"۔" اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے"۔

اب فقیر غفرلہ المولی القدیر! اِن مقدماتِ خمس سے منکرینِ شمس کے حواسِ خمسہ دُرست کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ جانبِ جواب عطفِ عنان اور چند تنبیہوں میں حق واضح کو ظاہر وبیان کرتا ہے۔

---

[1] [التوبة:30]

[2] [البقرة:88]

[3] [الشُّعَرَاءِ:227]

تنبیہِ اوّل:

سیدنا عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ و کلمتہ اللّٰہ و روح اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ نبینا الکریم و علیہ و سائر الأنبیاء و بارک و سلم کے بارے میں یہاں تین مسئلے ہیں۔

مسئلہ اُولیٰ:

یہ کہ نہ وہ قتل کیے گئے نہ سولی دیئے گئے بلکہ اُن کے ربّ جل وعلا نے اُنہیں مکرِ یہود وعنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اُٹھا لیا، اور اُن کی صورت دوسرے پر ڈال دی، کہ یہود ملاعنہ نے اُن کے دُھوکے میں اُسے سولی دی، یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ، یقینیہ، ایمانیہ، پہلی قسم کے مسائل یعنی ضروریاتِ دین سے ہے، جس کا منکر یقینًا کافر اُس کی دلیلِ قطعی ربّ العزّۃ جلّ جلالہ کا ارشاد ہے:

﴿وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۔ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾[1]

"اور ہم نے یہود پر لعنت کی بسبب اُن کے کفر کرنے، اور مریم پر بڑا بہتان اُٹھانے، اور اُن کے اس کہنے کے، کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بن مریم خُدا کے رسول کو، اور اُنہوں نے نہ اُسے قتل کیا، نہ اُسے سولی دی، بلکہ اُس کی صورت کا دُوسرا بنا دیا گیا اُن کے لیے، اور بے شک وہ جو اُس کے بارے میں مختلف ہوئے (کہ کسی نے کہا: اِس کا چہرہ تو عیسیٰ کا سا ہے مگر بدن عیسیٰ کا سا نہیں، یہ وہ نہیں، کسی نے کہا: نہیں بلکہ وہی ہیں) البتہ اِس سے شک میں ہیں اُنہیں خُود بھی اُس کے قتل کا یقین نہیں، مگر یہی گمان کے پیچھے ہو لینا، اور بالیقین اُنہوں نے

---

[1] [النساء: 156-159]

اُسے قتل نہ کیا، بلکہ اللہ نے اُسے اپنی طرف اُٹھالیا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے، اور نہیں اہلِ کتاب سے کوئی، مگر یہ کہ ضرور ایمان لانے والا ہے۔ عیسیٰ پر اُس کی موت سے پہلے، اور قیامت کے دن عیسیٰ اُن پر گواہی دے گا"۔

اس مسئلے میں مخالف یہود و نصاریٰ ہیں، اور مذہبِ نیچری کا قیاس چاہتا ہے کہ وہ بھی مخالف ہوں، یہود تو خلاف کیا ہی چاہیں، اور یہ ساختہ نیچر کی سمجھ سے دُور ہے کہ آدمی سلامت آسمان پر اُٹھالیا جائے، اور اُس کی صورت کا دُوسرا بن جائے، اِس کے دُھوکے میں سولی پائے، مگر ختمِ الٰہی کا ثمرہ کہ نصاریٰ بھی اُس عبداللہ و رسول علیہ السلام کو معاذ اللہ، اللہ وابن اللہ مان کر پھر باتباع یہود اُسی کے قائل ہوئے کہ دُشمنوں نے اُنہیں سولی دیدی، قتل کیا، نہ اُن کی خدائی چلی، نہ بیٹے ہونے نے کام دیا، طرفہ (یہ کہ اُن کا) خدا (ایسا) جسے آدمی سولی دِیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ثانیہ:

اس جنابِ رفعت قباب (سیدنا عیسیٰ) علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قُربِ قیامت آسمان سے اُترنا، دُنیا میں دُوبارہ تشریف فرما کر، اِس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا۔ دینِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا، یہ مسئلہ قسمِ ثانی یعنی ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت و جماعت سے ہے، جس کا منکر گمراہ خاسر، بدمذہب فاجر۔

اس کی دلیل احادیثِ متواترہ و اِجماعِ اہلِ حق ہے [1]، ہم یہاں بعض احادیث ذکر کرتے ہیں:

---

[1] جس کے متعلق ہم نے "المبین في ختم النبیین" کے حاشیہ میں امام ابوجعفر طحاوی، ابوالحسن اشعری ابومحمد بربہاری، ابن عطیہ اندلسی، ابوحیان اندلسی اور ابوزید الثعالبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے، اور کچھ تفصیل ان شاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں ذکر کریں گے۔

(1) حدیثِ اوّل:

صحیح بخاری [۱] وصحیح مسلم [۲] میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ؟" [۳]۔

"کیسا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے، اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا؟"۔

یعنی اُس وقت کی تمہاری خوشی، اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم میں اُتریں، تم میں رہیں، تمہارے معین ویاور بنیں، اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

---

[۱] أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب أحاديث الأنبياء، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ 4\168(3449)

[۲] أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (244.245)، و(246)

[۳] وأخرجه معمر في الجامع 11\400(20841)، وأحمد في مسنده (7680)، و(8431)، ونعيم بن حماد في الفتن 2\574(1605)، وأبو عوانة في المستخرج 1\99 (315)، و(316)، وابن الأعرابي في المعجم (2261)، والطبراني في الأوسط 9\86(9203)، وابن حبان في الصحيح 15\213 (6802) وابن مندة في الإيمان 1\515(413)، و(414)، و(415)، و(416)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1231.1232 (683)، وأبو نعيم في المسند المستخرج 1\220(393)، والبيهقي في الأسماء والصفات 2\331(895)، وفي البعث والنشور (202)، والبغوي في شرح السنة 15\82(4277)، وفي تفسيره 7\220، من طريق الزهري عن نافع مولى أبي قتادة عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه۔

(2) حدیث دُوم:

نیز صحیحین [1]، وجامع ترمذی [2]، وسنن ابن ماجہ [3] میں اُنہی سے (مروی) ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا , فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ , وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ , وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ , وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ , حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ". ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ...﴾ [النساء: 159] [4]

---

[1] أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب أحاديث الأنبياء، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ 4\168 (3448)، ومسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (242)، من طريق ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة۔

[2] أخرجه الترمذي في السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (2233)

[3] أخرجه ابن ماجه في السنن، بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، (4078)

[4] أخرجه معمر في الجامع 11\399 (20840)، والطالسي في مسنده 4\61 (2416)، والحميدي في مسنده 2\259 (1128)، ونعيم بن حماد في الفتن 2\576 (1611)، وابن الجعد في مسنده (2867)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\494 (37495)، وأحمد في مسنده (7679)، و(10944)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 1\99 (103.104) وابن الأعرابي في المعجم 3\1051.1052 (2262)، والآجري في الشريعة 3\1323 (889)، وابن حبان في الصحيح 15\230 (6818)، والطبراني في مسند الشاميين 1\84 (113)، وأبو عوانة في المستخرج 1\97.98 (309)، و(311)، وابن مندة في الإيمان 1\512 (407)، و(409.411)، وأبو عمرو =

"قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک ضرور نزدیک آتا ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اُتریں، پس صلیب کو توڑ دیں، اور خنزیر کو قتل کریں، اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ (یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے) اور مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دُنیا اور اُس کی سب چیزوں سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیث بیان کر کے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے: تم چاہو تو اِس کی تصدیق قرآنِ مجید میں دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی موت سے پہلے سب اہلِ کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے"۔

(3) حدیثِ سوم:

صحیح مسلم [1] میں اُنہیں سے (مروی) ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کے رُومی نصاری اعماق یا دابق میں اُتریں (کہ ملک شام کے دو موضع ہیں) اُن کی طرف مدینہ طیبہ سے ایک لشکر جائے گا، جو اُس دن بہترین اہلِ زمین سے ہوں گے، جب دونوں لشکر مقابل ہوں گے، رُومی کہیں گے: ہمیں ہمارے ہم قوموں سے لڑ لینے دو، جو ہم میں سے قید ہو کر تمہاری طرف گئے (اور مسلمان ہو گئے)

= الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1235.1236(685)، وأبو نعيم في المسند المستخرج 1\217(388)، والبيهقي في السنن الكبرى 1\370(1154)، و 6\167 (11549)، و 9\304(18614)، وفي البعث والنشور (198)، والبغوي في شرح السنة 15\80(4275)، وفي تفسيره 2\ 46، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\490.491، وأبو علي الصدفي ابن الأبار في المعجم 112، كلهم من طريق ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة۔

[1] أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الفتن، بَابٌ فِي فَتْحِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (2897)، من طريق سهيل عن أبيه عن أبي هريرة۔

ہیں۔ مسلمان کہیں گے: نہیں، واللہ! ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے مقابلے میں تنہا نہ چھوڑیں گے۔ پھر اُن سے لڑائی ہوگی، لشکر اسلام سے ایک تہائی بھاگ جائیں گے، اللہ تعالیٰ کبھی اُنہیں توبہ نصیب نہ کرے گا، اور ایک تہائی مارے جائیں گے۔ وہ اللہ کے نزدیک بہترین شہداء ہوں گے، اور ایک تہائی کو فتح ملے گی، یہ کبھی فتنے میں نہ پڑیں گے۔

پھر یہ مسلمان قسطنطنیہ کو (کہ اس سے پہلے نصاریٰ کے قبضے میں آچکا ہوگا) فتح کریں گے، وہ غنیمتیں تقسیم ہی کرتے ہوں گے اپنی تلواریں درختان زیتون پر لٹکا دی ہوں گی کہ ناگاہ شیطان پکار دے گا کہ تمہارے گھروں میں دجّال آگیا، مسلمان پلٹیں گے، اور یہ خبر جھوٹی ہوگی، جب شام میں آئیں گے دجال نکل آئے گا:

"فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ" [1]

اسی اثناء میں کہ مسلمان دجّال سے قتال کی تیاریاں کرتے صفیں سنوارتے ہوں گے کہ نماز کی تکبیر ہوگی، عیسیٰ بن مریم نزول فرمائیں گے، اُن کی امامت کریں گے۔ وہ خدا کا دُشمن دجّال جب اُنہیں دیکھے گا، ایسا گلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ اگر عیسیٰ رسول اللہ اُسے نہ ماریں جب بھی گل گل کر ہلاک ہوجائے، مگر اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھ سے اُسے قتل کرے گا، مسیح مسلمانوں کو اُس کا خون اپنے نیزے میں دِکھائیں گے۔

---

[1] أخرجه ابن حبان في الصحيح 15\224(6813)، والحاكم في المستدرك 4\529(8486)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1114.1115 (598)، وابن العديم في بغية الطلب في تاريخ حلب 1\39، و1\485، من طريق سهيل عن أبيه عن أبي هريرة.

(4) حدیثِ چہارم:

نیز صحیح مسلم[1]، وسنن ابی داود[2]، وجامع ترمذی[3]، وسنن نسائی[4]، وسنن ابن ماجہ[5] میں میں حضرت حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ : فَذَكَرَ الدُّخَانَ , وَالدَّجَّالَ , وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا , وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ۔۔۔الحدیث[6] ۔

---

[1] أخرجه مسلم في الصحيح ،كتاب الفتن ،بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ (2901)،من طريق فرات القزاز عن أبي طفيل عن خذيفة بن أسيد الغفاري۔

[2] أخرجه أبو داود في السنن ،بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ(4311)، من طريق فرات القزاز عن عامر بن واثلة،وقال هناد:عن أبي الطفيل عن حذيفة بن اسيد۔

[3] أخرجه الترمذي في السنن ،بَابُ مَا جَاءَ فِي الخَسْفِ) ،)2183من طريق فرات القزاز عن أبي الطفيل عن حذيفة بن اسيد۔

[4] أخرجه النسائي في السنن الكبرى 10\209(11316)،و 11\253(11418)

[5] أخرجه ابن ماجه في السنن،بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ(4041)،وبَابُ الْآيَاتِ(4055)

[6] وأخرجه الطيالسي في مسنده 2\394(1163)، والحميدي في مسنده 2\75 (849)،وابن أبي شيبة في المصنف 7\489(37464)،و 7\500(37542)،وفي مسنده2\317(817)،وأحمد في مسنده(16141)،و(16143.16144)وابن أبي عاصم في السنة 2\258.259(1012.1013)،والدولابي في الكنى والأسماء 1\99(204.206) ،و 1\223(406)،والطحاوي في شرح مشكل الآثار 2\418(959.960)،وابن حبان في الصحيح 15\200.201(6791)،و(6843)،

"بے شک قیامت نہ آئے گی جب تک تم اُس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، ازاں جملہ ایک دُھواں، اور دجّال، اور دابۃ الارض، اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا، اور عیسیٰ بن مریم کا اُترنا، اور یاجوج وماجوج کا نکلنا"۔

(5) حدیثِ پنجم:

مسند امام احمد [۱]، وصحیح مسلم [۲] میں حضرت اُمّ المؤمنین (عائشہ) صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کے ذکر میں فرمایا:

" يَأْتِي الشَّامِ مَدِينَةٍ بِفِلَسْطِينَ بِبَابِ لُدٍّ ، فَيَنْزِلَ عِيسَى عَلَيْهِ الصلوة السَّلَامُ فَيَقْتُلَهُ، وَيَمْكُثَ عِيسَى فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا، وَحَكَمًا مُقْسِطًا " [۳]

والطبراني في الكبير 3\170(3028)، إلى (3033)، وأبو نعيم في الحلية 1\355، وابن مندة في الإيمان 2\917(1001)، إلى (1004)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 5\975(520)، و(533)، والبغوي في تفسيره، سورة الأنبياء 5\355، وفي الأنوار في شمائل النبي المختار (115)، وفي شرح السنة 15\45(4250)، من طريق الفرات القزاز عن أبي الطفيل، به۔

[۱] أخرجه أحمد في مسنده (24467)، من طريق الحضرمي بن لاحق عن أبي صالح عن أم المؤمنين عائشة۔

[۲] لم أجده في مطبوع "صحيح مسلم".

[۳] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 7\490(37474)، وابن حبان في الصحيح 15\234.235(6822)، وأبو عمرو الداني في الفتن 6\1238.1239(687)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\497.498، من طريق الحضرمي، به۔ وقال الهيثمي في المجمع 7/338: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح، غير الحضرمي، وهو ثقة.

"وہ ملک شام میں شہر فلسطین، دروازہ شہر لُد کو جائے گا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُتر کر اُسے قتل کریں گے، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین میں چالیس برس رہیں گے، امام عادل وحاکم منصف ہوکر"۔

(6) حدیثِ ششم:

نیز مسند[1] وصحیح[2] مذکورین میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (مروی) ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمِيرٌ تَكْرِمَةَ اللهِ تعالى لِهَذِهِ الْأُمَّةَ"[3]

---

[1] أخرجه أحمد في مسنده (15127)، من طريق ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر۔

[2] أخرجه مسلم في الصحيح، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (247)، وبَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ۔۔۔ (1923) من طريق ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر۔

[3] أخرجه ابن الجارود في المنتقى 257 (1031)، وابن جرير في تهذيب الآثار 2\826 (1164)، وأبو عوانة في المستخرج 1\99 (317)، و 4\505 (7500)، وابن بشران في الأمالي 414 (970)، وابن حبان في الصحيح 15\231 (6819)، وابن مندة في الإيمان 1\517 (418)، والبيهقي في السنن الكبرى 9\68 (17892)، و 9\304 (18165)، وفي البعث والنشور (206)، وابن حزم في المحلى 1\28 (م12)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 14\302، من طريق ابن جريج، به۔

وأخرجه أحمد في مسنده (14720)، والطبراني في الأوسط 9\39 (9078)، من طريق ابن لهيعة عن أبي الزبير، عن جابر بن عبد الله۔ ==

"ہمیشہ میری اُمت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا قیامت تک غالب رہے گا، پس عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام اُتریں گے۔ امیر المؤمنین اُن سے کہے گا: آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے، وہ فرمائیں گے: نہ تم میں بعض بعض پر سردار ہیں، بسبب اِس اُمت کی بزرگی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے"۔

(7) حدیثِ ہفتم:

نیز مسند احمد [۱]، وصحیح مسلم [۲]، جامع ترمذی [۳]، وسنن ابن ماجہ [۴] میں مطولاً، اور سنن ابی داوٗد [۵] میں مختصراً، حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال لعین کا ذکر فرمایا کہ وہ شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا، چالیس دن رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کا ہوگا، اور دوسرا ایک مہینے کا، تیسرا ایک ہفتہ کا، باقی دن

=وأخرجه أبو يعلى في مسنده 4\59(2078)، من طريق موسى بن عبيدة عن أخيه عن جابر بن عبد الله۔

وأخرجه أبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1236.1237(686)، من طريق محمد بن مسلمة عن أبي الواصل بن عبيد عن جابر بن عبد الله۔

وأبو نعيم في الأربعون في المهدي، تخريج: أبي يعلى البيضاوي (39)، من طريق عقيل عن وهب بن منبه عن جابر بن عبد الله۔

[۱] أخرجه أحمد في مسنده (17629)، من طريق عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي عن أنيه عن النواس بن سمعان الكلابي۔

[۲] أخرجه أخرجه مسلم في الصحيح، الفتن، بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَامَعَهُ (2937)

[۳] أخرجه الترمذي في السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (2240)

[۴] أخرجه ابن ماجه في السنن، بَابُ فِتْنَةِ الدَّجالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (4075)

[۵] أخرجه أبو داود في السنن، بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ (4321)

جیسے ہوتے ہیں اس قدر جلد ایک شہر سے دُوسرے میں پہنچے گا۔

جیسے [ا] بادل کو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہو، جو اُسے مانیں گے، اُن کے لیے بادل کا حکم دے گا، برسنے لگے گا، زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اُٹھے گی، جو نہ مانیں گے، اُن کے پاس سے چلا جائے گا، اُن پر قحط ہو جائے گا، تہی دست رہ جائیں گے، ویرانے پر کھڑا ہو کر کہے گا، اپنے خزانے نکال، خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اُس کے پیچھے ہو لیں گے، پھر ایک جوان گٹھے ہوئے جسم والے کو بُلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا، دونوں ٹکڑے ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھ کر مقتول کو آواز دے گا، وہ زندہ ہو کر چلا آئے گا، دجّال لعین اس پر بہت خوش ہوگا، ہنسے گا۔

"فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ عليه الصلاة والسلام، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ" [۲]

[ا] فائدہ: یہ ہوائی جہاز کہ اس رسالہ کی طبع ثانی کے زمانہ میں اِیجاد ہوئے اسی کا پیش خیمہ ہیں، صادق مصدق صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات سب یقیناً حق ہیں، ظاہر اسباب پر سَر منڈانے والے اپنے وقت تک کے خلاف اسبابِ بات سن کر بدکتے ہیں، پھر اسباب ہی بتا دیتے ہیں کہ اُن کا بدکنا محض جہل وحماقت تھا۔ اللہ عزّ وجل کی قدرت پر اعتقاد نہ تھا، اسی قبیل سے ہے وہ حدیث کہ آدمی سے اُس کا کوڑا بات کرے گا، بازار کو جائے گا، کوڑا مکان میں لٹکا جائے گا، اُس کے پیچھے گھر میں جو باتیں ہوئیں کوڑا اُسے بتا دے گا، یہ احمقوں کے نزدیک کتنا خلافِ نیچر تھا؟ اب اُس کا سامان پڑ چلا۔ ۲۱ منہ

[۲] أخرجه حنبل بن إسحاق في الفتن (29)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (1494)، وابن جرير الطبري في تهذيب الآثار 2\831 (1174)، وابن قانع في المعجم 3\163=

"دجّال لعین اسی حال میں ہوگا کہ اللہ عزّ وجل مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ دمشق کے مشرقی جانب منارۂ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے دو کپڑے ورس وزعفران سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے جب اپنا سر جھکائیں گے بالوں سے پانی ٹپکنے لگے گا اور جب سر اٹھائیں گے موتی سے جھڑنے لگیں۔
کسی کافر کو حلال نہیں کہ اُن کے سانس کی خوشبو پائے ا، ورمرنہ جائے، اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اُن کی نگاہ پہنچے گی، وہ دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب جو شہر لُدّ ہے اُس کے دروازے کے پاس اُسے قتل فرمائیں گے۔
اس کے بعد سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے زمانے میں جو یاجوج وماجوج کا نکلنا، پھر اُس کا ہلاک ہونا بیان فرمایا۔
پھر اُن کے زمانے میں برکت کی افراط یہاں تک کہ انار اتنے اتنے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا، چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت آجائے گی، ایک اُونٹنی کا دُودھ آدمیوں کے گروہوں کو کافی ہوگا، ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلے ایک بکری کے دُودھ سے ایک قبیلے کی شاخ کا پیٹ بھر جائے گا[1]۔

---

[1] = وابن قتيبة في غريب الحديث 1\389، والطبراني في مسند الشاميين (614)، وابن مندة في الإيمان (1027)، والحاكم في المستدرك 4\537(8508)، وابن أبي الهول أبي الحسن الربعي في فضائل الشام ودمشق (110)، والبيهقي في البعث والنشور (165)، والبغوي في شرح السنة 15\54.56(4261)، وفي تفسيره 5\207، وابن عساكر في تاريخ دمشق 1\224.225، و2\218.219، و53\46، وعبد الغني المقدسي في أخبار الدجال (105)، والمزي في تهذيب الكمال 15\223.224، كلهم من طريق عبد الرحمن بن جبير بن نفير، به، مختصرا ومطولا۔

(8) حدیثِ ہشتم:

نیز مسند احمد[۱]، وصحیح مسلم[۲] میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ ، فَيَبْعَثُ اللهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ... الحديث"[۳]

"دجّال میری اُمت میں نکلے گا، ایک چلہ ٹھہرے گا، پھر اللہ عزّوجل عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، وہ اُسے ڈھونڈ کر قتل کریں گے"۔

(9) حدیثِ نہم:

سنن ابی داوٗد[۴] میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى عليه السلام ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ

---

[۱] أخرجه أحمد في مسنده (6555)، من طريق النعمان بن سالم عن يعقوب بن عاصم بن عروة بن مسعود الثقفي سمعت عبد الله بن عمرو۔

[۲] أخرجه مسلم في الصحيح، الفتن، بَابٌ فِي خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَمُكْثِهِ فِي الْأَرْضِ (2940)

[۳] أخرجه النسائي في السنن الكبرى 10\316(11565)، وابن حبان في الصحيح 16\349.350(7353)، وابن مندة في الإيمان 2\958.959(1061)، والحاكم في المستدرک 4\586(8632)، و 4\594 (8654)، و أبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1288.1289(725)، والبيهقي في الشعب (345)، وأبو يعلى الخليلي في الإرشاد في معرفة علماء الحديث 3\912.913، من طريق النعمان بن سالم۔

[۴] أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الملاحم، بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ (4324)، من طريق قتادة عن عبد الرحمن بن آدم عن أبي هريرة۔

فَاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ"[1]

"میرے اور عیسیٰ (علیہ السلام) کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، اور بے شک وہ اُترنے والے ہیں، جب تم اُنہیں دیکھنا پہچان لینا، وہ میانہ قد میں رنگ سرخ وسپید دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوئے، گویا اُن کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے، اگرچہ اُنہیں تری نہ پہنچی ہو۔

وہ اسلام پر کافروں سے جہاد فرمائیں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ اُٹھادیں گے، اُن کے زمانہ میں اللہ عزّوجل اسلام کے سوا سب مذہبوں کو فنا کردے گا، وہ مسیح دجّال کو ہلاک کریں گے، دُنیا میں چالیس برس رہ کر وفات پائیں گے، مسلمان اُن کے جنازے کی نماز پڑھیں گے"۔

---

[1] أخرجه الطيالسي في مسنده 4\273.274(2664)، و(2668)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\499(37526)، وأحمد في مسنده (9270)، و(9632)، وإسحاق بن راهويه في مسنده 1\124(43)، وابن جرير في تفسيره 5\451.452، و7\674، وابن حبان في الصحيح 15\225.226(6814)، و(6821)، والآجري في الشريعة 3\1321.1322(888)، والحاكم في المستدرک 2\651(4163)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 34\173، و47\368.379، والمزي في تهذيب الكمال 16\509، وعبد الغني المقدسي في أخبار الدجال (23)، من طريق قتادة، به، مختصرا ومطولا۔ وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، ووافقه الذهبي في التلخيص۔

(10) حدیثِ دھم:

جامع ترمذی[1] میں، حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ"[2]

---

[1] أخرجه الترمذي في السنن، أبواب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ (2244)، من طريق عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمِّهِ، مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ۔ وقال: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[2] أخرجه معمر في الجامع 11\398(20835)، والطيالسي في مسنده 2\554 (1323)، والحميدي في مسنده 2\77(850)، ونعيم بن حماد في الفتن 2\560 (1565)، و(1570)، وابن أبي شيبة في المصنف 7\500(37534)، وفي مسنده 2\393(915)، وأحمد في مسنده (15467)، و(15468.15469)، و(17989)، و(19478)، وحنبل بن إسحاق في الفتن (22)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 4\144(2124)، وابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 1\557، وكيع في أخبار القضاة 1\133، وابن قانع في المعجم 3\112، وابن حبان في الصحيح 15\221.222 (6811)، والدارقطني في المؤتلف والمختلف 1\439، وابن الأعرابي في المعجم 3\1052(2264)، و(2265)، و(2270)، والطبراني في الكبير 19\443(1075)، و(1076)، و(1079)، وأبو نعيم في المعرفة (6153)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 6\1240.1241، والبغوي في شرح السنة 15\64(4267)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\508.509.510، وفي المعجم 2\645، وابن الأثير في أسد الغابة 4\291، والمزي في تهذيب الكمال 19\67، كلهم من طريق عبد الله، وقال بعضهم: عبيد الله عن عبد الله بن يزيد، وعبد الرحمن بن يزيد، عن مجمع بن جارية۔

"عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دجّال کو دروازہ شہر لُدّ پر قتل فرمائیں گے"۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، اور اس باب میں حدیثیں وارد ہیں:
حضرت عمران بن حصین، ونافع بن عتبہ، وابو برزہ، وحذیفہ بن اسید، وابو ہریرۃ، وکیسان، وعثمان بن ابی العاص، وجابر، وابو امامہ، وابن مسعود، وعبداللہ بن عمرو، وسمرہ بن جندب، ونواس بن سمعان، وعمرو بن عوف، وحذیفہ بن یمان سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ [1]

---

[1] حافظ ابن کثیر نے کہا کہ: "فَهٰذِهِ أَحَادِيثُ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَمُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ وَأَبِي سَرِيحة وَحُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. (تفسیر القرآن العظیم، سورۃ النساء تحت الآیۃ: 159، ج2\464)

"وقال: وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَحَادِيثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه أَخْبَرَ بِنُزُولِ عِيسَى [ابْنِ مَرْيَمَ] ، عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِمَامًا عَادِلًا وَحَكَمًا مُقْسِطًا. (تفسیر القرآن العظیم، سورۃ الزخرف تحت الآیۃ 61، ج7\236)

اور احادیث متواترہ سے سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از قیامت حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

خروج دجّال اور نزول سیّدنا عیسی بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام اور آپ کا دجّال کو قتل کرنا عقائد اہل سنّت میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وأن عِيسَى ينزل فيقتله بباب لد"۔ (طبقات الحنابلة، عبدوس بن مالک 1\243)

یعنی اہل سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ بیشک سیّدنا عیسی علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے اور دجّال کو باب لُد پر قتل کریں گے"۔ اور یونہی مسدد بن مسرہد کے جواب میں عقائد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وينزل عِيسَى بن مريم فيقتله بباب لد"۔ (طبقات الحنابلة، 1\344)

یونہی امام ابو محمد ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "لمعة الاعتقاد" میں فرمایا:

= "مثل خروج الدجال ونزول عیسی ابن مریم علیه السلام فیقتله"

(لمعۃالإعتقاد 30) یعنی مثل خروج دجّال اور نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور آپ کا اُسے قتل کرنا"

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری رحمۃ اللہ علیہ جملہ اہل حدیث واہل سنّت کا عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "ویصدقون بخروج الدجال وأن عیسی بن مریم یقتله".

(مقالات الإسلامیین و اختلاف المصلین 1\228)

"یعنی اہل حدیث واہل سنّت دجّال لعین کے خروج اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اُس کو قتل کرنا اس کی تصدیق کرتے ہیں"۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ونزول عیسی المسیح وقتله الدجال حق صحیح عند أهل السنة؛ لصحیح الآثار الواردة فی ذلك"۔ (إکمال المعلم بفوائد مسلم 8\492)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور سیّدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا نازل ہونا اور آپ کا دجّال کو قتل کرنا اہلِ سنّت کے نزدیک حق وصحیح ہے، کیونکہ اس بارے میں صحیح آثار کے وارد ہیں۔

انہی سے اسی بات کو امام ابوزکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنهاج شرح صحیح مسلم" میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سابقہ حدیثِ ہشتم کے تحت نقل فرمایا۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مصباح الزجاجة شرح ابن ماجه 309" میں۔

اور علامہ صلاح الدین خلیل بن عزالدین الالبکی الصفدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشعور بالعور 34" میں

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ عقائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والمعراج بجسد المصطفی حق ونزول عیسی قرب الساعة وقتله الدجال حق"۔

(إتمام الدرایة لقراء النقایة، 187)

اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اطہر کے ساتھ معراج حق، اور قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجّال لعین کو قتل کرنا حق ہے"۔

(11) حدیثِ یازدھم:

سنن ابن ماجہ [1]، وصحیح ابن خزیمہ [2]، ومستدرک حاکم [3]، وصحیح مختارہ [4]، میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے حدیثِ طویل جلیل ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل عجائبِ احوال اَعور دجّال اَعَاذَنَا اللّٰہ تَعَالٰی مِنْہُ بیان فرمائے، پھر فرمایا:

اہلِ عرب اُس زمانے میں سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے، اور اُن کا امام ایک مَردِ صالح ہوگا (یعنی حضرت امام مہدی)

"فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ" [5]

---

[1] أخرجه ابن ماجه في السنن، أبواب الفتن، بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (4077)، من يحيى بن عمرو السيباني أبي زرعة الحضرمي، عن عمرو بن عبد الله الحضرمي عن أبي أمامة۔

[2] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد 2\459.460، مختصرا۔

[3] أخرجه الحاكم في المستدرك 4\580(8620)، وقال: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ"۔ ووافقه الذهبي۔

[4] انظر: كنز العمال 14\294.295(38742)، وعزاه إلى ابن ماجه، وابن خزيمة، والحاكم، والضياء۔

[5] أخرجه نعيم بن حماد في الفتن 2\559(1562)، و2\566(1589)، وحنبل بن إسحاق في الفتن (37)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 2\447.448(1249)، وأبو داود في السنن، بَابُ خُرُوجِ الدَّجَالِ (4322)، والطبراني في الأحاديث الطوال (48)، والروياني في مسنده 2\295.297(1239)، وتمام في الفوائد (267)، مختصرا ومطولا، من طريق يحيى بن عمرو، به۔

"اس اثناء میں کہ اُن کا امام نمازِ صبح پڑھانے کو بڑے گا، ناگاہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وقتِ صبح نزول فرمائیں گے"۔

مسلمانوں کا اِمام اُلٹے قدموں پھرے گا، کہ عیسیٰ امامت کریں۔ عیسیٰ اپنا ہاتھ اُس کی پشت پر رکھ کر کہیں گے: آگے بڑھو، نماز پڑھاؤ، کہ تکبیر تمہارے ہی لیے ہوئی تھی، اُن کا امام نماز پڑھائے گا۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں گے، اُس طرف دجّال ہوگا، جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہونگے۔

جب دجّال کی نظر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑے گی، پانی میں نمک کی طرح گلنے لگے گا، بھاگے گا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: میرے پاس تجھ پر ایک وار ہے، جس سے تو بچ کر جا نہیں سکتا۔ پھر شہر لُدّ کے شرقی دروازے پر اُسے قتل فرمائیں گے، اس کے بعد یہود کے قتل وغیرہ کے احوال ارشاد ہوئے"۔

حدیث دُوازدھم:

نیز سنن ابن ماجہ [1] میں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے:

"شبِ اِسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم، وموسیٰ، وعیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے، باہم قیامت کا چرچا ہوا، انبیاء پہلے ابراہیم علیہ السلام سے اِس کا حال پُوچھا، اُنہیں خبر نہ تھی موسیٰ علیہ السلام سے پُوچھا، اُنہیں بھی معلوم نہ تھا، اُنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر رکھا، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: قیامت جس وقت آ کر گرے گی، اُسے تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں! اس کے گرنے سے پہلے کے باب میں مجھے ربّ العزّۃ نے ایک اطلاع دی ہے، پھر خروج دجّال ذکر کرکے، فرمایا:

"فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ"۔ "میں اُتر کر اُسے قتل کروں گا"۔

---

[1] أخرجه ابن ماجه في السنن، أبواب الفتن، بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، (4081)، من طريق جبلة بن سحيم، عن مؤثر بن غفارة، عن عبد الله ابن مسعود۔

پھر یاجوج وماجوج نکلیں گے، میری دُعا سے ہلاک ہوں گے۔

"فَعُهِدَ إِلَيَّ مَتَى كَانَ ذٰلِكَ، كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ، كَالْحَامِلِ الَّتِي لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادَتِهَا "[۱]

"یعنی مجھے ربّ العزّة نے اطلاع دی ہے کہ جب یہ سب ہولے گا، تو اُس وقت قیامت کا حال لوگوں پر ایسا ہوگا، جیسے کوئی عورت پُورے دنوں پیٹ سے ہو، گھر والے نہیں جانتے کہ کس وقت اُس کے بچہ ہو پڑے"۔

(13) حدیث سیزدھم:

امام احمد مسند[۲]، اور طبرانی معجم کبیر[۳]، اور رؤیانی مسند[۴]،

---

[۱] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 7\498.499(35525)، وفي مسنده 1\205.206(303)، وأحمد في مسنده(3556)، وأبو يعلى في مسنده 9\196.197 (5294)، والشاشي في مسنده 2\271(845)، و(846.848)، والحاكم في المستدرك 2\416(3448)، و4\534(8502)، وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 5\987.988(529)، و6\1212.1213(671)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\504، من طريق جبلة سحيم، به۔

قال البوصيري في مصباح الزجاجة 4\202: هَذَا إِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات مُؤثر بن عفازة ذكره ابْن حبَان فِي الثِّقَات وَبَاقِي رجال الْإِسْنَاد ثِقَات

قال الحافظ في الفتح 13\89: وَأخرج ابن ماجة وَأحمد وَصححهُ الْحَاكِم عَن ابن مَسْعُودٍ۔

[۲] أخرجه أحمد في مسنده (20151)، من طريق قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب۔

[۳] أخرجه الطبراني في الكبير 7\221(6918.6919)، و7\265(7082)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ، وَرَوَاهُ الْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ.

[۴] أخرجه الروياني في مسنده 2\56.57(828)

اور ضیاء صحیح مختارہ [1] میں، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکرِ دجّال بیان کرکے، فرمایا:

" ثُمَّ يَجِيءُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ ، مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ صلى الله تعالى عليه وسلم ، وَعَلَى مِلَّتِهِ فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ ، ثُمَّ إِنَّمَا هُوَ قِيَامُ السَّاعَةِ " [2]

" اس کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام جانب مغرب سے آئیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے، اور اُنہیں کی ملت پر، بس دجّال کو قتل کریں گے، پھر آگے قیامت ہی قائم ہونا ہے"۔

(14) حدیثِ چاردھم:

معجم کبیر [3] میں، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ذکر دجّال فرمایا:

"يَلْبَثُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ

---

[1] انظر : كنز العمال 4\318(38795)،وعزاه إلى أحمد ، والطبراني ،والروياني والضياء۔

[2] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد 14\193،وفي الإستذكار 8\334، وابن عساكر في تاريخ دمشق 2\230.231، و 47\497، عبد الغني المقدسي في أخبار الدجال 75.77 (88.89)، من طريق قتادة به۔

[3] أخرجه الطبراني في الأوسط 5\27.28(4580)

وانظر: كنز العمال 14\321(38803)

وقال الهيثمي في المجمع 7\336: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَفِي بَعْضِهِمْ ضَعْفٌ لَا يَضُرُّ.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى مِلَّتِهِ، إِمَامًا مَهْدِيًّا، وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ"[1]

"وہ تم میں رہے گا، جب تک اللہ چاہے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُتریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے، حضور کی ملت پر امام راہ پائے ہوئے، اور حاکم عدل کرنے والے، وہ دجال کو قتل کریں گے"۔

(15) حدیثِ پانزدھم:

مسند احمد[2]، وصحیح ابن خزیمہ[3]، ومسند ابی یعلی[4]، ومستدرک حاکم[5]، ومختارۂ مقدسی[6] میں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ طویل ذکر دجال میں فرمایا: " مسلمان ملکِ شام میں ایک پہاڑ کی طرف بھاگ جائیں گے، وہ وہاں جا کر اُن کا حصار کرے گا، اور سخت مشقت وبلا میں ڈالے گا۔

ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُنَادِي مِنَ السَّحَرِ، فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا

---

[1] أخرجه البيهقي في البعث والنشور (163)، وابن حبان في الصحيح 15\184 (6781)، والعقيلي في الضعفاء الكبير 4\133، كلاهما مختصرا، من طريق يونس بن عبيد عن الحسن، عن عبدالله بن مغفل۔

[2] أخرجه أحمد في مسنده (14954)، من طريق إبراهيم بن طهمان عن أبي الزبير عن جابر بن عبدالله۔

[3] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد 1\102.103، مختصرا۔

[4] انظر: إتحاف الخيرة والمهرة للبوصيري 8\137.138(7655)، وعزاه إلى أبو يعلى وأحمد، والحاكم، وقال: صحيح على شرط مسلم.

[5] أخرجه الحاكم في المستدرك 4\575(8613)، مختصرا۔

[6] انظر: كنز العمال 14\325.326(38819)، وعزاه إلى أحمد، وابن خزيمة، وأبو يعلى والحاكم، والضياء۔

يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى الْكَذَّابِ الْخَبِيثِ؟ فَيَقُولُونَ: هَذَا رَجُلٌ حَيٌّ [۱]، فَيَنْطِقُونَ [۲] فَإِذَا هُمْ بِعِيسَى عليه الصلوٰة والسلام [۳]

"اس کے بعد عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُتریں گے، پچھلی رات مسلمانوں کو پکاریں گے، لوگو اس کذاب خبیث کے مقابلے کو کیوں نہیں نکلتے، مسلمان کہیں گے، یہ کوئی مرد زندہ ہے (یعنی گمان میں یہ ہوگا کہ جتنے مسلمان یہاں محصور ہیں اُن کے سوا کوئی باقی نہ بچا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سن کر کہیں گے، یہ مرد زندہ ہے) جواب دیں گے، دیکھیں تو وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام، اس کے بعد نمازِ صبح میں امامِ مسلمین کی امامت، پھر دجّال لعین کے قتل کا ذکر فرمایا"۔

(16) حدیثِ شانزدھم:

نعیم بن حماد" کتاب الفتن [۴] " میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے راوی ہے:

"يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الدَّجَّالُ قَبْلُ أَوْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ؟ قَالَ: الدَّجَّالُ ثُمَّ عِيسَى

---

[۱] امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "الدر المنثور، سورۃ النساء: 159، ج2\737" میں، اور ابن کثیر کی "النهاية في الفتن 1\120"، اور سفارینی کی "البحور الزاخر في علوم الآخرة 2\589.591" هَذَا رجل حَيّ " ہے جس کا ترجمہ کیا گیا ہے، جبکہ امام احمد کی مسند وغیرہ میں "هذا رجل جني " ہے۔ جس کا معنی ہے کہ " یہ کوئی مردِ جن ہے" یعنی جنات میں سے معلوم ہوتا ہے۔

[۲] هكذا في نسختي التي رايت ولعل صوابه "فينطلقون " ۱۲ منه۔ قلت: عند أحمد في مسنده، والهندي في كنز العمال، والبوصيري في الإتحاف "فينطلقون"، كما قال الإمام.

[۳] أخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار 14\381.382(5694)، من طريق إبراهيم بن طهمان، به۔ وأورده الهيثمي في المجمع 7\343.344(12525)، وقال: رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادَيْنِ، رِجَالُ أَحَدِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ.

[۴] أخرجه نعيم بن حماد في الفتن 2\464(1310)، من طريق أبي التياح عن خالد بن سبيع

بن مریم الحدیث۔ [۱]

"میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے دجّال نکلے گا، یا عیسیٰ بن مریم۔ فرمایا: دجّال، پھر عیسیٰ بن مریم (علیہ الصلوٰۃ السلام)"۔

(17) حدیثِ ھفدھم:

طبرانی کبیر [۲] میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یَنْزِلُ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ" [۳]

"عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارۂ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے"۔

(18) حدیثِ ھیجدھم:

مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (مروی ہے)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لَیَهْبِطَنَّ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَیَسْلُکَنَّ فَجًّا حَاجًّا،

---

[۱] ==عن حذيفة بن يمان۔ وانظر: 14\599(39686)، وعزاه إلى نعيم بن حماد۔

[۲] أخرجه الطبراني في الكبير 1\217(590)، من طريق يزيد بن عبيدة عن أبي الأشعث الصنعاني عن أوس بن أوس۔

وقال الهيثمي في المجمع 8\205: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

[۳] أخرجه أبو الحسن الربعي في فضائل الشام (105)، و(111)، وتمام في الفوائد (1058)، والخطيب في تالي التلخيص المتشابه 2\508، وابن عساكر في تايخ دمشق 1\227، من طريق يزيد بن عبيدة، به۔

وذكره السيوطي في الجامع الكبير (28328)، وعزاه إلى سمويه، والطبراني، والضياء وابن عساكر۔

أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ"[1]۔

"خدا کی قسم! ضرور عیسیٰ بن مریم حاکم امام عادل ہوکر اُتریں گے، اور ضرور شارع عام کے رستے رستے حج یا عمرے کو جائیں گے، اور ضرور میرے سلام کے لیے میرے مزار اقدس پر حاضر آئیں گے، اور ضرور میں اُن کے سلام کا جواب دوں گا، صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیه وعلى جميع اخوانكما من الأنبياء والمرسلين والك والهم وبارك وسلم۔

(19) حدیثِ نوزدھم:

صحیح ابن خزیمہ[2]، ومستدرک حاکم[3]، میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سَيُدْرِكُ رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ، وَيَشْهَدَانِ قِتَالِ الدَّجَّالِ[4]

---

[1] أخرجه الحاكم في المستدرك 2\651(4162)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 47\493، من طريق سعيد المقبري عن عطاء مولى أم حبيبة، عن أبي هريرة۔ وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ۔ ووافقه الذهبي۔

[2] أخرجه ابن خزيمة كما في كنز العمال 14\335(38853)

[3] أخرجه الحاكم في المستدرك 4\587(8634)، من طريق ابن خزيمة، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ الْأَزْرَقُ، ثنا رَيْحَانُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا عَبَّادٌ هُوَ ابْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ وسكت عليه الحاكم، وقال الذهبي: قلت منكر وعباد ضعيف.

[4] أخرجه أبو يعلى في مسنده 5\203(2820)، من طريق ريحان بن سعيد، به۔ وقال الهيثمي في المجمع 7\288: رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَفِيهِ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

وأخرجه الطبراني في الأوسط 4\268(4160)، وقال الهيثمي في المجمع 7\350: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ مُعَاوِيَةُ بْنُ وَاهِبٍ وَلَمْ أَعْرِفْهُ.

"عنقریب میری اُمت سے دو مَرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیں گے، اور دجّال سے قتال میں حاضر ہوں گے"۔

اقول: ظاہراً اُمت سے مراد اُمت موجودۂ زمانہ رسالت ہے علیه أفضل الصلوٰة و التحية ورنہ اُمتِ حضور سے تو لاکھوں مَرد زمانہ کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ پائیں گے، اور قتال لعین دجال میں حاضر ہوں گے، اس تقدیر پر وہ دونوں مَرد سیّدنا الیاس و سیّدنا خضر علیہا الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ اب تک زندہ ہیں، اور اُس وقت تک زندہ رہیں گے۔

کما ورد فی حدیث افادہ سیدنا الو الد المحقق دام ظلہ علی ھامش التیسیر شرح الجامع الصغیر

"جیسا کہ وارد ہے ہمارے سردار والد محقق دام ظلہ کے افادات کی اس گفتگو میں جو" تیسیر شرح جامع صغیر" کے حاشیہ پر موجود ہے"۔

(20) حدیثِ بستم:

امام حکیم ترمذی نوادر الاصول [۱]، اور حاکم مستدرک [۲] میں، حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لَنْ يُخْزِيَ اللّٰهُ تعالى أُمَّةً أَنَا أَوَّلُهَا وَ عِيْسىٰ بْنُ مَرْيَمَ آخِرُهَا [۳]

---

[۱] نوادر الأصول، الأصل الثاني و العشرون و المائة 93\2۔

[۲] أخرجه الحاكم في المستدرك 43\3 (4351)، وقال :هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"۔ وقال الذهبي في التلخيص: ذا مرسل وهو خبر منكر۔

[۳] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 206\4 (19344)، و 414\7 (36971)، من حديث عبد الرحمن بن جبير بن نفير، مرسلا۔

و قال الحافظ في الفتح 6\7: وَقد روى ابن أَبِي شَيْبَةَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَحَدِ التَّابِعِينَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اللہ عزوجل ہرگز رُسوا نہ فرمائے گا، اُس اُمت کو جس کا اوّل میں ہوں، اور آخر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام"۔

(21) حدیثِ بست ویکم:

ابوداؤد طیاسی [1] حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لَمْ يُسَلَّطْ عَلَى الدَّجَّالِ إِلَّا عِيسَى بن مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" [2]

"دجّال لعین کے قتل پر کسی کو قدرت نہ دی گئی سوا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے"۔

(22) حدیثِ بست ودوم:

مسند احمد [3]، وسنن نسائی [4]، وصحیح مختار [5] میں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] أخرجه الطيالسي في مسنده 4\241 (2626)، من طريق موسى بن مطير، عن أبيه عن أبي هريرة، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمْ يُسَلَّطْ عَلَى قَتْلِ الدَّجَالِ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ"۔

وقال البوصيري في الإتحاف 8\140: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ؟ لِضَعْفِ مُوسَى بْنِ مُطَيْرٍ. قلت: لكن الأحاديث في قتل عيسى عليه الصلاة والسلام للدجال ثابتة صحيحة۔

[2] انظر: المطالب العالية (4525)، وكنز العمال 14\334 (38847)

[3] أخرجه أحمد في مسنده (22396)، من طريق لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الْوُصَابِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

[4] أخرجه النسائي في السنن، غَزْوَةُ الْهِنْدِ (3175) وفي الكبرى 4\303 (4369)

[5] انظر: كنز العمال 14\333.334 (38845)، وعزاه إلى أحمد والنسائي والضياء۔

"عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ تعالى مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام "[1]

"میری اُمت کے دو گروہوں کو اللہ عزوجل نے نار سے محفوظ رکھا ہے، ایک گروہ وہ جو کفار ہند پر جہاد کرے گا، اور دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا"۔

(23) حدیثِ بست وسوم:

ابو نعیم حلیہ[2]، اور ابو سعید نقاش فوائد العراقیین[3] میں، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"طُوبَى لِعَيْشٍ بَعْدَ الْمَسِيحِ يُؤْذَنُ لِلسَّمَاءِ فِي الْقَطْرِ، وَيُؤْذَنُ لِلْأَرْضِ فِي النَّبَاتِ، حَتَّى لَوْ بَذَرْتَ حَبَّكَ عَلَى الصَّفَا لَنَبَتَ، وَحَتَّى يَمُرُّ الرَّجُلُ عَلَى الْأَسَدِ فَلَا يَضُرَّهُ، وَيَطَأُ عَلَى الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرَّهُ، وَلَا تَشَاحَّ، وَلَا تَحَاسُدَ، وَلَا تَبَاغُضَ"[4]

---

[1] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير 6\72، وابن أبي عاصم في الجهاد 2\665(288)، وأبو عروبة الحراني في جزئه برواية الأنطاكي (58)، والطبراني في مسند الشاميين 3\89.90(1851)، وفي المعجم الأوسط 7\23.24(6741)، وابن عدي في الكامل 2\408، والبيهقي في السنن الكبرى 9\297.298(18600)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 52\248، والمزي في تهذيب الكمال 33\152۔

[2] انظر: كنز العمال 14\337(38859)

[3] أخرجه أبو سعيد النقاش في فوائد العراقيين 44.45(28)،

[4] أخرجه البيهقي في البعث والنشور (200)، والذهبي في معجم الشيوخ الكبير 2\188 وقال الذهبي: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَالِحُ الإِسْنَادِ، وليس في الكتب الستة بهذا الإسناد سوى الحديث: لا عدوى ولا طيرة، علقه البخاري۔

"یعنی خوشی اور شادمانی ہے اس عیش کے لیے جو بعد نزولِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا، آسمان کو اذن ہوگا کہ برسے، اور زمین کو حکم ہوگا کہ اُگے، یہاں تک کہ اگر تو اپنا دانہ پتھر کی چٹان پر ڈال دے تو وہ بھی جم اُٹھے گا، اور یہاں تک کہ آدمی شیر پر گزرے گا، اور وہ اُسے نقصان نہ پہنچائے گا، اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا، اور وہ اُسے مضرت نہ دے گا، نہ آپس میں مال کا لالچ رہے گا، نہ حسد، نہ کینہ"۔

فی التیسیر شرح الجامع الصغیر [۱]: (طُوبَیٰ لعیش) یکون (بعد الْمَسِیح) أَيْ بعد نزُول عِیسَی عَلَیْهِ السَّلَام إِلَی الأَرْض فِي آخر الزَّمَان"۔

"یعنی تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے کہ: خوشی ہے اس گروہ کے لیے جو آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمین پر نزول کے بعد ہوگا"۔

(24) حدیثِ بست وچھارم:

مسند الفردوس [۲] میں، انہیں سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یَنْزِلُ عِیسَی بن مَرْیَم علی ثَمَانمِائَة رجل وَأَرْبَعِمائَة امْرَأَة خِیَار من علی الأَرْض، الحدیث" [۳]

---

[۱] التیسیر بشرح الجامع الصغیر 2\117.118۔

[۲] أخرجه أبو نعیم في تاریخ أصبهان 2\85، من طریق محمد بن عمر الواقدي، ثنا سعید بن بانک سمع المقبري یحدث عن أبي هریرة۔ والدیلمي في الفردوس 5\515(8935)،

[۳] انظر: کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال 14\338(38863)، والحدیث في (الفردوس بمأثور الخطاب) للدیلمی، تحقیق السعید زغلول 5\515 (8935)من روایة أَبی هریرة، وفیه (خیار من علی الأرض) بدلا من (أخیار من علی الأرض).

وقال المحقق بهامشه: إسناد هذا الحدیث في زهر الفردوس 4/1403 قال: حدثنا عبد الرحمن بن عبد اللَّه ابن محمد بن نصیر أبو مسلم المدینی، حدثنا أبو أسد أحمد بن محمد

" عیسیٰ بن مریم ایسے آٹھ سَو مردوں اور چار سَو عورتوں پر آسمان سے نزول فرمائیں گے، جو تمام روئے زمین پر سب سے بہتر ہوں گے"۔

(25) حدیثِ بست وپنجم:

امام رازی، وابن عساکر [۱] بطریق عبدالرحمن بن ایوب بن نافع بن کیسان عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ بَابِ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمِنَارَةِ الْبَیْضَاءِ لَسِتِّ سَاعَاتٍ مِنَ النَّهَارِ فِیْ ثَوْبَیْنِ ممشوقین کَأَنَّمَا یَنْحَدِرُ مِنْ رَأْسِهِ اللُّؤْلُؤ" [۲]۔

" عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام دروازہ دمشق کے نزدیک سپید منارے کے پاس چھ گھڑی دن چڑھے، دو رنگین کپڑے پہنے اُتریں گے، گویا اُن کے بالوں سے موتی جھڑتے ہیں"۔

(26) حدیثِ بست وششم:

صحیح مسلم [۳] میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

=بن أحمد بن أسید، حدثنا الحسن بن عبد الرحمن، حدثنا محمد بن عمر، حدثنا سعید بن بابک، سمع سعیدا المقبری، عن أَبی هریرة مرفوعا.

[۱] أخرجه ابن قانع في المعجم الصحابة 6\410(1770)، و ابن عساکر في تاریخ دمشق 34\236، و 61\415۔

[۲] أخرجه عبد الملک بن حبیب الأندلسي في أشراط الساعة و ذهاب الأخبار وبقاء الأشرار 140(31)۔ و انظر: الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمي 5\522(8960)، و کنز العمال 14\337 (38861)، و عزاه إلی تمام الرازی و ابن عساکر. و فیهما: "ثوبین مُمَشَّقَیْنِ"۔

[۳] انظر: کنز العمال في سنن الأقوال و الأفعال 14\337(38857)، و عزاه إلی مسلم، =

وسلم فرماتے ہیں:

"إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ طَالَ بِي عُمُرٌ أَنْ أَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنْ عَجِلَ بِي مَوْتٌ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ "[1]

"میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر دراز ہوئی تو عیسیٰ بن مریم سے ملوں، اور اگر میرا دُنیا سے تشریف لے جانا جلد ہو جائے، تو تم میں جو اُنہیں پائے اُن کو میرا اسلام پہنچائے"۔

(27) حدیثِ بست و هفتم:

ابن الجوزی "کتاب الوفا[2]" میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1]= قلت: رمز "م" بدل "حم" كأنه تصحيف، والحديث في مسند الإمام أحمد (7970)، و(7971)، و(7978)، من طريق محمد بن جعفر عن شعبة [مرفوعًا]، ويزيد بن هارون عن شعبة عن محمد بن زياد عن أبي هريرة، موقوفًا۔

وأخرجه ابن الجعد في مسنده 175 (1124.1125)، موقوفًا، ومرفوعًا۔

وقد رجح الشيخ أحمد شاكر رفعه باعتباره زيادة ثقة، وشعبة كثيرًا ما يقف المرفوعات، ثم إنه في حكم المرفوع إذ هو من المغيبات!

قال الهيثمي في المجمع 8\5: رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادَيْنِ: مَرْفُوعٌ وَهُوَ هَذَا، وَمَوْقُوفٌ، وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ.

وقال 8\205: رَوَاهُ أَحْمَدُ مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ.

[2] أخرجه ابن الجوزي في المنتظم في تاريخ الملوك والأمم، ذكر حال عيسى عليه السلام عند نزوله من السماء 2\39، وفي العلل المتناهية 2\433 (1529)، من طريق ابن أنعم الأفريقي عن عبد الله بن زيد أبي عبد الرحمن الجيلي، عن عبد الله بن عمر [عمرو]۔

وقال في العلل: هذا حديث لا يصح والافريقي ضعيف بمرة۔==

"يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلامُ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ، وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي ، فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بين أبي بكر وعمر" [1]۔

"عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر اُتریں گے یہاں شادی کریں گے، اُن کے اولاد ہوگی، پینتالیس برس رہیں گے، اس کے بعد اُن کی وفات ہوگی، میرے ساتھ میرے مقبرہ پاک میں دفن ہوں گے، روز قیامت میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے اس طرح اُٹھیں گے کہ ابوبکر وعمر ہم دونوں کے داہنے بائیں ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہما"۔

(28) حدیثِ بست وھشتم:

بغوی" شرح السنۃ [2] " میں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیثِ طویل ابن صیاد میں راوی، (جس پر دجّال ہونے کا شبہہ کیا جاتا تھا) امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے کہ اُسے قتل کردوں۔ فرمایا:

"إِنْ يَكُنْ هُوَ، فَلَسْتَ صَاحِبَهُ، إِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَإِلا يَكُنْ هُوَ، فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْتُلَ رَجُلا مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ" [3]۔

---

[1] = وأورده في الوفاء بتعريف فضائل المصطفى 2\33۔

وعزاه الذهبي في الميزان 2\563 لإبن أبي الدنيا في بعض تواليفه عنه، وقال: فهذه مناكير غير محتملة۔

[2] أخرجه البغوي في شرح السنة 15\78.80 (4274)، من طريق محمد بن سابق عن إبراهيم بن طهمان عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله۔

[3] أخرجه أحمد في مسنده (14955)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 7\383.383 (2942)، وعبد الغني المقدسي في أخبار الدجال (26)، وقال: هذا حديث صحيح وقع لنا في مسند الإمام أحمد۔ وقال الهيثمي 8\4: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح.

"اگر یہ دجال ہے تو اُس کے قاتل تم نہیں دجال کے قاتل تو عیسیٰ بن مریم ہوں گے اور اگر چہ وہ نہیں تو تمہیں نہیں پہنچتا کہ کسی ذمی کو قتل کرو"۔

(29) حدیثِ بست ونہم:

ابن جریر[1] حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" أَوَّلُ الْآيَاتِ : الدَّجَّالُ ، وَنُزُولُ عِيسَى ، وَ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ ، يَسِيرُونَ إِلَى خَرَابِ الدُّنْيَا، حَتَّى يَأْتُوا بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، وَعِيسَى وَالْمُسْلِمُونَ بِجَبَلِ طُورِ سِينِينَ، فَيُوحِي اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ إِلَى عِيسَى: أَنْ أَحْرِزْ عِبَادِيَ بِالطُّورِ وَمَا يَلِي أَيْلَةَ ثُمَّ إِنَّ عِيسَى يُرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ, وَيُؤَمِّنُ الْمُسْلِمُونَ, فَيَبْعَثُ الله عَلَيْهِمْ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا النَّغَفُ ، تَدْخُلُ فِي مَنَاخِرِهِمْ , فَيُصْبِحُونَ مَوْتَى، هذا مختصر۔

" قیامت کی بڑی نشانیوں میں پہلی نشانی دجال نکلنا، اور عیسیٰ بن مریم کا اُترنا، اور یاجوج وماجوج کا پھیلنا (وہ گروہ کے گروہ ہیں ہر گروہ میں چار لاکھ گروہ ان میں کا مرد نہیں مرتا، جب تک خاص اپنے نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے، ہیں بنی آدم سے) وہ دُنیا ویران کرنے چلیں گے، (دجلہ وفرات وبحیرہ طبریہ کو پی جائیں گے) یہاں تک بیت المقدس تک پہنچیں گے، اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واہل اسلام اُس دن کوہِ طورِسینا میں ہوں گے۔ اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور، اور ایلہ کے قریب

---

[1] أخرجه ابن جرير في تفسيره، سورة الأنبياء، الآية: 96، 16\397.398، من طريق منصور بن المعتمر عن ربعي بن حراش قال سمعت حذيفة بن اليمان۔

وانظر: الدر المنثور في التفسير بالمأثور 5\676، وكنز العمال في سنن الأقوال والأفعال 14\315(38645)

محفوظ جگہ میں رکھ، پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ اُٹھا کر دُعا کریں گے، اور مسلمان آمین کہیں گے۔

اللہ عزوجل یاجوج وماجوج پر ایک کیڑا بھیجے گا، "نغف" نام، وہ اُن کے نتھنوں میں گھس جائے گا صبح سب مَرے پڑے ہوں گے"۔

(30) حدیث سیم:

حاکم[1]، وابن عساکر تاریخ[2]، اور ابو نعیم کتاب" اخبارالمھدی" [3] میں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" كَيْفَ تُهْلِكُ أُمَّةً أَنَا أَوَّلُهَا، وَعِيسَى ابْن مرْيَمَ آخِرُهَا، وَالْمَهْدِيُّ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فِي وَسَطِهَا " [4]

" کیوں کر ہلاک ہو وہ اُمت جس کی ابتداء میں ہوں، اور انتہا میں عیسیٰ بن مریم، اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدی"۔

(31) حدیثِ سی ویکم:

نیز اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] انظر: كنز العمال 14\328 (38682)، عزاه إلى الحاكم في تاريخه، وابن عساكر۔

[2] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 5\394.395، و 47\522، ابن مغازلي في مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (448)، من طريق أبي جعفر عن أبيه عن ابن عباس۔

[3] أخرجه أبو نعيم في الأربعون في المهدي 29 (40)، من طريق أبي جعفر عن جده عن ابن عباس۔

[4] أخرجه ابن عساكر في المعجم 1\270، من طريق أبي جعفر، عن أبيه، عن جده، عن ابن عباس

"مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ" [۱]۔
"میرے اہل بیت میں وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے"۔

(32) حدیثِ سی دوم:

ابونعیم "حلیۃ الاولیاء" [۲] میں، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"يَا عَمَّ النَّبِيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم إِنَّ اللَّهَ ابْتَدَأَ الْإِسْلَامَ بِي، وَسَيَخْتِمُهُ بِغُلَامٍ مِنْ وَلَدِكَ وَهُوَ الَّذِي يَتَقَدَّمُ لعيسى بن مَرْيَمَ"۔

---

[۱] أخرجه أبو نعيم في الأربعون في المهدي 28 (38)، من طريق الجيد بن نظيف عن أبي نضرة عن أبي سعيد۔

انظر: المنار المنيف في الصحيح والضعيف لإبن القيم 147، وكنز العمال في سنن الأقوال والأفعال 14\266 (38673)، وعزاه إلى أبي نعيم في كتاب المهدي۔

[۲] انظر: الفردوس بمأثور الخطاب 5\358 (8431)، وكنز العمال 14\271 (38693)، وعزاه إلى أبي نعيم عن أبي هريرة۔

وأخرجه الخطيب في تاريخ بغداد 4\93، وابن عساكر في تاريخ دمشق 26\350.351، وابن الجوزي في العلل المتناهية 2\375 (1438)، من حديث ابن عباس۔

وأخرجه الخطيب في تاريخ بغداد 4\339، وابن الجوزي في العلل المتناهية 2\374.375 (1437)، من حديث عمار بن ياسر۔

وقال الجوزقاني في الأباطيل والمناكير 442: هذا حديث غريب۔

وقال ابن عراق الكناني في تنزيه الشريعة 2\11: وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْعِلَلِ: لَا بَأْسَ بِإِسْنَادِهِ وَتَعَقَّبَهُ الذَّهَبِيّ فِي تلخيصه فَقَالَ: بل هُوَ بَاطِلٌ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ الصَّلْتِ وَفِيهِ جَهَالَةٌ وَهُوَ الآفَةُ وَمَا رَأَيْتُ لأَحَدٍ فِيهِ كَلامًا انْتَهَى وَاللهُ أَعْلَمُ.

"اے نبی کے چچا! بے شک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ابتداء مجھ سے کی ہے، اور اُسے ختم تیری اولاد سے ایک لڑکے پر کرے گا، وہی جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے"۔

حضرت امام مہدی کی نسبت متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ وہ عترت رسالت و بنی فاطمہ سے ہیں [1] اور متعدد احادیث ان کا علاقہ، نسبِ حضرت عباس عمِ مکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ

---

[1] اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:"اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ"۔

(أخرجه أبو داود في السنن، كتاب المهدي (4284)، وابن ماجه في السنن، باب خروج المهدي (4086)، والبخاري في التاريخ الكبير 3\346، وابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 3\236(4629)، والدارقطني في المؤتلف والمختلف، باب نفيل، وأبو علي القشيري في تاريخ الرقة (142.143.144)، والطبراني في الكبير 23\267(566)، وابن عدي في الكامل 4\145، والحاكم في المستدرك 4\601(8672)، والبيهقي في البعث والنشور (116.117) وأبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 5\1049.1050(565)، و(575)، و(581)، والذهبي في تذكرة الحفاظ 2\39، وفي السير 10\663، والمزي في تهذيب الكمال 9\437۔

"یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری عترت، فاطمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ"۔

(أخرجه ابن عدي في الكامل 4\497، ورجاله كلهم موثقون)

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہدی اولاد فاطمہ سے ہوگا"۔ = =

وسلم سے بھی بتایا گیا، اور اس میں کچھ بعد نہیں، وہ نسباً سیّد حسنی ہوں گے [ا]، اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اتصال رکھیں گے، جیسے حضرت امام جعفر

=حضرت سیّدنا حسین بن علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ:

"ان رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لفاطمة: أبشري، المهدي منك".

(أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 19\475)

"یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا: تجھے مبارک ہو مہدی تم سے ہوگا"۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرمایا:

"اَلْمَهْدِيُّ رَجُلٌ مِنَّا مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا"۔

(أخرجه أبو عمرو الداني في السنن الواردة في الفتن 1\375(1117)

"یعنی مہدی ہم میں سے اولاد فاطمہ سے ہوگا"۔

یونہی اس باب میں سعید بن مسیب، الزھری، ابو جعفر، کعب رحمۃ اللہ علیہم سے بھی روایات ہیں۔

[ا] حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: "إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ، يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ، وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ -ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً- يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا"۔

"حضرت علی المرتضی نے اپنے بیٹے سیّدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: یہ میرا بیٹا سردار ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نامزد فرمایا ہے اور عنقریب اس کی صُلب سے ایک شخص پیدا ہوگا، جس کا نام تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر ہوگا، وہ تخلیق میں نہیں بلکہ اخلاق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھے گا، پھر زمین کو انصاف سے بھر دینے کا قصہ ذکر فرمایا"۔ (أخرجه أبو داود في السنن، كتاب المهدي (4290)

صادق رضی اللہ عنہ نے رافضیوں کے رد میں فرمایا کہ کیا کوئی شخص اپنے باپ کو بھی بُرا کہتا ہے، ابوبکر صدیق دوبارہ میرے باپ ہوئے یعنی دوطرح سے میرا نسب مادری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

(33) حدیثِ سی وسوم:

اسحٰق بن بشیر، وابن عساکر[۱] حدیثِ طویل ذکر دجّال میں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فعند ذلك ينزل أخي عيسى بن مريم من السماء على جبل أفيق إماما هاديا وحكما عادلا، عليه برنس له، مربوع الخلق، أصلت، سبط الشعر، بيده حربة، يقتل الدجال، فإذا قتل الدجال تضع الحرب أوزارها فكان السلم، فيلقى الرجل الأسد فلا يهيجه، ويأخذ الحية فلا تضره؛ وتنبت الأرض كنباتها على عهد آدم ويؤمن به أهل الأرض ويكون الناس أهل ملة واحدة"[۲]۔

"یعنی جب دجّال نکلے گا، اور سب سے پہلے ستر ہزار یہودی طیلسان پوش اُس کے ساتھ ہولیں گے، اور لوگ اُس کے سبب بلائے عظیم میں ہوں گے، مسلمان سمٹ کر بیت المقدس میں جمع ہوں گے، اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان سے کوہ افیق پر اُتریں گے، امام راہ نما وحاکم عادل ہوکر، ایک اُونچی ٹوپی پہنے میانہ قد کشادہ پیشانی موے سر سیدھے ہاتھ نیزہ جس سے دجّال کو قتل کریں گے، اُس وقت لڑائی اپنے ہتھیار رکھ

---

[۱] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق، 47\505 من طريق إسحاق بن بشر عن عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس، فيه نظر۔

[۲] انظر: كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال 14\619 (39726)، وعزاه إلى إسحاق بن بشر، وابن عساكر۔

دے گی، اور سب جہان میں امن وامان ہو جائے گی، آدمی شیر سے ملے تو وہ جوش میں نہ آئے گا، اور سانپ کو پکڑ لے تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا، کھیتیاں اس رنگ پر اُگیں کی جیسے زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُگا کرتی تھیں۔ تمام اہل زمین اُن پر ایمان لے آئیں گے، اور سارے جہان میں صرف ایک دینِ اسلام ہوگا"۔

(34) حدیثِ سی وچھارم:

ابن النجار [1] انہیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"إِذَا سَكَنَ بَنُوكَ السَّوَادَ وَلَبِسُوا السَّوَادَ وَكَانَ شِيعَتَهُمْ أَهْلُ خُرَاسَانَ لَمْ يَزَلْ هَذَا الأَمْرُ فِيهِمْ حَتَّى يَدْفَعُوهُ إِلَى عِيسَى بن مَرْيَمَ" [2]۔

" جب تمہاری اولاد دیہات میں بسے، اور سیاہ لباس پہنے، اور اُن کے گروہ اہل خراسان ہوں، جب سے خلافت ہمیشہ اُن میں رہے گی، یہاں تک کہ وہ اُسے عیسیٰ بن مریم کو سپرد کریں گے"۔

---

[1] أخرجه ابن النجار في ذيل تاريخ بغداد 18\227، من طريق أحمد بن إبراهيم الأنصاری عن أبي يعقوب بن سليمان الهاشمی عن المنصور عن أبي عن جدي عن ابن عباس۔

[2] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات 2\35، وانظر: كنز العمال 14\620(39727)، وعزاه إلى ابن النجار۔

وقال ابن عراق في تنزيه الشريعة 2\18: قال الدارقطني: وفيه أبو يعقوب بن سليمان الهاشمي مجهول، وعنه أحمد بن إبراهيم الأنصاري ليس بشئ۔

وأخرجه الخطيب في تاريخ بغداد 14\436، ومن طريقه ابن عساكر في تاريخ دمشق 22\336، من طريق طلحة بن عبيد الله الطلحي عن أبو يعقوب بن سليمان عن زينب بنت سليمان قالت حدثني أبي عن أبيه عن جده قال: قال لي ابن عباس۔

قلت: في سنده طلحة وأبي يعقوب لم أعرفهما۔

(35) حدیثِ سی و پنجم:

ابن عساکر [۱] اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی، میں نے عرض کی: یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ فرمایا:

" وَأَنَّى لَكِ بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ ، مَا فِيهِ إِلَّا مَوْضِعُ قَبْرِي ، وَقَبْرِ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَر، وَعَيسَى مريم۔ [۲]

" بھلا اس کی اجازت میں کیوں کردوں، وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے، اور ابوبکر و عمر و عیسیٰ بن مریم کی علیہم الصلوٰۃ والسلام"۔

(36) حدیثِ سی و ششم:

ابونعیم "کتاب الفتن [۳] " میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" المحاصرون بِبَيْتِ الْمُقَدّس إِذْ ذَاك مائة ألف امْرَأَة وَاثْنَانِ وَعِشْرُونَ ألفا مُقَاتِلُونَ إِذْ غشيتهم ضَبَابَة من غمام إِذْ تنكشف عَنْهُم مَعَ الصُّبْح فَإِذا عِيسَى بَين ظهرانيهم " [۴]۔

---

[۱] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 47\522.523، من طريق صالح بن شعيب بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي بكر عن عائشة۔ و صالح بن شعيب مجهول۔

[۲] انظر: كنز العمال 14\620(39728)، وعزاه إلى ابن عساكر۔

[۳] انظر: العمدة القاري شرح صحيح البخاري 16\40، فيه: وفي كتاب الفتن لأبي نعيم ۔۔۔ وعن ابن عمر مرفوعا۔

[۴] یونہی حافظ ابن الملقن سراج الدین الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کی "التوضيح لشرح الجامع الصحيح 19\575" میں ہے، مگر اُس کے محققین نے "كتاب الفتن لأبي نعيم" کی بجائے "نعيم بن حماد في كتاب الفتن" اور "ابن عمر" کی بجائے "ابن عمرو" کا ذکر کیا ہے۔ اور اسی کو صواب کہا۔ =

"اس وقت بیت المقدس میں ایک لاکھ عورتیں، اور بائیس ہزار مرد جنگی محصور ہوں گے، ناگاہ ایک ابر کی گھٹا اُن پر چھائے گی، صبح ہوتے کھلے گی تو دیکھیں گے کہ عیسیٰ اُن میں تشریف فرما ہیں" [1]۔

(37) حدیثِ سی و ہفتم:

مسند ابی یعلیٰ [2] میں، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيبَنَّهُ" [3]۔

---

[1] نعیم بن حماد کی "کتاب الفتن 2\570" میں موقوفاً حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت ہے:

" يَبْلُغُ الَّذِينَ فَتَحُوا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَّالِ فَيُقْبِلُونَ حَتَّى يَلْقَوْهُ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَدْ حُصِرَ هُنَالِكَ ثَمَانِيَةُ آلَافِ امْرَأَةٍ وَاثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مُقَاتِلٍ، هُمْ خَيْرُ مَنْ بَقِيَ، وَكَصَالِحِ مَنْ مَضَى، فَبَيْنَا هُمْ تَحْتَ ضَبَابَةٍ مِنْ غَمَامٍ إِذْ تُكْشَفُ عَنْهُمُ الضَّبَابَةُ مَعَ الصُّبْحِ، فَإِذَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ۔۔۔۔الخ۔

[2] أخرجه أبو يعلى في مسنده 11\462(6584)، ومن طريقه ابن عساكر في تاريخ دمشق 47\493.494۔

[3] قبلہ محدث العصر، سیّدی وسندی، مفتی محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی اپنی کتابِ لاجواب "واللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں" میں رقمطراز ہیں کہ: "اور مستدرک حاکم کے الفاظ اس طرح ہیں:

"وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ" ۔

(المستدرك للحاكم 2\595، وصححه، ووافقه الذهبي في التلخيص۔)

"وہ میری قبر پر حاضر ہو کر مجھے سلام عرض کریں گے تو میں یقیناً اُن کو جواب دوں گا"۔

"قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکاریں تو ضرور میں اُنہیں جواب دوں گا" [1]۔

---

[1]== امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اور امام ذہبی نے فرمایا: صحیح ہے۔

امام ابوبکر ہیثمی فرماتے ہیں:

"رَوَاہُ أَبُو یَعْلَی، وَرِجَالُہُ رِجَالُ الصَّحِیحِ."۔

(مجمع الزوائد 8\211(31813)، وفي نسخة: 17\52.53(13834)

"اس کو امام ابویعلی نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح (مسلم) کے راوی ہیں"۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

"قلت: ھو فی الصحیح بغیر ھذا السیاق"۔

(المقصد العلی فی زوائد أبي یعلی 3\132)

"میں کہتا ہوں کہ یہ روایت صحیح بخاری (۱/۴۹۰) میں ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ کے ساتھ موجود ہے"۔

امام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف پر یہ باب باندھا:

"حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ"۔

(المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ 4\23، و4\349)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں حیات۔

جہاں اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ فی القبر ثابت ہو رہی ہے وہیں یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والے شخص کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر حاضر کے صیغے سے صلاۃ وسلام پیش کرنا چاہیے، کیونکہ یہ سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہے، اور مدینہ منور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر نیت کر کے جانا ناجائز نہیں بلکہ انبیاء کرام کا مبارک طریقہ ہے۔= =

اعتراض

اس حدیث شریف پر منکرین شان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"مسند احمد میں "**لیاتین قبر ی حتی یسلم علی و لأردن علیه**" کے الفاظ ہی نہیں اور مستدرک حاکم میں یہ الفاظ ہیں۔مگر حاکم کی سند میں محمد بن اسحاق ہے۔(محمد بن اسحاق پر مؤلف نے طویل جرح کی ہے)۔۔۔اور باقی حدیث کی کتب میں یہ الفاظ صحیح سند کے ساتھ کہیں نہیں ملتے۔اور کیا عجب ہے۔کہ یہ محمد بن اسحاق کے دجل اور کذب کا ہی کرشمہ ہو۔

(آئینہ تسکین الصدور، ص 134، از شیر محمد۔)

جواب

قارئین محترم! یہ ہے ان حضرات کی تحقیق اور دیانت۔اصل میں جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کا گستاخ ہو تو اسے اچھی و بری، پاک و ناپاک اور نیک و بد کی تمیز ہی نہیں رہتی۔ جہاں فضیلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی روایت دیکھی، فوراً اس کو رد کرنے پر تل گئے اور اپنی قسمت و قبر کی طرح صفحات سیاہ کرنے شروع کر دیئے۔

مولوی مذکور نے اس روایت کے صرف ایک راوی محمد بن اسحاق پر جرح چار صفحات میں نقل کی ہے، حالانکہ اس میں محمد بن اسحاق متفرد نہیں ہے ہم نے مانا کہ محمد بن اسحاق ضعیف بلکہ زبردست ضعیف ہے۔

لیکن کہاں؟ احکام میں، حلال وحرام میں! فضائل اور تاریخ میں یہ راوی امام اور اتنا ہی ثقہ ہے جتنا کہ احکام میں کمزور ہے، اور یہ حدیث شریف تو باب فضائل میں سے ہے،

لہذا یہاں اگر یہ متفرد بھی ہوتا تو قابل قبول تھا جبکہ ہماری پیش کردہ روایت مسند ابی یعلی کی سند میں تو یہ راوی سرے سے ہے ہی نہیں۔

اور مسند ابی یعلی کی سند کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں، جیسا کہ امام ہیثمی کے حوالہ سے گذرا۔

اس سند کا پہلا راوی احمد بن عیسیٰ ہے۔

اس سے امام بخاری[بَابُ الحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ العِيدِ2\16(949)، وبَابُ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ2\134(1528)، وبَابُ الطَّوَافِ عَلَى وُضُوءٍ2\157(1641)وغیرہ]اور امام مسلم [بَابُ نسخ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ(355)، و بَابُ قَدْرِ أَسْوَاطِ التَّعْزِيرِ(1708)، وبَابُ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْحَيَوَانِ فِي وَجْهِهِ وَوَسْمِهِ فِيهِ(2118)وغیرہ]نے اپنی اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔

دوسراراوی ابن وھب یعنی عبداللہ بن وھب بن مسلم ہے۔

جوکہ زبردست ثقہ راوی ہے۔اس سے بھی حضرات شیخین نے صحیحین[احمد بن عیسی کی محولہ بالا روایات انہی سے ہیں]میں روایت لی ہے۔

تیسراراوی ابوصخر یعنی حمید بن زیاد ہے

اس سے امام بخاری نے" الادب المفرد(353)" میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح [بَابُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ(233)، وبَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا(945)،و(948)وغیرہ]میں روایت لی ہے۔

جبکہ امام احمد یحییٰ بن معین ابن عدی وغیرہ نے اس کی توثیق فرمائی ہے۔

(تہذیب الکمال5\243.244)

چوتھاراوی سعید بن ابی سعید المقبر ی۔

یہ صحیحین کا مرکزی راوی ہے۔اورزبردست ثقہ ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کی زبردست دلیل ہے"،انتھی کلامہ۔

لامذہبوں کے ذھبیٔ زمان زبیر علی زئی نے لکھا اس کی سند حسن ہے اس کے تمام راوی جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔(ماہنامہ محدث صفحہ ۳۳ ماہ جولائی ۱۹۹۵)۔

(38) حدیثِ سی و ھشتم:

ابونعیم "حلیہ" [۱] میں عروہ بن رویم سے مرسلاً، راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلُهَا وَآخِرُهَا، أَوَّلُهَا فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآخِرُهَا فِيهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ... الحديث" [۲]۔

"اس اُمت کے بہتر اوّل و آخر کے لوگ ہیں، اوّل کے لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں، اور آخر کے لوگوں میں عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے"۔

(39) حدیثِ سی و نھم:

جامع ترمذی [۳] میں، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے:

" مَكْتُوب فِي التَّوْرَاة صفة مُحَمَّد صلى الله تعالى عليه وسلم وَعِيسَى بن مَرْيَم يدْفن مَعَه [۴]۔

"رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے تورات مقدس میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت

---

[۱] أخرجه أبو نعيم في الحلية الأولياء 6\123، وقال: أَسْنَدَ عُرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي ثَعْلَبَةَ، وَأَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غُنَيْمٍ، وَالْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرِهِمْ۔

[۲] وانظر: كنز العمال 11\527 (32456)، وعزاه إلى أبي نعيم فى الحلية۔

[۳] أخرجه الترمذي في السنن، أبواب المناقب (3617)، من طريق محمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه عن جده۔ وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

[۴] وأخرجه البخاري في التاريخ الكبير 1\263، من طريق محمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه عن جده۔ وقال: هذا لا يصح عِنْدِي ولا يتابع عليه۔

ونعيم بن حماد في الفتن 2\580 (1621)، من طريق يوسف بن عبد الله بن سلام عن أبيه۔

میں اِرشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ اُن کے پاس دفن کیے جائیں گے، علیہما الصلوٰۃ والسلام"۔

فی المرقاۃ[1]: "أَيْ وَمَكْتُوبٌ فِيهَا أَيْضًا أَنَّ عِيسَى يُدْفَنُ مَعَهُ. قَالَ الطِّيبِيُّ: هَذَا هُوَ الْمَكْتُوبُ فِي التَّوْرَاةِ"۔

(40) حدیثِ چہلم:

ابن عساکر[2] حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی:

"يَهْبِطُ عيسى ابْنُ مَرْيم فَيُصَلِّي الصَّلوات، ويجمعُ الجمع، ويزيدُ فِي الحَلَالِ، كَأَنِّي بِهِ تجذبه رواحله بِبَطْنِ الروحاء حَاجًا أَوْ مُعْتَمِرًا"[3]۔

"عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، نمازیں پڑھیں گے، جمعے قائم کریں گے، مال حلال کی افراط کردیں گے، میں اُنہیں دیکھ رہا ہوں، اُن کی سواریاں اُنہیں تیز لیے جاتی ہیں، بطن وادی روحا میں حج یا عمرے کے لیے"۔

(41) حدیثِ چہل و یکم:

وہی حضرت ترجمانُ القرآن رضی اللہ عنہ سے راوی:

"لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَى ذِرْوَةِ أَفِيقٍ، بِيَدِهِ حَرْبَةٌ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ"[4]۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المفاتیح، كِتَابِ الْفَضَائِلِ، بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ۔ وشرح المشكاة على الطيبي، كِتَابِ الْفَضَائِلِ، بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ۔

[2] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 47\502، من طريق ابن جابر عن أبي الأشعث الصنعاني قال سمعت أبا هريرة۔

[3] وانظر: كنز العمال 14\617 (39720)، وعزاه إلى ابن عساكر۔

[4] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 47\511، وانظر: كنز العمال 14\618۔

" قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ افیق کی چوٹی پر نزول فرمائیں، ہاتھ میں نیزہ لیے جس سے دجّال کو قتل کریں گے"۔

(42) حدیثِ چہل ودوم:

وہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی:

"إِنَّ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ خَارِجٌ قَبْلَ يوم الْقِيَامَةِ. وَلْيَسْتَغْنِ بِهِ النَّاسُ عَمَّنْ سِوَاهُ" [1]۔

" بے شک مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے، آدمیوں کو اُن کے سبب اور سب سے بے نیازی چاہیے"۔

یہ امر بمعنی اخبار ہے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہ کوئی قاضی ہوگا، نہ کوئی مفتی، نہ کوئی بادشاہ، اُنہیں کی طرف سے کاموں میں رجوع ہوگی۔

(43) حدیثِ چہل وسوم:

وہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک حدیثِ طویل ذکرِ مغیباتِ آئندہ میں راوی کہ چنین وچناں ہوگا، پھر مسلمان قسطنطنیہ ورومیہ کو فتح کریں گے، پھر دجّال نکلے گا، اور اُس کے زمانہ میں قحط شدید ہوگا۔

"فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ: أَبْشِرُوا فَقَدْ أَتَاكُمُ الْغَوْثُ. فَيَقُولُونَ: نَزَلَ عيسَى ابْنُ مَرْيَمَ. فَيَسْتَبْشِرُونَ وَيُسْتَبْشَرُ بِهِمْ. وَيَقُولُونَ: صَلِّ يَا رُوحَ الله. فَيَقُولُ: إِنَّ اللهَ أَكْرَمَ هذِهِ الأُمَّةَ فَلاَ يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ إِلاَّ مِنْهُمْ. فَيُصَلِّي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِالنَّاسِ. قال: وَيُصَلِّي عِيسَى خَلْفَهُ۔

---

[1] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 47\501، سماك عن يزيد بن دثار بن عبيد بن الأبرص الأسدي قال قال عبد الله۔

وانظر: كنز العمال 14\620، وعزاه إلى ابن عساكر۔

"لوگ اسی ضیق و پریشانی میں ہوں گے، ناگاہ آسمان سے ایک آواز سنیں گے، خوش ہو، کہ فریاد رَس تمہارے پاس آیا، مسلمان کہیں گے ،عیسیٰ بن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) اُترے، خوشیاں کریں گے ،اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُنہیں دیکھ کر خوش ہوں گے، مسلمان عرض کریں گے: یا رُوح اللہ! نماز پڑھایئے، فرمائیں گے: اللہ عزوجل نے اس اُمت کو عزت دی ہے، اس کا امام اسی میں سے چاہیے، امیر المومنین نماز پڑھائیں گے، اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے، سلام پھیر کر اپنا نیزہ لے کر دجّال کے پاس جا کر فرمائیں گے:

ٹھہر اے دجّال! اے کذاب! جب وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھے گا، اور اُن کی آواز پہچانے گا، ایسا گلنے لگے گا، جیسے آگ میں رانگ یا دھوپ میں چربی، اگر رُوح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹھہر نہ فرما دیا ہوتا، تو گل کر فنا ہو جاتا، پس عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس کی چھاتی پر نیزہ مار کر واصلِ جہنم کریں گے، پھر اُس کے لشکر کو کہ یہود و منافقین ہوں گے، قتل فرمائیں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو نیست و نابود کریں گے، اب لڑائی موقوف اور امن چین کے دن آئیں گے، یہاں تک کہ بھیڑیئے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی، اور وہ آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے گا، بچے سانپ سے کھیلیں گے وہ نہ کاٹے گا، ساری زمین عدل سے بھر جائے گی، پھر خروج یاجوج و ماجوج، اور اُن کی فنا وغیرہ کا حال بیان کر کے فرمایا:

"وَيُقْبَضُ عيسَى بْنُ مَرْيَمَ. وَوَلِيَهُ الْمُسْلِمُونَ وَغَسَّلُوهُ وَحَنَّطُوهُ وَ كَفَّنُوهُ وَصَلُّوا عَلَيْهِ وَحَفَرُوا لَهُ وَدَفَنُوهُ...الحديث"[1]۔

"ان سب وقائع کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے۔ مسلمان اُن

---

[1] أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 47\506.507، من طريق علي بن زيد بن جدعان عن رجلين أحدهما عبد الرحمن بن أبي بكرة عن عبد الله بن عمرو۔

وانظر: كنز العمال 14\580.582(39652)، وعزاه إلى ابن عساكر۔

کی تجہیز کریں گے، نہلائیں گے، خوشبو لگائیں گے، کفن دیں گے، نماز پڑھیں گے، قبر کھود کر دفن کریں گے" صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ سرِ دَست بے قصدِ استیعاب تینتالیس (43) حدیثیں ہیں، جن میں ایک چہل حدیث پُوری حضور پُرنُور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

"ثمانية وثلثون نصا واثنان او ثلثة حكما أما عبد الله بن عمرو فكثيرا ما يأخذ عن الاوائل"۔

"یعنی اڑتیس حدیثیں نص کے ایک اعتبار سے ہوئیں، اور دو یا تین حکم کے اعتبار سے، بہر حال عبداللہ بن عمرو تو وہ زیادہ لے لیتے ہیں اوائل سے۔

اور ایک حدیث میں تو کلام اللہ تورات مقدس کا ارشاد ہے، اور خُود قرآنِ عظیم میں بھی اس کا اشعار موجود۔

قال اللہ عزوجل:

﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا﴾ إلى قوله تعالى: ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾[1]۔

"بے شک مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا، یعنی اُن کے نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ قیامت اب آئی"۔

حضرت ابو ہریرۃ، وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾

"بے شک ابن مریم نشانی ہیں، قیامت کے لیے"۔

"معالم التنزیل"[2] میں ہے:

"﴿وَإِنَّهُ﴾ يَعْنِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. ﴿لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ يَعْنِي نُزُولَهُ مِنَ

---

[1] [الزخرف: 57إلى 61]

[2] معالم التنزيل في تفسير القرآن۔تفسير البغوي۔سورة الزخرف 4\166۔

أَشْرَاطِ السَّاعَةِ يُعْلَمُ بِهِ قُرْبُهَا. وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةُ: "وَإِنَّهُ لَعَلَمٌ لِلسَّاعَةِ" بِفَتْحِ اللَّامِ وَالْعَيْنِ أَيْ أَمَارَةٌ وَعَلَامَةٌ" [۱]۔

"یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے لیے علم ہیں، یعنی اُن کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، اس سے جان لیا جائے گا کہ قیامت قریب تر ہے، اور ابن عباس، ابوھریرۃ اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے اِسے ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ پڑھا۔ یعنی بے شک وہ قیامت کے لیے نشانی ہیں، لام اور عین کے زبر کے ساتھ، یعنی اُن کا نزول قربِ قیامت کی امارت وعلامت ہے"۔

"مدارک التنزیل" [۲] میں ہے:

"﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ وإن عيسى عليه الصلاة والسلام مما يعلم به مجيء الساعة وقرأ ابن عباس رضى الله تعالى عنهما لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ وهو العلامة أي وإن نزوله علم للساعة"۔

"یعنی بے شک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے لیے علامت ہیں، جس سے جان لیا جائے گا کہ اب قیامت آنے والی ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ پڑھا یعنی ان کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے"۔

امام جلال الدین محلی "تفسیر جلالین" [۳] میں فرماتے ہیں:

"﴿وَإِنَّهُ﴾ أَيْ عِيسَى ﴿لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ تُعْلَمُ بِنُزُولِهِ

"یعنی بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے لیے علم ہیں، جو اُن کے نزول سے پہچان لی جائے گی"۔

---

[۱] وانظر: تفسير المظهري، سورة الزخرف 8\358۔

[۲] مدارک التنزيل وحقائق التأويل۔ تفسير النسفي۔ 3\279۔

[۳] تفسير جلالين، سورة الزخرف، ص 409۔

بالجملہ! یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت و جماعت سے ہے، جس طرح اس کا راساً منکر، گمراہ بالیقین، یونہی اس کا بدلنے والا، اور نزولِ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی زید وعمرو کے خروج پر ڈھالنے والا بھی ضال مضل، بددین کہ ارشاداتِ حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں نے تکذیب کی۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾[1]

---

[1] [الشعراء: 227]

مسئلہ ثالثہ

سیدنا رُوح اللہ صلوات اللہ تعالٰی و سلامہ علیہ کی حیات!

اقول: اس کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں۔ یہ بھی مسائل قسمِ ثانی سے ہے، جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ، کہ اہلسنّت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، اُن کی موت صرف تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو ہوتی ہے، پھر ہمیشہ حیاتِ حقیقی ابدی ہے، ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرما دیا ہے۔

وقد فصلها سیدنا الوالد المحقق دام ظله فی کتابه "سلطنة المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی"۔

"یعنی سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ نے اپنی کتاب "سلطنة المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے"۔[1]

دوسرے یہ کہ اب تک اُن پر موت طاری نہ ہوئی زندہ ہی آسمان پر اُٹھا لیے گئے، اور بعد نزول دُنیا میں سالہا سال تشریف رکھ کر اِتمام نصرتِ اسلام وفات پائیں گے یہ مسائل قسمین اخیرین سے ہے، اس کے ثبوت کو اولاً اسی قدر کافی ووافی کہ رب جل وعلا نے فرمایا:

﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ﴾[2]

"کوئی کتابی ایسا نہیں جو اُس کی موت سے پہلے اُس پر ایمان نہ لائے"۔

جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ صحابی حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزری، مخالف نے اپنی جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی، یہ تفسیر نہ صرف اُس میں

---

[1] مسئلہ حیات النبی میں قبلہ سیدی وسندی، محدث العصر، محقق دوران حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عباس رضوی اطال اللہ عمرہ کی تصنیف لطیف "واللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زندہ ہیں" ملاحظہ فرمائیں۔

[2] [النساء:159]

بلکہ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں موجود۔

"شرح مشکوٰۃ شریف" للعلامۃ الطیبی [1] میں ہے:

"اسْتُدِلَّ بِالْآيَةِ عَلَى نُزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ ; مِصْدَاقًا لِلْحَدِيثِ، وَتَحْرِيرُهُ: أَنَّ الضَّمِيرَيْنِ فِي بِهِ وَقَبْلَ مَوْتِهِ لِعِيسَى، وَالْمَعْنَى: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ﴾ بِعِيسَى قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى، وَهُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَكُونُونَ فِي زَمَانِ نُزُولِهِ، فَتَكُونُ الْمِلَّةُ وَاحِدَةً، وَهِيَ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ "۔

" خلاصہ یہ کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اس آیت سے تصدیقِ حدیث کے لیے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہر کتابی عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور اُس پر ایمان لانے والا ہے"، اور وہ، وہ یہود ونصاریٰ ہیں جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے زمانہ میں ہوں گے، تو تمام روئے زمین پر صرف ایک دین ہوگا، دین اسلام وبس۔ نقلہ عنہ الملا علی القاری فی المرقاۃ [2]

ثانیاً: یہی تفسیر بسندِ صحیح دوسرے صحابیِ جلیل الشان، ترجمانُ القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، جن سے صحیح بخاری میں قولِ موت منقول ہونے کا مخالف نے اِدّعا کیا تھا، صحیح بخاری وارشاد الساری [3] میں ہے:

"(ثم يقول أبو هريرة) بالإسناد السابق، مستدلاً على نزول عيسى في آخر

---

[1] شرح الطيبي على مشكاة المصابيح ۔الكاشف عن حقائق السنن ۔الفتن، باب نزول عيسى عليه الصلاة والسلام،

[2] مرقاة المفاتيح شرح المشكاة المصابيح ،الفتن ، باب نزول عيسى عليه الصلاة والسلام

[3] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، باب نزول عيسى عليه السلام 5\419۔

الزمان تصديقًا للحديث: واقرؤوا إن شئتم: ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ﴾ بعيسى ﴿قبل موته﴾ أى: وإن من أهل الكتاب أحد إلا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى وهم أهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملّة الإسلام. وبهذا جزم ابن عباس (رضى الله تعالى عنهما) فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه بإسناد صحيح"۔

"یعنی اس حدیث کو روایت کرکے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ آخر زمانے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر دلیل لانے کی حدیث کی تصدیق قرآنِ مجید سے بتانے کے لیے فرماتے، تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ ---الآیہ﴾ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ:" ہر کتابی ضرور ایمان لانے والا ہے عیسیٰ پر اُن کی موت سے پہلے، اور وہ، وہ کتابی ہیں جو اُس وقت اُن کے زمانے میں ہوں گے، تو سارے جہان میں صرف ایک دین اسلام ہوگا، اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس حدیث میں جو اُن سے ابن جریر نے اُن کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے بسندِ صحیح روایت کی، انتہی۔

اور یہی تفسیر امام حسن بصری سے مروی ہوئی، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ثالثًا: تصریحاتِ کثیرہ آئمہ کرام ومفسرینِ عظام وعلمائے اعلام امام جلال الملۃ والدین سیوطی "تفسیر جلالین" [1] میں فرماتے ہیں:

"﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ﴾ قابضك ﴿وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ مِنَ الدُّنيَا مِنۡ غَيۡرِ مَوۡت"۔

"یعنی اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا، اور دُنیا سے بغیر موت دیئے اُٹھا لوں گا"۔

[1] تفسیر الجلالین، سورۃ آل عمران، ص 52۔

تفسیر امام ابوالبقا عکبری [1] میں ہے:

"أَنَّهُ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ يُتَوَفَّى بَعْدَ ذَلِكَ".

"عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر اُٹھا لیے گئے ہیں، اور اُس کے بعد وفات دیئے جائیں گے"۔

"تفسیر سمین" [2] و تفسیر "فتوحات الٰہیہ" [3] میں ہے:

"انه رُفِعَ إلى السماء ثم يُتَوَفَّى بعد ذلك بعد نزولِهِ إلى الأرض وحكمهِ بشريعةِ محمدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔

"وہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے، اور اُس کے بعد زمین پر اُتر کر شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم کر کے وفات پائیں گے"۔

امام بغوی تفسیر "معالم التنزیل" [4] میں فرماتے ہیں:

"قَالَ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ: إِنِّي قَابِضُكَ وَرَافِعُكَ فِي الدُّنْيَا إِلَيَّ مِنْ غَيْرِ مَوْتٍ"۔

---

[1] التبيان في إعراب القرآن، أبي البقا عبد الله بن الحسين العكبري 1\265، وفي إملاء ما من به الرحمن من وجوه الإعراب والقراءات 137۔

[2] الدر المصون في علوم الكتاب المكنون، لأبي العباس أحمد بن يوسف المعروف بالسمين الحلبي، سورة آل عمران، ص3\213۔

[3] الفتوحات الإلهية المعروف حاشية الجمل علي الجلالين، سورة آل عمران، 1\425۔

[4] معالم التنزيل۔تفسير البغوي۔سورة آل عمران، 1\447۔

جبکہ ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "الكشف والبيان في تفسير القرآن 3\81" میں فرمایا: فقال كعب والحسن والكلبي ومطر الوراق، ومحمد بن جعفر بن الزبير وابن جريج وابن زيد: معناه: إنّي قابضك. وَرافِعُكَ: من الدّنيا. إِلَيَّ: من غير موت"۔

یعنی امام حسن بصری نے کہ اجلۂ آئمہ تابعین وتلامذۂ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہیں، اور محمد بن سائب کلبی، اور امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے کہ اجلۂ واکابر ائمہ تبع تابعین سے، اور حسب رویت آئمہ تابعین سے ہیں۔
آیہ کریمہ کی تفسیر کی، کہ: "اے عیسیٰ! میں تجھے اپنی طرف اُٹھالوں گا، بغیر اس کے کہ تیرے جسم کو موت لاحق ہو"۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر [1] میں فرماتے ہیں:

" وَقَدْ ثَبَتَ الدَّلِيلُ أَنَّهُ حَيٌّ. وَوَرَدَ الْخَبَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّهُ سَيَنْزِلُ وَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ". ثُمَّ إِنَّهُ تَعَالَى يَتَوَفَّاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

" دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئی ہے، کہ: " وہ عنقریب اُتریں گے، اور دجّال کو قتل کریں گے"، پھر اس کے بعد اللہ عزوجل اُنہیں وفات دے گا"۔

اُسی میں ہے:

"التَّوَفِّي أَخْذُ الشَّيْءِ وَافِيًا. وَلَمَّا عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَخْطُرُ بِبَالِهِ أَنَّ الَّذِي رَفَعَهُ اللّٰهُ هُوَ رُوحُهُ لَا جَسَدُهُ ذَكَرَ هٰذَا الْكَلَامَ لِيَدُلَّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رُفِعَ بِتَمَامِهِ إِلَى السَّمَاءِ بِرُوحِهِ وَبِجَسَدِهِ" [2]۔

"توفی " کہتے ہیں کسی چیز کے پُورا لے لینے کو، جبکہ اللہ عزوجل کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کو یہ وہم گزرے گا، کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح آسمان پر گئی، نہ بدن، لہٰذا یہ کلام فرمایا، جس سے معلوم ہو کہ وہ تمام وکمال مع رُوح وبدن آسمان پر اُٹھا لیے گئے"۔

تفسیر "عناية القاضی وكفاية الراضی" للعلامة شهاب الدين

---

[1] مفاتیح الغیب أو التفسیر الکبیر، سورۃ آل عمران، ص 237\8۔

[2] مفاتیح الغیب أو التفسیر الکبیر، سورۃ آل عمران، ص 237\8۔

الخفاجی میں ہے: "سبق انه علیه الصلوٰة والسلام لم یصلب ولم یمت" [1]۔
"اوپر گزرا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ سولی دیئے گئے، نہ انتقال فرمایا"۔
امام بدرالدین محمود عینی" عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" [2] میں فرماتے ہیں:

"وَكَذَا رُوِيَ من طَرِيق أبي رَجَاء عَن الْحسن، قَالَ: قبل موت عِيسَى: وَالله إِنَّه لحي، وَلَكِن إِذا نزل آمنُوا بِهِ أَجْمَعُونَ، وَذهب إِلَيْهِ أَكثر أهل الْعلم"۔

"یعنی آیۂ کریمہ ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ ۔۔۔ الآیه﴾۔ کی جو تفسیر حضرت سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمائی، امام حسن بصری سے بطریق ابی رجاء مروی ہوئی کہ اُنہوں نے فرمایا" معنی آیت یہ ہیں کہ تمام کتابی موتِ عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے اُن پر ایمان لانے والے ہیں، اور فرمایا: خدا کی قسم! عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے"۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد ذہبی نے" تجرید الصحابہ" اور امام تاج الدین سبکی نے" کتاب القواعد" اور امام ابن حجر عسقلانی نے" اصابہ" میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے نبی اکرم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں شمار کیا، کہ وہ شبِّ معراج حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ظاہر ہے کہ اُن کی تخصیص اسی بنا پر ہے کہ اُنہیں یہ دولت قبل طریانِ موت نصیب ہوئی، ورنہ شبِّ معراج حضور کی زیارت کس نبی نے نہ کی؟۔

امام سبکی نے اس مضمون کو ایک چیستاں (پہیلی) میں ادا فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي ـ عناية القاضي و كفاية الراضي على تفسير البيضاوي، ص 3\305۔

[2] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ،باب نزول عيسى عليه الصلاة والسلام ، 16\39۔

کی اُمت سے وہ کون سا جوان ہے جو باتفاق تمام جہان کے حضرت افضل الصحابہ صدیق اکبر وفاروق اعظم وعثمان غنی وعلی مرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین سب سے افضل ہے، یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام"۔

"اصابہ فی تمیز الصحابہ"[1] میں ہے:

"عيسى المسيح ابن مريم الصديقة، رسول الله، وكلمته ألقاها إلى مريم۔ ذكره الذّهبيّ في "التّجريد"، مستدركا على من قبله، فقال: عيسى ابن مريم رسول الله، رأى النبيّ صلى الله عليه وسلّم ليلة الإسراء، وسلم عليه، فهو نبيّ وصحابيّ، وهو آخر من يموت من الصحابة، وألغزه القاضي تاج الدين السبكي في قصيدته في آخر القواعد له، فقال:

من باتّفاق جميع الخلق أفضل من		خير الصّحاب أبي بكر ومن عمر
ومن عليّ ومن عثمان وهو فتى		من أمّة المصطفى المختار من مضر

"یعنی مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں، اور وہ اللہ کا کلمہ ہیں جنہیں اُس نے حضرت مریم کی طرف القا فرمایا، اسے امام ذہبی نے "تجرید الصحابہ" میں اپنے اگلوں سے استدراک کرتے ہوئے ذکر کیا، تو فرمایا: اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم نے شبِّ معراج میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو وہ نبی اور صحابی ہیں، اور وہ ایسے صحابی ہیں جن کا وصال سارے صحابہ کے بعد ہوگا۔

اور قاضی تاج الدین سبکی نے اسے اپنے قصیدے میں رکھا جو کہ "کتاب القواعد"[2] کے

---

[1] الإصابة في تمييز الصحابة، 4\633.634۔ وانظر: الشرح الزرقاني على المواهب 7\399، والحاوي للفتاوى، كتاب الإعلام بحكم عيسى عليه الصلاة والسلام 2\195۔

[2] انظر: طبقات الشافعية الكبرى لتاج الدين السبكي 9\116، والإبهاج في شرح المنهاج 1\205، والحاوي للفتاوى، الأجوبة الزكية عن الألغاز السبكية 2\349.353

اواخر میں ہے کہ: وہ کون سا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں افضل الصحابہ ابوبکر وعمر عثمان وعلی رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہے، وہ جوان اُمت مصطفی کے قبیلۂ مضر سے ہے"۔

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہوگا۔

یہاں کلمات آئمہ دین وعلماء معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کی احاطہ واستیعاب کی طمع ہو سکے، اور اہلِ حق کے لیے اس قدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے آئمہ کو کچھ نہیں گنتے، اُن کے لیے ہزار دفتر ناوافی، لہٰذا اسی قدر پر بس کریں۔

رابعاً: یہی قولِ جمہور ہے، اور قول جمہور ہی معتمد ومنصور، ابھی شرح صحیح بخاری شریف سے گزرا: "ذهب إليه أكثر أهل العلم" [1]

"یعنی اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے"۔

خامساً: یہی قول مصحح ومرجح (صحیح اور ترجیح والا ہے) اور قولِ صحیح کا مقابل ساقط معتبر۔

امام قرطبی صاحب "مفہم شرح صحیح مسلم" [2] پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعو دتفسیر "ارشاد العقل السلیم" [3] میں فرماتے ہیں:

"الصحیحُ أن اللہ تعالی رفعه من غیر وفاةٍ ولا نومٍ كما قال الحسنُ وابنُ زید وهو اختیارُ الطبری وهو الصحیحُ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما"۔

"صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں زندہ بیدار اُٹھالیا، نہ اُن کا انتقال ہوا، نہ اس وقت سوتے

---

[1] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ،باب نزول عيسى عليه الصلاة والسلام ، 39\16۔

[2] انظر: اللباب في علوم الكتاب لإبن عادل الحنبلي 5\267،وروح المعاني 2\172۔

[3] إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم، سورة آل عمران، ص 2\43۔

تھے، جیسا کہ امام حسن وابن زید نے تصریح فرمائی، اوراسی کو امام طبری نے اختیار کیا، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی صحیح روایت یہی ہے"۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری[1] میں ہے:

"اَلْقَوْلُ الصَّحِیحُ بِأَنَّہُ رفع وَھُوَ حَیٌّ"

"صحیح قول یہ ہے کہ وہ زندہ اُٹھالیے گئے"۔

اقول: یہ تو بالیقین ثابت ہے کہ دُنیا میں عنقریب نزول فرما ہونے والے ہیں، اور اُس کے بعد وفات پانا قطعاً ضرور، تو اگر آسمان پر اُٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات ہوئی ہوتی، تو دُوبارہ اُن کی موت لازم آئے گی۔ کیونکر اُمید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے ایسے محبوب جمیل ایسے رسولِ عظیم وجلیل پر (کہ اُن پانچ مرسلین اُولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم سے ہیں، جو باقی تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ اجمعین سے افضل، اور زیادہ محبوبِ ربّ عزّوجل ہیں) دُوبار مصیبتِ مرگ بھیجے گا۔

جب حضور پُرنُور سیّدِ یَومُ النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا، اور امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اُس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے، خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال نہ فرمایا، اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں، اور اُن کے قتل کا حکم دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نعشِ اقدس پر حاضر ہوئے جھک کر رُوئے انور پر بوسہ دیا، پھر رُوئے، اور عرض کی:

---

[1] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ,أحاديث الأنبياء ,ذكر ادريس عليه الصلاة والسلام 15\224۔ وانظر: فتح الباري شرح صحيح البخاري، ذكر إدريس عليه الصلاة والسلام 6\375، ونقل عنه في شرح الزرقاني على المواهب 8\33، وعون المعبود شرح سنن أبي داود ,ومعه حاشية ابن القيم، خروج الدجال، 11\308، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، تفسير، 8\479۔

"بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَاللّٰهِ لاَ يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ، فَقَدْ مُتَّهَا" [۱]

"میرے ماں باپ حضور پر قربان! خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ حضور پر دو مَوتیں جمع نہ فرمائے گا، وہ جو مقدر تھی ہو چکی"۔

"بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يُذِيقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا"

"میرے ماں باپ حضور پر قربان! حضور زندگی میں بھی پاکیزہ، اور بعد انتقال بھی پاکیزہ، قسم اس کی جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کبھی حضور کو دُو مَوتیں نہ چکھائے گا"۔

رواه البخاري [۲] والنسائي [۳] وابن ماجة [۴] عن أم المؤمنين الصديقة رضي اللّٰه تعالٰى عنها۔

---

[۱] أخرجه البخاري في الصحيح، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ 6\13.14 (4452)، والنسائي في السنن الكبرى 2\386 (1980)، وابن حبان في الصحيح 14\588، من طريق ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ۔۔۔ الخ۔

[۲] أخرجه البخاري في الصحيح، الفضائل، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا" 5\6.7 (3667)، من طريق هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔۔۔ الخ۔

[۳] أخرجه النسائي في السنن، كتاب الجنائز، تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ (1841)، من طريق الزُّهْرِيِّ، وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ۔

[۴] أخرجه ابن ماجه في السنن، الجنائز، بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (1627) من طريق عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ۔۔۔ الخ۔

تو ایسی بات جب تک نصِ صریح سے ثابت نہ ہو، انبیاء اللہ خصوصاً ایسے رسولِ جلیل کے حق میں ہرگز نہ مانی جائے گی، خصوصاً رُوح اللہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی دُعا یہ تھی کہ: الٰہی اگر تو یہ پیالہ یعنی جام مرگ کسی سے پھیرنے والا ہے تو مجھ سے پھیر دے، بارگاہ عزت میں رسول اللہ کی جو عزت ہے اُس پر ایمان لانے والا بے دلیلِ صریح واضح التصریح کے کیوں کر مان سکتا ہے، کہ وہ یہ دُعا کریں، اور رب عزّوجل اُس کے بدلے اُن پر موت پر موت نازل فرمائے، یہ ہرگز قابلِ قبول نہیں، انصاف کیجیے۔ تو ایک یہی دلیل اُن کے زندہ اُٹھا لیے جانے پر کافی ووافی ہے، وباللہ التوفیق۔

تنبیہ دوم، اقول:

قرآنِ مجید سے اتنا ثابت، اور مسلمان کا ایمان کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود وعنود کے مکر و کیود سے بچ کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر اُن کی رُوح قبض کی گئی، اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف رُوح آسمان پر اُٹھائی گئی، اس کا آیت میں کہیں ذکر نہیں، یہ دعویٰ زائد ہے، جو مُدعی ہو ثبوت پیش کرے، ورنہ قبولِ بے ثبوت محض مَردُود ہے۔

مخالف نے جو کچھ ثبوت میں پیش کیا، سب بے ہودہ ہے۔ وہ یا تو نرا افتراء اس کے اپنے دل کا اختراع ہے، یا مطلب سے محض بیگانہ، جس میں مقصود کی بُو بھی نہیں، یا مُراد میں غیر نص، جو مُدعی کے لیے ہرگز بکار آمد و کافی نہیں، سب کا بیان سنئے!

ایک افتراء:

تو اس کا وہ کہنا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تفسیر میں ثابت فرما دیا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد قبض رُوح آسمان پر اُٹھائے گئے۔

دوسرا افتراء:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر کہ اُنھوں نے ایسا فرمایا، حالانکہ ہم ابھی ثابت کر آئے کہ اُن سے بسندِ صحیح اس کا خلاف ثابت ہے، وہ اسی کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ابھی وفات نہ پائی، اُن کی موت سے پہلے یہود ونصاریٰ اُن پر ایمان لائیں گے۔ امام قرطبی سے گزرا کہ یہی روایت ابن عباس [1] سے صحیح ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

---

[1] امام ابوجعفر الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "جامع البیان، سورۃ النساء، تحت الآیۃ 159:" مندرجہ ذیل سند ومتن کے ساتھ روایت کی:

"حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ, قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ, قَالَ: ثنا سُفْيَانُ, عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ, عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ, عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ}, قَالَ: " قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ "۔ اور اس کے بعد "حَدَّثَنَا ابْنُ وَكِيعٍ, قَالَ: ثنا أَبِي, عَنْ سُفْيَانَ، به" روایت کیا ہے۔

اور اسی روایت کو امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر " تفسیر القرآن العظیم 4\1114 (6254)" میں مندرجہ ذیل سند سے "حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ, ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ, عَنْ سُفْيَانَ, عَنِ ابْنِ حُصَيْنٍ، به" روایت کیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک علی الصحیحین، تفسیر سورۃ النسآء 2\338 (3207)"، میں مندرجہ ذیل سند سے "حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي عِيسَى، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ ، به " سے روایت کیا ہے۔

یونہی امام ضیاء الدین المقدسی نے "الأحادیث المختارۃ 10\238(250)" میں روایت کیا ہے۔ جبکہ یہی روایت تفسیر سفیان ثوری مطبوع کے صفحہ 98 پر مندرجہ ذیل سند سے موجود ہے "عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ بن جبير عن بن عَبَّاسٍ"۔

اسی روایت کو ابن عسا کرنے" تاریخ دمشق 47\512.513" میں "سفیان الثوری، وشعبۃ، قالا: عن أبي حصين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس " کی سند سے روایت کیا ہے۔

پس مفسر قرآن حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس روایت کو بیان کرنے =

= والے" حضرت سعید بن جبیر" بخاری ومسلم کے راوی ہونے کے ساتھ ساتھ ثقہ ثبت ہیں، اور اُن سے روایت کرنے والے" عثمان بن عاصم بن حصین" بھی بخاری ومسلم کے راوی ہونے کے ساتھ ساتھ ثقہ ثبت ہیں۔ اور اُن سے اس روایت کو امام سفیان ثوری روایت کرتے ہیں جو کہ بخاری ومسلم کے راوی ہیں اور ثقہ حافظ ہیں اگر چہ بعض آئمہ نے ان کو مدلس کہا ہے مگر وہ یہاں مضر نہیں بالخصوص اس روایت میں ان کی متابعت کی گئی ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ"۔

اور حافظ ذہبی تلخیص مستدرک میں فرماتے ہیں: "على شرط البخاري و مسلم"۔

حافظ ابن کثیر دمشقی نے " البداية و النهاية، ذكر نزول عيسى ابن مريم 19\217، ط: هجر " میں فرمایا کہ: "وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، وَكَذَا رَوَى الْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ".

" اور یہ سند صحیح ہے اور ایسے ہی عوفی نے سیّدنا ابن عباس سے روایت کیا ہے"۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ " فتح الباري شرح صحيح البخاري، احاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام 6\492" میں فرماتے ہیں:

" وَبِهَذَا جزم ابن عَبَّاس فِيمَا رَوَاهُ بن جَرِيرٍ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ "۔ " اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس حدیث میں جو اُن سے ابن جریر نے اُن کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے بسندِ صحیح روایت کی ہے"۔

علامہ احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "ارشاد الساري لشرح صحيح البخاري، باب نزول عيسى عليه الصلاة و السلام 5\419" میں فرماتے ہیں:

"وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه بإسناد صحيح".

" اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس حدیث میں جو اُن سے ابن جریر نے اُن کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے بسندِ صحیح روایت کی ہے"۔

تیسرا افتراء:

صحیح بخاری شریف[۱] پر کہ اُس میں یہ تفسیر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، وابن عباس سے مروی ہے، حالانکہ اس میں بروایت حضرت ابن عباس صرف اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ العَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ [المائدة: 117] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المائدة: 118]"

"یعنی تمہارا حشر ہوگا، اور کچھ لوگ بائیں طرف یعنی معاذ اللہ! جانب جہنم لے جائے جائیں گے، میں وہ عرض کروں گا جو بندۂ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا، کہ میں اُن پر گواہ تھا، جب تک اُن میں موجود رہا، جب تو نے مجھے وفات دی، تُو ہی اُن پر مطلع رہا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے، اگر تو اُنہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تُو انہیں بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا"۔

اس حدیث میں مدعی کے اُس دعویٰ کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے وفات ہوئی، اور صرف رُوح اُٹھائی گئی، اور بے گانہ وبے علاقہ اس آیہ کریمہ ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾[۲] کا ذکر ہے، یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بھی، تو یہ روزِ قیامت کا مکالمہ ہے۔

رب العزۃ جلالہ فرماتا ہے:

---

[۱] أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب التفسير، بَابُ قَوْلِهِ: {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ}، 6\55(4626)، من طريق المُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

[۲] [المائدة: 117]

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾۔﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ...﴾إلى قوله :﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾۔﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾۔﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ﴾[1]

"جس دن جمع فرمائے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو، پھر فرمائے گا: تمہیں کیا جواب ملا، بولے: ہمیں کچھ خبر نہیں، بے شک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں۔ جب فرمایا اللہ نے، اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! یاد کر میرے احسان اپنے اوپر (پھر احسانات گنا کر فرمایا)۔

اور جب فرمایا اللہ نے، اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! کیا تو نے کہہ دیا تھا لوگوں سے کہ بنا لو مجھے، اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا، بولا پاکی ہے تجھے، مجھے رَوا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا، اگر میں نے کہا: تو تجھے خوب معلوم ہوگا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے، اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں۔ میں نے نہ کہا: ان سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پُوجُو اللہ کو جو مالک ہے میرا، اور تمہارا، اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا، جب تو نے مجھے وفات دی، تو تُو ہی ان پر مطلع رہا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور

[1] [المائدة:109إلى119]

اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ فرمایا: اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو اُن کا سچ"۔

اوّل سے آخر تک یہ ساری گفتگو روزِ قیامت کی ہے، کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی وفات پائیں گے ہی نہیں؟ کہ روزِ قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کرسکیں۔

شاید جاہل یہاں "قَالَ اللّٰہُ" اور "قَالَ سُبْحٰنَکَ" میں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں، اور قیامت کا دن ابھی نہ گزرا، حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلامِ فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے، ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی وہ ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا واقع ہوئی۔ قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں سورۂ اعراف میں دیکھئے: ﴿وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ﴾ [1]

جنتوں نے دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پالیا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے رب نے سچا، کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا۔

﴿قَالُوْا نَعَمْ﴾ وہ بولے: ہاں!

﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ﴾ [2]

تو ندا کی اُن میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار ستم گاروں پر۔

﴿وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ﴾ [3]

اور اعراف والے پکارے جنت والوں کو سلام تم پر۔

﴿وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ﴾ [4]

---

[1] [الأعراف:44]

[2] [الأعراف:44]

[3] [الأعراف:46]

[4] [الأعراف:48]

اوراعراف والے پکارے دوزخیوں کواُن کے علامت سے پہچان کر۔

﴿وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ﴾ [۱]

اوردوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ دو۔

﴿قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ [۲]

بولے: اللہ نے یہ نعمتیں کافروں پرحرام کی ہیں۔

اس طرح سورۂ صافات میں:

﴿فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَسَآءَلُوۡنَ﴾ [۳]

"تو اُن میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے"، الآیات۔

اورسورۂ صٓ میں:

﴿قَالُوۡا بَلۡ اَنۡتُمۡ لَا مَرۡحَبًا بِكُمۡ﴾ سے ﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهۡلِ النَّارِ﴾ [۴]

"تابع بولے بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ملیو" (سے لیکر) "بیشک یہ ضرور حق ہے دوزخیوں کا باہم جھگڑا"، تک۔ دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا۔ اورسورۂ زمر میں:

﴿وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ﴾ سے ﴿وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ صَدَقَنَا ۔الآية﴾ [۵]

"اورصور پھونکا جائے گا، تو بے ہوش ہوجائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں، مگر جسے اللہ چاہے"، (سے لیکر) "اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ

---

[۱] [الأعراف:50]

[۲] [الأعراف:50]

[۳] [الصافات:50]

[۴] [ص:60إلى64]

[۵] [الزُّمَرِ:68إلى74]

ہم سے سچا کیا"، تک۔

تمام وقائع روزِ قیامت صیغہ ہائے ماضی میں اِرشاد ہوئے ہیں، اور خُود اسی آیت میں دیکھئے جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو، پھر فرمائے گا: تم نے کیا جواب پایا، بولے: ہمیں کچھ علم نہیں۔ یہاں بھی اُن کا جواب بصیغہ ماضی اِرشاد فرمایا، اور نا کافی ونا مثبت آیہ کریمہ:

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾[1]

" یاد کرو جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ میں تجھے پُوری عمر تک پہنچاؤں گا، اور تجھے اپنی طرف اُٹھالوں گا، اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا"۔ سے استدلال جس میں اِرشاد ہوتا ہے، کہ جب فرمایا اللہ نے، اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دینے والا، اور اپنی طرف اُٹھالینے والا، اور کافروں سے دُور کر دینے والا ہوں۔

اولاحرف "واوٗ" ترتیب کے لیےنہیں کہ اِس میں جو پہلے مذکور ہوا اُس کا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو، تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات ورفع وتطہیر سب کچھ ہونے والے ہیں، اور یہ بلاشبہ حق ہے، یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہولے گی۔

تفسیر امام عکبری[2] میں ہے:

﴿مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ﴾ كِلَاهُمَا لِلْمُسْتَقْبَلِ۔۔۔وَالتَّقْدِيْرُ: رَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُتَوَفِّيكَ؛ لِاَنَّهُ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ يُتَوَفَّى بَعْدَ ذَلِكَ.

" یعنی یہ دُونوں کلمے مستقبل کیلئے ہیں اور ﴿رَافِعُکَ اِلَیَّ﴾ و ﴿مُتوَفِّیکَ﴾ مقدر یعنی تمہیں اپنی طرف اُٹھالوں گا، اور تمہیں وفات دوں گا، اس لیے کہ اُنہیں آسمان کی طرف

---

[1] [آلِ عمران:55]

[2] التبيان في إعراب القرآن 1\265، وإملاء ما من به الرحمن من وجوه الإعراب والقراءات 136.137 كلاهما لأبي البقاء العكبري۔

اُٹھالیا گیا، پھر اُس کے بعد اُن کی وفات ہوگی"۔

تفسیر سمین [1]، وتفسیر جمل [2]، وتفسیر مدارک [3]، وتفسیر کشاف [4]، وتفسیر بیضاوی [5] وتفسیر ارشاد العقل [6]، میں ہے: واللفظ للنسفي

"أو مميتك في وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن إذ "الواو "لا توجب الترتيب"۔

یعنی یہ الفاظ نسفی کے ہیں: "یا تمہیں موت دُوں گا، تمہاری موت کے وقت میں، آسمان سے اُتارنے کے بعد، اوراس وقت میں تمہیں اُٹھالیتا ہوں۔ اس لیے کہ "واؤ" ترتیب کو واجب نہیں کرتا"۔

تفسیر کبیر [7] میں ہے:

"اَلْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ تَعَالَى يَفْعَلُ بِهِ هَذِهِ الْأَفْعَالَ، فَأَمَّا كَيْفَ يَفْعَلُ، وَمَتَى يَفْعَلُ، فَالْأَمْرُ فِيهِ مَوْقُوفٌ عَلَى الدَّلِيلِ، وَقَدْ ثَبَتَ الدَّلِيلُ أَنَّهُ حَيٌّ"

"یعنی آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ افعال کرے گا (یعنی اُوپر اُٹھائے گا اور موت دے گا)۔ پس کیسے اور کب کرے گا ہے؟ تو یہ معاملہ دلیل پر موقوف ہے اور دلیل اس بات پر قائم ہوچکی ہے کہ

[1] انظر: الدر المصون في علوم الكتاب المكنون، سورة آل عمران، 3\213۔

[2] انظر: حاشية الجمل على الجلالين، سورة آل عمران، 1\425۔

[3] تفسير النسفي۔ مدارك التنزيل وحقائق التأويل۔ 1\259۔

[4] انظر: الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، سورة آل عمران 1\367۔

[5] انظر: أنوار التنزيل وأسرار التأويل۔ تفسير البيضاوي۔ 2\19۔

[6] انظر: إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم۔ تفسير أبي السعود۔ 2\43۔

[7] مفاتيح الغيب۔ تفسير الكبير للرازي۔ 8\237۔

وہ زندہ ہے"۔

ثانیًا: "توفی" خوامخواہ معنی موت میں نص نہیں۔توفی کہتے ہیں: تسلّم و قبض اور پورا لے لینے کو۔

کبیر کی عبارت اُوپر گزری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم ورُوح تمام وکمال اُٹھالوں گا۔

"تفسیر جلالین"[1] سے گزرا:

"﴿مُتَوَفِّيكَ﴾ قَابِضك ﴿وَرَافِعك﴾ مِنۡ غَيۡرِ مَوۡت"۔

"یعنی اللہ نے عیسیٰ سے فرمایا: میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا، اور بغیر موت دیئے اُٹھاؤں گا۔

"معالم التنزیل"[2] سے گزرا کہ حسن، کلبی، وابن جریج سے کہا:

"إني قابضك ورافعك مِنۡ غَيۡرِ مَوۡتٍ"

"اے عیسیٰ! میں تجھے اپنی طرف اُٹھالوں گا، بغیر اس کے کہ تیرے جسم کو موت لاحق ہو"۔

اسی میں ہے:

"عَلَى هَذَا لِلتَّوَفِّي تَأۡوِيلَانِ أَحَدُهُمَا: إِنِّي رَافِعُكَ إِلَيَّ وَافِيًا لَمۡ يَنَالُوا مِنۡكَ شَيۡئًا، مِنۡ قَوۡلِهِمۡ: تَوَفَّيۡتُ من كذا و كَذَا وَاسۡتَوۡفَيۡتُهُ إِذَا أَخَذۡتُهُ تَامًّا. وَالۡآخَرُ: إني متسلمك، مِنۡ قَوۡلِهِمۡ تَوَفَّيۡتُ مِنۡهُ كَذَا، أَيۡ: تَسَلَّمۡتُهُ"[3]

"یعنی اس بناء پر توفی کی دُو تاویلیں ہیں: ان میں سے ایک یہ کہ: "میں تم کو مکمل سلامتی کے ساتھ اُٹھالوں گا تو لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے" (جیسے) اہلِ زبان کا قول کہ: "میں نے اسے ایسے ایسے لے لیا، جبکہ اس کو پُورا پُورا لے لیا" اور دُوسری تاویل یہ ہے کہ: "میں

---

[1] تفسیر الجلالین، سورۃ آل عمران، ص 52۔ وانظر: ماتقدم۔

[2] تفسیر البغوي۔ معالم التنزیل۔ سورۃ آل عمران 1\447۔ وانظر: ماتقدم۔

[3] تفسیر البغوي۔ معالم التنزیل۔ سورۃ آل عمران 1\447۔

تمہیں اُن سے لے لوں گا"، (جیسے) اہلِ زُبان کا قول کہ: "میں نے اس چیز کو اُن سے حاصل کرلیا".

کشاف[1]، وانوار التنزیل[2]، وابی السعود[3]، وتفسیر نسفی[4] میں ہے:

"أو قابضك من الأرض، من توفيت مالى"

"یعنی میں تجھے زمین سے اچک لوں گا (جیسے) اہل زبان کا قول کہ میرا مال اچک لیا گیا"۔

خفاجی علی البیضاوی[5] میں ہے:

"ولذا فسر التوفي برفعه، وأخذه من الأرض! كما يقال توفيت المال إذا قبضته".

"یعنی اس لیے "توفی" کی تفسیر" زمین سے اُٹھا لیے جانے سے" کی جیسے کہا جائے کہ "میرا مال فوت ہوگیا جب اُسے لے لیا جائے"۔

ثالثاً: "توفی بمعنی استیفاء اجل" ہے، یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا، اوران کافروں کے قتل سے بچاؤں گا، ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا، تم اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی موت انتقال کروگے"۔

تفسیر سمین[6]،

---

[1] تفسیر الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل 1\366۔

[2] تفسير البيضاوي۔أنوار التنزيل وأسرار التأويل۔2\19۔

[3] تفسير أبي السعود۔إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم۔2\43۔

[4] تفسير النسفي۔مدارك التنزيل وحقائق التأويل۔1\259۔

[5] حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي ۔عناية القاضي وكفاية الراضي على تفسير البيضاوي۔سورة آل عمران، 3\305۔

[6] الدر المصون في علوم الكتاب المكنون، سورة آل عمران، 3\214۔

وتفسیر جمل [1]، وتفسیر مدارک [2] وتفسیر کشاف [3] وتفسیر بیضاوی [4] وتفسیر ارشاد [5] میں ہے:

"إني مستوفي أجلِك ومؤخِّرُك وعاصِمُك مِنْ أَنْ يقتُلَكَ الكفار إلى أن تموتَ حَتْفَ أنفِكَ"

"یعنی میں پورا کروں گا تمہارے اجل کو، اور تمہیں مؤخر کروں گا، اور میں تمہیں محفوظ رکھوں گا کفار کے قتل کرنے سے، یہاں تک کہ تم اپنی طبعی موت پاؤ"۔

"تفسیر کبیر" [6] میں ہے:

"أَيْ مُتَمِّمٌ عُمُرَكَ، فَحِينَئِذٍ أَتَوَفَّاكَ، فَلَا أَتْرُكُهُمْ حَتَّى يَقْتُلُوكَ، وَهَذَا تَأْوِيلٌ حَسَنٌ"

"یعنی میں تمہاری عمر کو مکمل کروں گا، تو اُس وقت تمہیں وفات دوں گا، میں نہیں چھوڑں گا اُن کے لیے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں، اور یہ تاویل اچھی ہے۔

رابعًا: وفات بمعنی خواب، خود قرآنِ عظیم میں موجود، قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ﴾ [7]

"اللہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے رات میں"، یعنی سلاتا ہے۔

---

[1] حاشية الجمل على الجلالين، سورة آل عمران، 1\425۔

[2] تفسير النسفي۔مدارك التنزيل وحقائق التأويل۔1\259۔

[3] تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل 1\366۔

[4] تفسير البيضاوي۔أنوار التنزيل وأسرار التأويل۔2\19۔

[5] تفسير أبي السعود۔إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم۔2\43۔

[6] مفاتيح الغيب۔تفسير الكبير للرازي۔8\237۔وانظر: اللباب في علوم الكتاب لابن عادل الحنبلي 5\266، وتفسير النيسابوري۔غرائب القرآن ورغائب الفرقان۔2\171۔

[7] [الأنعام:60]

وقال اللہ تعالیٰ:

﴿اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا﴾ [1]

"اللہ تعالیٰ وفات دیتا ہے جانوں کو اُن کی موت کے وقت، اور جو نہ مرے، اُنہیں اُن کے سوتے میں"۔

تو معنی یہ ہوئے کہ میں تمہیں سلاؤں گا، اور سوتے میں آسمان پر اُٹھالوں گا کہ اُٹھائے جانے میں دہشت نہ لاحق ہو۔ یہی قول امام ربیع بن انس کا "معالم" [2] میں ہے:

"قَالَ الرَّبِیعُ بْنُ أنس: المراد بالتوفی النوم، وَكَانَ عِیسَی قَدْ نَامَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ تعالی نَائِمًا إِلَی السَّمَاءِ، مَعْنَاهُ إنی منیمك وَرَافِعُكَ إِلَیَّ"۔

"یعنی ربیع ابن انس نے کہا کہ: "توفی" سے مراد "نوم" ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سوتے رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں آسمان پر اُٹھالیا، اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں سلاؤں گا، اور تمہیں اپنی طرف اُٹھالوں گا"۔

"مدارک" [3] میں ہے:

"أو متوفی نفسك بالنوم ورافعك وأنت نائم حتی لا یلحقك خوف وتستیقظ وأنت فی السماء آمن مقرب"

"یعنی میں تمہیں لے لُوں گا سوتے میں، اور تمہیں اُٹھالوں گا اس حال میں کہ تم سو رہے ہو گے تاکہ تمہیں خوف نہ ہو، اور تم بیدار ہو اس حالت میں کہ آسمان میں مامون ومقرب ہو"۔

کشاف [4]،

---

[1] [الزمر:42]

[2] تفسير البغوي۔معالم التنزيل۔سورة آل عمران 1\447۔

[3] تفسير النسفي۔مدارک التنزيل و حقائق التأويل۔ 1\259۔

[4] تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل 1\366۔

وانوار[1] وارشاد[2] میں ہے: "أو متوفيك نائماً إذروی أنه رفع نائماً" "یعنی میں تمہیں خواب میں لے لُوں گا اس لیے کہ: مروی ہے عیسیٰ علیہ السلام سوتے میں اُٹھا لیے گئے"۔

اور ان کے سوا آیت میں اور بھی بعض وجوہ کلماتِ علماء میں مذکور، تو وفات کو بمعنی موت لینا، اور اُسے قبل از رفع ٹھہرا دینا، محض بے دلیل ہے جس کا آیت میں اصلاً پتا نہیں۔

اقول: بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم مخالف کا رَد فرما رہی ہے، ان کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسیٰ رُوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین بشارتیں تھیں۔

﴿مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ﴾[3]

اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت دُوں گا اور بعد میں تمہاری رُوح کو آسمان پر اُٹھالُوں گا تو اس میں سوا اس کے کہ انہیں موت کا پیغام دیا گیا اور کون سی بشارت تازہ ہے مرنے کے بعد ہر مسلمان کی رُوح آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ﴾[4]

"بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں، اور اُن سے تکبر کیا، اُن کے لیے نہ کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے"۔

تو کافر کی رُوح آسمان پر نہیں جاتی ملائکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں در ہائے (دروازہائے) آسمان بند کر لیے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک رُوح کی جگہ نہیں، بخلاف

---

[1] تفسير البيضاوي۔أنوار التنزيل وأسرار التأويل۔2\19۔

[2] تفسير أبي السعود۔إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم۔2\43۔

[3] [آل عمران:55]

[4] [الأعراف:40]

مومن کہ اُس کی رُوح بلند ہوتی اور زیرِ عرش اپنے رب جل وعلا کو سجدہ کرتی ہے، تو پچھلی باتیں ہر مسلمان کی رُوح کو حاصل۔

آیت میں صرف خبر موت رہ گئی، اور ہمارے طور پر ہر ایک بشارتِ عظیمہ مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا، یہ کافر قتل نہ کر سکیں گے، اور جیتے جی آسمان پر اُٹھا لُوں گا، اور کافروں سے ایسا دُور و پاک کر دوں گا کہ عمر بھر کسی کافر کو تم پر اصلاً دسترس نہ ہوگی، جب دُوبارہ دُنیا میں آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خُود انہیں قتل کرو گے، اور انہیں کو نہیں بلکہ تمام کافروں سے سارے جہان کو پاک کردو گے کہ ایک دینِ حق تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا، اور تم تمام عالم میں اس کے مرجع وماویٰ معہذا شروع کلام میں فرمایا ہے:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ الآیۃ [1]

یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:" کافروں نے عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا اُنہیں قتل کرنا چاہا، اور اللہ عزّوجل نے اُنہیں اُن کے مکر کا بدلہ دیا کہ اُن کا مکر اُلٹا اُنہیں پر پڑا، جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ! میں تیرے ساتھ یہ یہ باتیں کرنے والا ہوں"۔

انصاف کیجئے!

اگر کچھ دُشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا چاہتے ہوں، اور وہ اُسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے سلامت نکال لیا جائے، اور اُن کا چاہا نہ ہونے پائے یا یہ کہ اُن کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خُود موت دے دے، ان کی مُراد تو یوں بھی بھر آئی آخر جو کسی کا قتل چاہے اُس کو غرض یہی ہوتی ہے کہ جان سے جائے، وہ حاصل ہو گیا اُن کے ہاتھوں نہ سہی اللہ کے ہاتھ (قدرت) سے سہی، بخلاف اس کے کہ اُنہیں اُن کے قادر

---

[1] [آل عمران: 54۔55]

ذوالجلال والاکرام نے زندہ اپنے پاس اُٹھالیا کہ اُنہیں پھر بھیج کر اُن خبیثوں کی شرارتیں اُنہیں کے دستِ مبارک سے نیست و نابو کرائے۔تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے:

﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ [1] "اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے"۔

هٰكذا ينبغي التحقيق و الله ولي التوفيق۔ "ایسی تحقیق ہونی چاہیے، اور اللہ یہ توفیق دینے والا ہے"۔

مسلمانو!

ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے، ہم سے تو محض بے ضابطہ وہ جبروتی تقاضے تھے کہ ثبوتِ حیات صرف قرآن سے دو، آیت بھی قطعیۃ الدلالۃ ہو، حدیث ہو بھی تو خاص صحیح بخاری کی ہو، حالانکہ ازروئے قواعد علمیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا، ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مُدعی ہیں اور بارِ ثبوت ذمہ مُدعی ہوتا ہے، تو ایک تو اُلٹا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً و نقلاً کسی طرح لازم نہیں۔

اور جب خود ان مُدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی، تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ء، حضرت عبداللہ بن عباس پر افترا ء، صحیح بخاری شریف پر افترا ء، محض بے گانہ واجنبی سے استناد، نہ قرآن پر بس، نہ قطعیت کی ہوس، اور کیا ناانصافی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تنبیہ سوم:

ان نئے فیشن کے مسیحوں کا سچے مسیح رسول اللہ وکلمۃ اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت سوال کہ اس دُوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے، اور وہ نبوت یا رسالت سے خُود مستعفی ہوں گے یا اُن کو خدائے تعالیٰ اس عہدہِ جلیلہ سے معزول کر کے اُمتی بنا دے گا، اگر از راہِ نادانی ہے تو محض سفاہت و جہالت، ورنہ صریح شرارت وضلالت۔

حاش للہ! نہ وہ خُود مستعفی ہوں گے نہ کوئی نبی نبوت سے استعفا دیتا ہے، نہ اللہ عزوجل

[1] [آل عمران:55]

اُنہیں معزول فرمائے گا، نہ کوئی نبی معزول کیا جاتا ہے، وہ ضرور اللہ کے نبی ہیں، اور ہمیشہ نبی رہیں گے، اور ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں، اور ہمیشہ اُمتی رہیں گے، یہ سفیہہ اپنی حماقت سے نبی ہونے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے میں باہم منافات سمجھا یہ اس کی جہالت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرِ رفیع سے غفلت ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ ایک عیسیٰ رُوح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر موقوف نہیں، ابراہیم خلیل اللہ، وموسیٰ کلیم اللہ، ونوح نجی اللہ، وآدم صفی اللہ، وتمام انبیاء اللہ تعالیٰ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سیّدِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اُمتی ہیں۔ حضور کا نام پاک نبی الانبیاء ہے، حدیث میں حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي" [1]

"اگر موسی زندہ ہوتے انہیں میری پیروی کے سوا کچھ گنجائش نہ ہوتی"۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم:

"وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي". [2]

---

[1] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 5\312 (26421)، وأحمد في مسنده (14631)، وأبو يعلى في مسنده 4\102 (2135)، والبيهقي في الشعب (175)، والبغوي في شرح السنة 1\270 (126)، وفي تفسيره 1\268، وفي الأنوار في شمائل النبي المختار (1235)، من طريق مجالد عن الشعبي عن جابر بن عبد الله۔ وانظر: كنز العمال (1010)

[2] أخرجه الدارمي في السنن، بابُ مَا يُتَّقَى مِنْ تَفْسِيرِ حَدِيثِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم (469)، وأحمد في مسنده (15156)، وابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله (1497)، من حديث جابر بن عبد الله۔

وأخرجه عبد الرزاق في المصنف 6\113 (10164)، وابن الضريس في فضائل القرآن (90)، وابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله (1495)، من حديث عبد الله بن ثابت۔

قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک ہے اگر موسیٰ تمہارے لیے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرو تو سیدھی راہ سے بہک جاؤ گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور میرا اتباع کرتے۔

اس وقت تو رات شریف کا ذکر تھا لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا ورنہ انہیں کی تخصیص نہیں سب انبیاء کے لیے یہی حکم ہے۔

یہ سفہا قرآن مجید کا نام تو لیتے اور حدیثوں سے منکر ہو کر فریب دہی عوام کے لیے صرف اسی سے استناد کا پیام دیتے ہیں مگر استغفر اللہ قرآن کی انہیں ہوا بھی نہ لگی یہ منہ اور قرآن کا نام اگر قرآن عظیم کبھی سنا بھی ہوتا تو ایسے بے ہودہ سوال کا منہ نہ پڑتا اللہ عزوجل قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَاؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [۱]

"اور یاد کر جب اللہ نے عہد لیا سب پیغمبروں سے، جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں، پھر آئے تمہارے پاس ایک رسول، تصدیق فرماتا ہوا اُس کتاب کی جو تمہارے ساتھ ہے، تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا، اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبرو! کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا؟ اور اس عہد پر میرا ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ، اور میں خود تمہارے ساتھ اس عہد کا گواہ ہوں، تو جو اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ بے حکم ہیں"۔

کیوں قرآن کا نام لینے والو! کیا یہ آیتیں قرآن میں نہ تھیں؟ کیا اللہ عزّوجل نے اس سخت

---

[۱] [آل عمران:81۔82]

تاکید شدید کے ساتھ سب انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا؟ کیا اس عہد سے اُن سب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی نہ بنادیا؟ کیا اس عہد لیتے وقت اُنہوں نے نبوت سے استعفا کیا؟ یا اللہ عزوجل نے اُنہیں معزول کرکے اُمتی کردیا۔

اے سفیھو! اس عہدِ عظیم پر حضرت رُوح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُتریں گے اور باوصفِ نبوت ورسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی وناصرِ دین ہوکر رہیں گے۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود		
		گرچہ بس عالیست پیش خاک تود

اس آیتِ کریمہ کا نفیس جانفزا بیان اگر دیکھنا چاہو تو سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ کی کتاب مستطاب "**تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین** (1305ھ)"[1] کا مطالعہ کرو، اور ہمارے نبی اکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی الانبیاء ہونے پر ایمان لاؤ۔

گرچہ شیرین دہناں بادشاہ نند ولے		
		او سلیمانِ جہان ست کہ خاتم با اوست

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ رہا اس کا سوال کہ کس وقت آسمان سے رُجوع کریں گے؟۔ اس کا جواب وہی ہے کہ: **ما المسؤل عنھا باعلم من السائل۔**

"یعنی جس سے پوچھا گیا وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا"۔

---

[1] سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف لطیف راقم الحروف کی تخریج وحاشیہ کے ساتھ بنام" سب سے اولی واعلی ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " فروری 2019ء، دار القلم اسلامک ریسرچ سنٹر کے تحت شائع ہوچکی ہے، محمد ارشد مسعود عفی عنہ۔

اتنا یقینی ہے کہ وہ مبارک وقت بہت قریب آپہنچا ہے کہ وہ آفتابِ ہدایت وکمال اُفق رحمت وجمال وقہر وجلال سے طلوع فرما کر اس زمین تیرہ تار پر تجلی فرمائے، اور ایک جھلک میں تمام کفر، بدعت، نصرانیت، یہودیت، شرک، مجوسیت، نیچریت، قادیانیت، رفض، خروج (خوارج) وغیرہا اقسامِ ضلالت سب کا سویرا کردے۔ تمام جہان میں ایک دین اسلام ہو، اور دینِ سلام میں صرف ایک مذہب اہل سنت، باقی سب تہ تیغ وللہ الحجۃ السامیہ مگر تعیین وقت کہ آج سے کتنے سال؟ کتنے ماہ باقی ہیں؟ نہ ہمیں بتائی گئی، نہ ہم جان سکتے ہیں، جس طرح قیامت کے آنے پر ہمارا ایمان ہے اُس کا وقت معلوم نہیں۔

تنبیہ چہارم:

مسلمانو! اللہ عزّوجل نے انسان کو جامع صفات ملکی وبہیمی وشیطانی بنایا ہے، جسے وہ ہدایت فرمائے صفاتِ ملکی ظہور کرتے، اور اسے بعض یا کل ملائکہ سے افضل کردیتے ہیں کہ:

"عَبۡدِی الۡمُؤۡمِنُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنۡ بَعۡضِ مَلَائِكَتِي "[1]

"یعنی میرے نزدیک میرا مومن بندہ بعض فرشتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے"۔

شریعت اُن کی شعار ہوتی ہے، اور تقویٰ اُن کا وثارکہ:

﴿لَا يَعۡصُونَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ﴾[2]

---

[1] أخرجه الطبراني في الأوسط 6\367(6634)

وأورده الهيثمي في المجمع 1\82(267)، وقال: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الۡأَوۡسَطِ، وَفِيهِ أَبُو الۡمُهَزِّمِ، وَهُوَ مَتۡرُوكٌ، وَهُوَ عِنۡدَ ابۡنِ مَاجَهۡ (3947) مِنۡ قَوۡلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: "الۡمُؤۡمِنُ أَكۡرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنۡ بَعۡضِ مَلَائِكَتِهِ".

وأخرجه البيهقي في الشعب (150) عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: "الۡمُؤۡمِنُ أَكۡرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الۡمَلَائِكَةِ" موقوفًا۔

[2] [التحريم:6]

"جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں"
تواضع وفروتنی اُن کی شانِ جبلی، اور تکبر وتعلی سے تنفر کلی کہ:

"إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ"[1]
"یعنی بے شک فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں"۔

اور جس نے صفات بہیمی کی طرف رجوع کی، بہائم دار لیل ونہار بطن وفرج کا خادم خوار اور فکر شہوات کا اسیر وگرفتار کہ: ﴿أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾[2]
"وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ"۔

اور جس پر صفاتِ شیطانیہ غالب آئیں تکبر وترفع اُس کا دین وآئین کہ:

﴿أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾[3]

---

[1] أخرجه أبو داود في السنن، كتاب العلم، بَابُ الْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ(3641)، وابن ماجه في السنن، كتاب السنة، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ(223)، والترمذي في السنن، أبواب العلم، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ(2682)، وابن أبي شيبة في مسنده 1\55(47)، وأحمد في مسنده(21715)، والدارمي في السنن، بَابٌ فِي فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْعَالِمِ(354)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار 3\10.11 (982)،وابن حبان في الصحيح 1\289(88)، والطبراني في مسند الشاميين 2\224(1231)، وابن الأعرابي في المعجم(1609)، والمحاملي في الأمالي برواية ابن البيع (354)،وابن شاهين في الترغيب في فضائل الأعمال (208)، والبيهقي في الشعب (1573)، والخطيب في الرحلة في طلب الحديث (4.5)، وابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله(169)،و(173إلى 77)، كلهم من حديث أبي الدرداء۔

[2] [الأعراف:179]

[3] [البقرة:34]

"منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا"

یہ ہر وقت طلبِ جاہ و شہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالی جائے جس سے آسمانِ تعلیٰ پر ٹوپی اُچھالے دُور دُور نام مشہور ہو، خاص و عام میں ذکر مذکور ہو، اپنا گروہ الگ بنائیں، وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں، ان میں جن کی ہمت پُوری ترقی کرتی ہے وہ

﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ [1]

"میں تمہارا سب سے اُونچا رب ہوں"۔

بولتے اور دعوائے خدائی کی دکان کھولتے ہیں، جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون و نمرود وغیر ہما مَردود، اور آنے والوں میں مسیح قادیانی کے سوا ایک اور مسیحِ خر نشین یعنی دجّال لعین، اور جو اُن سے کم درجہ ہمت رکھتے ہیں، کذابِ یمامہ و کذاب ثقیف وغیرھما خبیثوں کی طرح ادعای رسالت و نبوت پر تھکتے ہیں، اور گھٹ کی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوثِ زمان، کوئی مجتہد وقت، کوئی چنین و چنان۔

ہندوستان میں مُدتوں سے اسلام بے سردار ہے، اور دین بے یاور، نفس امّارہ کی آزادیاں، کھلے بندوں رہنے کی شادیاں، یہاں رنگ نہ لائیں تو کہاں؟ ہزاروں مجتہد سینکڑوں ریفامر، مقننانِ تہذیب، مشرّعانِ نیچر، کتنے ہی مہدی، کتنے مذہب گر، حشرات الارض کی طرح نکل پڑے، اور خدا کی شان "يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَيُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ"۔

"وہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے"۔

جو کوئی کیسے ہی کھلے باطل صریح جھوٹ کا نشان باندھ کر آگے بڑھا، کچھ عقل کے اَندھے، قسمت کے اوندھے اس کے پیچھے ہو لیے۔ آخر یہی آدمی تھے جو فرعون کو سجدہ کرتے، یہی آدمی ہوں گے جو دجّال کا ساتھ دیں گے۔

ان صدیوں کے دورے میں مہدی تو کتنے ہی نکلے، اور زمین کا پیوند ہوئے، سنا جاتا ہے

---

[1] [النازعات:24]

ایک صاحب کو پانچ پانیوں کے زور میں نئی اُپج کی سوجھی، کہ مہدی بننا پُرانا ہوگیا، اور نرا اُمتی بننے میں لطف ہی کیا، لاؤ عیسیٰ موعود بنیں، اور اِدعائے الہام کی بنیاد پر نُبُوَّت کی دیوار چنیں، اور ادھر عیسائیوں کا زمانہ بنا ہوا ہے۔ اگر کہیں صلیب کے صدقے میں نصیب جاگا اور اُن کی سمجھ میں آ گیا، جب تو جنگل میں منگل ہے، سولی کے دن گئے بُرے [ا] کی شادی کا دنگل ہے، یورپ وامریکا وبرما وانڈیا سب تخت اپنے ہی ہیں، اپنے ہی بندے خداوند تاج وشہی ہیں، پاؤں میں چاند تارے کا جوتا، سر پر سورج کا تاج ہوگا، باپ کو جیتے جی معزول کر کے بیٹے کا راج ہوگا، اور ایسا نہ بھی ہوا تو چند گانٹھ کے پُورے، ہیے کے اندھے تو کہیں گئے ہی نہیں، یوں بھی اپنا ایک گروہ الگ شہرت حاصل سرداری برقرار۔

[ا] ہاں! ہاں برے کی شادی تو ہوئی، اور ہوئی بھی کس زُور سے کہ آسمان بالا پر ہوئی اور ہوئی بھی گھر کی گھر میں، یعنی خُود مرزا ماموں جی کی اُن کی بھانجی محمدی سے ہوئی، اور اس کی ابلیسی وحی بھی مرزا جی پر اُتری، کہ "زوجنا کھا" مگر افسوس کہ راس نہ آئی، آسمانی جورو پاس نہ آئی، مرزا جی کی بہن نے مرزا جی کی ایک نہ سنی، اور اُن کی منکوحہ جورو سلطان محمد خاں کو بیاہ دی، مرزا جی چیخے چلائے، وحیوں کا آسمان مرزا جی پر پھٹ پڑا، کہ وہ اُن کا رقیب تین برس کے اندر مرجائے گا، اور اُس کی نیم جھوٹن، پھر مرزا جی کو پہنچے گی، مگر وہ پٹھان ایسا کرتا کہ آج تک کادیانی جی کی آسمانی جورو کو بغل میں لیے بیٹھا ہے، اُس کا تو بال بھی بیکا نہ ہوا، خود کادیانی ہائے جورو، وائے جورو، کرتے چل بسے، اور پھر اُن کے مرید ہیں کہ اب تک اُن کی پیشین گوئیوں پر سر منڈائے بیٹھے، اور اُن کی (جھوٹی) نبوتِ ملعونہ پر ایمان لا رہے ہیں۔ بھنگی کو بھی ایسی ذلت پہنچتی تو ڈُوب مرتا ہے، مگر مرزا جی کی حیا کہ اتنے برسوں اپنی جائز جورو، خانم کو پٹھان کی بغل میں دیکھا کیے، زندہ بھی رہے اور اُن کی (جھوٹی) نبوت کے شیشہ کو بھی ٹھیس نہ لگی، اگر چہ خون خرابا ہوگیا، جس پر ایک ظریف نے کہا:

وحی و پوش بود زوجنا کھا　　　واقعہ نیمود زوج نا کھا۔ ۱۲ منہ

اس خیال کے جمانے کو جہاں ہزاروں گل کھلائے، صدہا جل کھیلے، وہاں ایک ہلکا سا پیچ یہ بھی چلے کہ سیدنا عیسیٰ علٰی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو مر بھی گئے، اب وہ کیا خاک اُتریں گے اور کیا کریں دھریں گے؟ جو کچھ ہیں ہم ہی ذات شریف ہیں، ہم ہی آخری اُمید گاہ دین حنیف ہیں، ہم ہی قاتل خنزیر، ہم ہی قاطع یہود، ہم ہی کاسر صلیب، ہم ہی مسیح موعود، گویا انہیں کی ماں کنواری، انہیں کا باپ معدوم، احادیثِ متواترہ میں انہیں کے آنے کی دھوم، مگر یہ ان کی نری خام ہوس ہے، اوحیات وموت عیسوی میں ان کی گفتگو عبث۔

ہم پوچھتے ہیں موت عیسوی منافی نزول ہے یا نہیں؟ اگر نہیں، اور بے شک نہیں، جیسا کہ ہم مقدمۂ خامسہ میں روشن کر آئے، جب تو اس دعوے سے تمہیں کیا نفع ملا؟ اور احادیثِ نزول کو اپنے اُوپر ڈھالنے سے کیا کام چلا؟ اور اگر بالفرض منافی جانیے تو یقیناً لازم کہ موت سے انکار کیجئے، حیات ثابت مانیے کہ اگر موت ہوتی تو نزول نہ ہوتا، مگر نزول یقینی، کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاداتِ متواترہ اس کی دلیلِ قطعی، مسلمان ہرگز کسی فریب دہندہ کی بناوٹ مان کر اپنے رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے اِرشادات کو معاذ اللہ غلط وباطل جاننے والے نہیں، جو کوئی اِن کے خلاف کہے، اگرچہ زمین سے آسمان تک اُڑ لے، مسلمان اس کا ناپاک قول بدتر اَز بول، اسی کے منہ پر مار کر الگ ہو جائیں گے، اور مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن پاک سے لپٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھڑائے، دُنیا نہ آخرت میں، آمین، آمین! بجاہ عندک یا ارحم الراحمین۔

اور بفرضِ باطل یہ سب کچھ سہی، پھر آخر تمہاری مسیحیت کیوں کر ثابت ہوئی؟ ثبوت دُو اور اپنے دعوے کی غیرت کی آن ہے تو صرف قرآن سے دو۔

وہ دیکھو قرآن کی بارگاہ سے محروم پھرتے ہو، اچھا! وہاں نہ ملا حدیث سے دو، وہ دیکھو حدیث کی درگارہ سے خائب وخاسر پلٹتے ہو، خیر یہاں بھی ٹھکانا نہ لگا، تو کسی صحابی ہی کا ارشاد، کسی تابعی ہی کا اثر، کسی امام ہی کا قول، کچھ تو پیش کرو کہ احادیثِ متواترہ میں مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نزولِ عیسیٰ کی بشارت دی ہے اس سے مُراد کوئی ہندی پنجابی ہے؟ جہاں جہاں ابن مریم ارشاد ہے وہاں کسی پنجابن کا بچہ، مغل زادہ مُراد ہے؟ اور جب ایسے بدیہی البطلان دعوؤں کا کہیں سے ثبوت نہ دے سکو، ہر طرف سے نا اُمید، ہر طرح سے باطل، تو عوام کو چھلنے اور پینترے بدلنے اور ترچھے نکلنے اور اُلٹے اُچھلنے سے کیا حاصل۔

حضرت مسیح مع جسم ورُوح یا صرف روح سے بعد انتقال گئے یا جیتے جاگتے، تمہیں کیا نفع؟ اور تم پر سے ذلت بے ثبوتی کیونکر دفع، تمہارا مطلب ہر طرح مفقود، تمہارا اِدّعا ہر طرح مَردود، پھر اس بے معنی بحث کو چھیڑ کر کیا سنبھالو گے، اور عیسیٰ کی وفات سے مغل کو مرسل، پنجابن کو مریم، نطفے کو کلمہ، اَذل کو اکرم، بیاہی کو کنواری، ادخال کو دم، کیوں کر بنا لو گے؟ بالجملہ وہی دُو حرف کہ مقدمہ ثالثہ ورابعہ میں گزرے، ان تمام جہالاتِ فاحشہ کے رد میں کافی ووافی ہیں، وللہ الحمد۔

تنبیہ پنجم:

بفرضِ باطل یہ بھی سہی کہ نزولِ عیسیٰ سے مُراد کسی مماثل عیسیٰ کا ظہور ہے، مگر مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اتنا ہی تو اِرشاد نہ فرمایا کہ نزولِ عیسیٰ ہوگا، بلکہ اُس سے پہلے وقائع اِرشاد ہوئے ہیں، کہ جب یہ واقع ہولیں گے اُس کے بعد نزول ہوگا، اس کے مقارن بہت احوال واوصاف بتائے گئے ہیں کہ اس طَور پر اُتریں گے، یہ کیفیت ہوگی، اس کے لاحق بہت حوادث وکوائن فرمائے گئے، کہ اُن کے زمانے میں یہ یہ ہوگا، آخران سب کا صادق آنا تو ضرور ہے۔

مثلاً سابقات:

میں رُوم وشام وتمام بلادِ اسلام باستثنائے حرمین شریفین، سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا، سلطانِ اسلام کا شہادت پانا، تمام زمین کا فتنہ وفساد سے بھر جانے کے باعث اولیائے عالم کا مکہ معظّمہ کو ہجرت کر جانا، وہاں حضرتِ امام آخرالزمان کا طواف کعبہ کرتے ہوئے ظہور فرمانا، اولیائے کرام وسائر اہلِ اسلام کا اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنا، نصاریٰ کا وابق یا

اعماق، ملک شام میں لام باندھنا، ان کی طرف مدینہ طیبہ سے لشکرِ اسلام کا نہضت فرمانا، نصاریٰ کا اپنے ہم قوم نَو مسلموں سے لڑائی مانگنا، مسلمانوں کا اُنہیں اپنی پناہ میں لینا، لشکرِ مسلمین کا تین حصے ہوجانا، نصاریٰ پر فتح عظیم پانا، فتح یاب حصے کا قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھیننا، ملحمۂ کبری کا واقع ہونا، ہزار ہا مسلمانوں کا تین روز اپنے خیموں سے قسم کھا کر نکلنا کہ فتح کرلیں گے یا شہید ہوجائیں گے، اور شام تک سب کا شہید ہوجانا، آخر میں نصرتِ الٰہی کا نزول فرمانا، مسلمانوں کا فتح اجل واعظم پانا، اتنے کافروں کا کھیت ہونا کہ پرندہ اگر اُن کی لاشوں کے ایک کنارے سے اُڑے تو دُوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے مَر کر گر جائے۔

مسلمانوں کا اموالِ غنیمت تقسیم کرتے میں ابلیسِ لعین کی زُبان سے خُروجِ دجّال کی غلط خبر سن کر پلٹنا، وہاں اس کا نشان نہ پانا، پھر اس خبیث اعاذنا اللہ منه کا ظہور کرنا، بے شمار عجائب دکھانا، مینہ برسانا، کھیتی اُگانا، زمین کو حکم دے کر خزانے نکلوانا، خزانوں کا اُس کے پیچھے ہو لینا، سب سے پہلے ستر ہزار یہود طیلسان پوش کا اُس کا فر پر ایمان لانا، اُس کا لشکر بننا، دجال کا ایک جوان مسلمان کو تلوار سے دُو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کرنا، اُس کا اِس پر فرمانا کہ اب مجھے اور بھی یقین ہو گیا کہ تو وہی کانا کذاب ملعون ہے جس کے خروج کی ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی، اگر کچھ کرسکتا ہے تو اب تو مجھے کچھ ضرر پہنچا، پھر اُس کا ان پر قدرت نہ پانا، خائب وخاسر ہو کر رَہ جانا، چالیس روز میں اس ملعون کا حرمین طیبین کے سوا تمام جہان میں گشت لگانا، اہلِ عرب کا سمٹ کر ملک شام میں جمع ہونا، اس خبیث کا اُنہیں محاصرہ کرنا، بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتوں کا محصور ہونا۔ کیا تمہارے نکلنے سے پیشتر یہ سب وقائع واقع ہو لیے؟ واللہ کہ صریح جھوٹے ہو۔

اب چلئے مقارنات: ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ گھبراؤ نہیں فریاد رَس آ پہنچا، عیسیٰ مَوعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بابِ دمشق کے پاس دمشق الشام کے مشرقی جانب، منارۂ سپید کے نزدیک، دُو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے آسمان سے

نزول فرمانا، بے نہائے بالوں سے پانی ٹپکنا، جب سر جھکائیں یا اُٹھائیں، موئے مبارک سے موتیوں کا جھڑنا، یہاں تکبیر ہو چکی، نماز قائم ہے، حضرتِ امام مہدی کا بامر عیسوی امامت فرمانا، حضرت کا اُن کے پیچھے نماز پڑھنا، سلام پھیر کر دروازہ کھلوانا، اس طرف ستر ہزار یہود مسلح کے ساتھ اس مسیحِ کذاب یک چشم کا ہونا، مسیحِ صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اُس کا بدن گھلنا، بھاگنا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُس کے تعاقب میں جانا، باب "لُدّ" کے پاس اُسے قتل فرمانا، اُس کا خونِ ناپاک اپنے نیزۂ پاک پر دِکھانا، کیا تم پر یہ صفات صادق ہیں؟ کیا تم سے یہ وقائع واقع ہوئے؟ لا، واللہ! صریح جھوٹے ہو۔

آگے سنئے واقعاتِ عہدِ مُبارک:

سیّدنا موعود مسیح محمود صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کا صلیبیں تُوڑنا، خنزیر کو قتل فرمانا، جزیہ اُٹھا دینا، کافر سے أما الإسلام وأما السیف پر عمل فرمانا، یعنی "اسلام لا ورنہ تلوار"، تمام کفارِ رُوئے زمین کا مسلمان یا مقتول ہونا، یہود کو گن گن کر قتل فرمانا، پیڑوں پتھروں کا مسلمانوں سے کہنا: اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یہودی ہے، سوا دینِ اسلام کے تمام مذاہب کا یکسر نیست و نابود ہو جانا، رُوحا کے راستے سے حج یا عمرے کو جانا، مزارِ اقدس سیّدِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام کرنا، قبرِ انور سے جواب آنا، اور اُن کے زمانے میں ہر طرح کا امن چین ہونا، لالچ، حسد، بغض کا دُنیا سے اُٹھ جانا، شیر کے پہلو میں گائے کا چرنا، بھیڑیئے کی بغل میں بکری کا بیٹھنا، سانپ کو ہاتھوں میں لے کر بچوں کا کھیلنا، کسی کا کسی کو ضرر نہ پہنچانا، آسمان کا اپنی برکتیں اَنڈیل دینا، زمین کا اپنی برکات اُگل دینا، پتھر کی چٹان پر دانہ بکھیر دو تو کھیتی ہو جانا، اتنے اتنے بڑے اناروں کا پیدا ہونا، جن کے چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت کا آ جانا، ایک بکری کے دُودھ سے ایک قوم کا پیٹ بھرنا، رُوئے زمین پر کسی کا محتاج نہ ہونا، دینے والا اشرفیوں کے توڑے لیے پھرے کوئی قبول نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔

کیا یہ تمہارے اس زمانۂ پُرشُور وشین کے حالات ہیں؟ کلا، واللہ! صریح جھوٹے ہو۔

اسی طرح اور وقائع کثیرہ مثلاً یاجوج وماجوج کا عہدِ عیسوی میں نکلنا، دجلہ وفرات وغیرہما دریا کے دریا پی کر بالکل سکھا (خشک کر) دینا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بحکمِ الٰہی مسلمانوں کو کوہِ طُور کے پاس محفوظ جگہ رکھنا، یاجوج وماجوج کا دُنیا خالی دیکھ کر آسمان پر تیر پھینکنا کہ زمین تو ہم نے خالی کرلی اب آسمان والوں کو ماریں، اللہ تعالیٰ کا اُن خبیثوں کے استدراج کے لیے تیروں کو آسمان سے خون آلودہ واپس فرمانا، اُن کا دیکھ کر خوش ہونا، کودنا، پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا سے اُن اشقیا پر بلائے "نغف" کا آنا، سب کا ایک رات میں ہلاک ہوکر رَہ جانا، رُوئے زمین کا اُن کی عفونت سے خراب ہونا، دُعائے عیسوی سے ایک سخت آندھی کا آکر اُن کی لاشیں اُڑاکر سمندر میں پھینک دینا، عیسیٰ و مسلمین کا کوہِ طُور سے نکلنا، شہروں میں ازسرنو آباد ہونا، چالیس سال زمین میں امامتِ دین وحکومتِ عدل آئین فرماکر وفات پانا، حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونا۔

جب [1] تم اپنی عمر جو لکھا کر آئے ہو، پوری کرلو، تو ان شاء اللہ **العظیم** سب مسلمان علانیہ دیکھ لیں گے کہ حضرتِ عزائیل علیہ السلام نے تمہیں تو گلا دَبا کر تمہارے مقر اصلی کو پہنچایا، اور ان باقی واقعوں سے بھی کوئی تم پر صادق نہ آیا، پھر تم کیوں کر مماثلِ عیسیٰ

---

[1] الحمدللہ! کہ حضرتِ مصنف کی پیشین گوئی ثابت ہوئی، مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں اپنے مقر میں دھکیل دیئے گئے، اور اصلاً ایک واقعہ ایک حرف بھی اُن پر ثابت نہ آیا، مرزا جی نے جو اپنی عمر کی وحی سے تاریخ بتائی تھی اُس میں بھی اُن کے وحی دہندہ نے غپا کھایا، قصداً انہیں مسخرہ بنا کر غپا دیا کے 83 برس کی عمر پائیں گے۔ حالانکہ کچھ اُوپر ساٹھ ہی میں سانٹھ ماروں نے کیکڑے ڈال کر اُن کو اوجھی میں جھونک دیا، وہی شیطانی وحی کا جملہ جو آسمانی جورو کے بارے میں مرزا جی پر اُترا تھا کہ "زوجنا کھا"، شانِ الٰہی کہ اس سے ایک ظریف نے مرزا قادیانی کی تاریخِ موت نکالی یوں کہ ان میں تین لفظ ہیں زوج مجموعہ ۱۳۲۶ھ ہوئے...... الہام سے کہتے ہے۔ ۱۲ منہ

ومُرادِ احادیث ہو سکتے ہو؟ اگر کہیے ہم حدیثوں کو نہیں مانتے، جی یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ منکرِ کلامِ رسول اللہ ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، مگر یہ تو فرمایئے کہ پھر آپ مسیحِ موعود کس بنا پر بنتے ہیں؟۔

کیا قرآنِ عظیم میں کوئی آیت صریح قطعیۃ الدلالۃ موجود ہے کہ عیسیٰ کا نزول موعود ہے؟

تو بتاؤ اور نہیں تو آخر یہ موعود، موعود کہاں سے گا رہے ہو؟

انہیں حدیثوں سے، جب حدیثیں نہ مانو گے، موعودی کا پھندنا کس گھر سے لاؤ گے؟۔

ع شرم بادت از خدا واز رسول

مگر بحمد اللہ! مسلمان کبھی ایسی زٹلیات پر کان نہ رکھیں گے، کیا ممکن ہے کہ **معاذ اللہ، معاذ اللہ!** وہ ارشاداتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا جانیں اور ان کے منکر مخالف کو سچا، حاش للہ! حاش للہ! اور پھر مخالف بھی وہ جو خُود انہیں ارشادات کے سہارے اپنے خیالی پلاؤ پکا تا ہو۔تمہارے موعود بننے کو تو حدیثیں سچی، مگر تطبیقِ اوصاف وقائع کے وقت جھوٹی

﴿ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَتَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ اِلَّا خِزۡیٌ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یُرَدُّوۡنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴾[1]

"تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو، اور کچھ سے انکار کرتے ہو، تو جو تم میں ایسا کرے اُس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دُنیا میں رسوا ہو، اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے، اور اللہ تمہارے کوتکوں (کرتوتوں) سے بے خبر نہیں"۔

"وقیل بعد اللقوم الظلمین ۔والحمد للہ ربّ العلمین " اور فرمایا گیا کہ دُور ہوں بے انصاف لوگ ۔اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

---

[1] [البقرۃ:85]

جواب سوال اخیر:

اب نہ رہا مگر سائل کا حضرت امام مہدی واعور دجال کی نسبت سوال بتوفیق اللہ تعالیٰ اس کے جواب لیجئے۔

قولہ: حضرتِ امام مہدی اور دجّال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟۔

اقول: ہے اور بہت تفصیل سے۔

قولہ: ہے تو اس کی آیت

اقول: ایک نہیں متعدد، دیکھو سورۂ "والنجم" شریف آیت تیسری، اور چوتھی، سورۃ "فتح شریف" آخر آیت کا صدر، سورۃ قلب القرآن مبارک کی پہلی چار آیتیں، وغیر ذٰلک مواقع کثیرہ۔

جواب دوم: دیکھو مقدمۂ اولی۔

جواب سوم: قادیانی کا نکلنا اس کا عیسی موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں تو وجہ۔

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾[1]

"مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے"۔

الحمدللہ کہ یہ مختصر جواب ۲۲ رمضان المبارک روز جان افروز دوشنبہ ۱۳۱۵ھ کو حلہ پوش اختتام اور تاریخ "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" نام ہوا۔

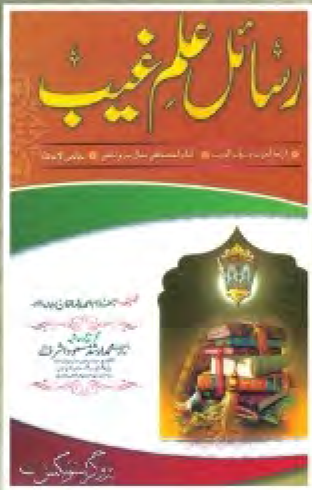
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولانا محمدٍ واٰلہ وصحبہٖ اجمعین، واٰخر دعوانا أن الحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ أعلم وعلمہ جل مجدہٗ أتم وأحکم

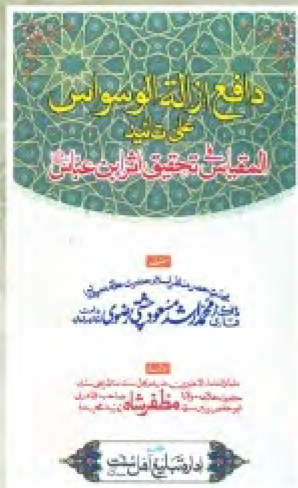
کتبہ محمد المعروف بحامد رضا البریلوی عفی عنہ

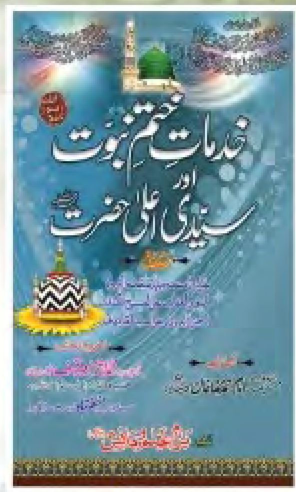
الحمدللہ! تخریج وحاشیہ بروز ہفتہ دن 10 بجے 06\04\2019 کو مکمل ہوا، محمد ارشد مسعود عفی عنہ

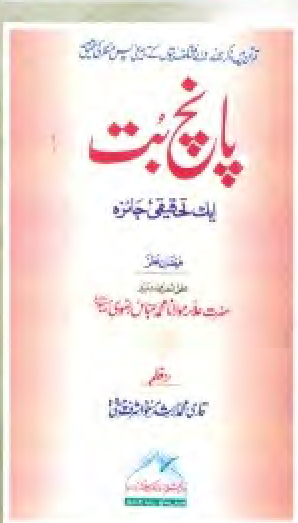
---

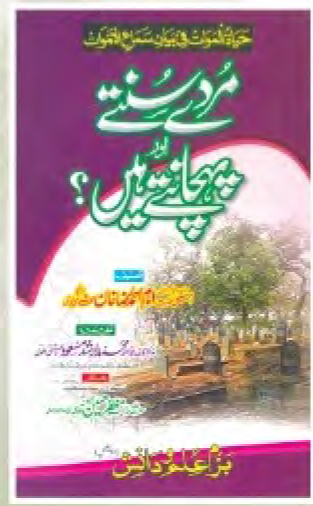
[1] [القلم:23]













ناشر بزم علم و دانش (ٹرسٹ)